Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

३९५

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम ... हिन्दु तहज़ीब ...

लेखक ... पण्डित बिशन दास बी० ए० ...

प्रकाशन वर्ष ... १९०९ ...

आगत संख्या ... ३९५ ...

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

394

394;U

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرستِ مضامین

نمبر		صفحہ
		۳
		۶
		۱۰
		۱۳
		۱۶
		۲۰
		۲۵
		۳۴
		۳۸
		۴۲
		۴۸
		۵۰
		۵۵
		۵۸
		۶۴

اطلاع

اخلاقی سبق کے آٹھ حصے شائع ہو چکے ہیں ہر ایک حصّہ کی قیمت حسب ذیل ہے :-

حصّہ اول ۴/- دوم ۵/- سوم ۴/- چہارم ۳/ پنجم ۶/ ششم ۵/- ہفتم ۴/- ہشتم ۴/-

جو اصحاب آٹھوں حصّے یکمشت خریدیں گے. اُن سے کل قیمت بجائے ۲/۵ کے ۲/۲ لی جائیگی - نیز کسی ایک حصّہ کی کم سے کم پچاس جلدوں کے خریدار کو ۱۵ فیصدی کمیشن دیجاتی ہے.

خریداری کے متعلق کل خط و کتابت بھائی گوپال سنگھ صاحب دفتر سنٹرل ورکشاپ امرتسر سے ہونی چاہیئے لوکل اصحاب اگر چاہیں بھائی سیوا سنگھ کی دوکان واقعہ بازار مغل دروازہ امرتسر سے یہ کتابیں خرید سکتے ہیں ؛

مؤلف

وزیر ہند پریس امرتسر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	ہردیوی اور اُتّم	۳
۲	نامی اور مایا دیوی	۶
۳	گھسیٹا رام	۱۰
۴	کشوری	۱۳
۵	سرسوتی دیوی	۱۶
۶	عجیب قسم کی روٹی	۲۰
۷	خوش اطواری	۲۵
۸	اچھے اور بُرے بچّے	۳۴
۹	رام پرشاد	۳۸
۱۰	خوشنُما شہر	۴۲
۱۱	ہنس مکھ	۴۸
۱۲	ایک مُفید نسخہ	۵۰
۱۳	الٰہ بخش (اجی میں تو بھول گیا) . . .	۵۵
۱۴	پرایا مال اپنے کام میں نہ لاؤ	۵۸
۱۵	مہاشے دھرم پال جی کی سرگزشت . . .	۶۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اخلاقی سبق

حصّہ چہارم

394,U

ہردیوی اور اتم

ہردیوی اور اُتّم بظاہر اچھے بچّے ہیں لیکن اُن میں یہ بُرائی ضرور ہے کہ جب کبھی اُن کی ماں اُنھیں نہلانا چاہتی ہے۔ تو وہ باہر بھاگ جاتے ہیں۔ اگر ماں اُنھیں پکڑ کر زبردستی نہلائے تو رو رو کر زمین آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں۔ بھائی بہن دونوں ہی مٹّی میں کھیلنے کے عادی ہیں۔ اگر نہلائے نہیں جاتے تو اُن کی شکل بھوتنوں کی سی نظر آتی ہے۔ نہاتے وقت دونوں اِس زور سے چیختے ہیں۔ کہ کبھی کبھی ماں بھی غصّے میں آ کر اُنہیں تھپڑ لگا دیتی ہے۔ لیکن پیٹے جانے پر بھی اُن کا رونا بند نہیں ہوتا۔ جب کنگھی کرنے کی نوبت آتی ہے۔ تو ہردیوی پیٹ پیٹ کے اپنا ماتھا پھوڑ لیتی ہے۔ حجامت کراتے وقت یہی حال اُتّم بھی کرتا ہے۔ ہردیوی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی دیکھا دیکھی اُتّم زیادہ رونا اور چلّانا سیکھ گیا ہے۔ ماں نہیں چاہتی کہ اُس کے بچّے میلے کچیلے رہیں اور بھوتوں کی شکل بنائے رکھیں۔ لیکن جب ہردیوی اور اُتّم اُسے نہاتے وقت تنگ کرتے ہیں یا ماں نہانے کو کہے اور وہ باہر بھاگ جاتے ہیں تو وہ بہت دُکھی ہوتی ہے ؎

آج اتوار ہے۔ ہردیوی اور اُتّم صبح ہی سے گھر سے باہر کھیل میں لگے ہوئے ہیں ماں کے بلانے پر بھی نہیں آئے۔ ماں خاموش ہے۔ سمجھتی ہے کہ اُنہیں بھوک لگیگی تو آپ ہی دوڑے آئینگے ؎

کھیلتے کھیلتے دونوں بچّے لالہ رام سرن کے باغ میں جا پہنچے۔ لالہ رام سرن شہر کے معزز آدمی ہیں۔ اُن کے بچّے بہت نیک طینت ہیں۔ کیا مجال جو ماں باپ کے کسی حکم کو ٹال دیں۔ ماں کو اُنہیں ہر روز یاد نہیں کرانا پڑتا۔ کہ آؤ بچّو نہالو۔ وہ خود ہی ماں سے ہر روز صبح کے وقت کہتے ہیں کہ ہم کو نہانا ہے۔ باغ میں رام لعل۔ دیپ چند۔ نرائن داس سبھی بچے کھیل رہے ہیں۔ ہردیوی اور اُتّم چاہتے ہیں کہ اُن کے ساتھ مل کر کھیلیں۔ لیکن اُن بچّوں کو ان کے کھیلنے سے انکار ہے۔ کیونکہ یہ بہت میلے کچیلے ہیں۔ اور وہ نہیں چاہتے کہ ان کے ساتھ کھیل کر اپنے کپڑوں کو بھی میلا کر لیں۔ اُتّم اور ہردیوی کے پاس اپنا گیند ہے۔ جیسے وہ اُچھال کر آپس میں کھیلنے لگے۔ لیکن دونو کھیلتے کھیلتے جلدی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھک گئے۔ اور جب بھوک نے ستایا تو گھر کو لوٹ آئے۔ گھر پہنچ کر اُن کے ساتھ جو سلوک ہوا ہوگا۔ اُس کا اندازہ وہ بچّے خود ہی کر سکتے ہیں جو اپنی شرارت سے ماں باپ کا کہنا نہیں مانتے ✤

اُتم اور ہردیوی کو شاید معلوم نہیں۔ کہ اُن کے تھکنے کی وجہ اِس کے سوا اور کچھ نہیں۔ کہ وہ بہت میلے ہیں۔ کیونکہ ہم سب کے بدن میں بے شمار مسام ہیں۔ جب ہم بھاگتے یا ورزش کرتے ہیں تو اُن مساموں سے پسینہ خارج ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم نہانے میں غفلت کریں۔ اور بدن کو اچھّی طرح نہ دھوئیں تو یہ مسام بند ہو جاتے ہیں۔ اور پسینہ جو ان مساموں سے خارج ہونا چاہئے ٹھہر جاتا ہے۔ اس سے بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ سر میں بھاری پن اور بدن میں تھکان محسوس ہونے لگتی ہے ✤

پھول کیسے تر و تازہ پاکیزہ اور خوشنما معلوم ہوتے ہیں۔ یہ ہر صبح شبنم سے غسل کرتے ہیں اور جب کبھی بارش ہوتی ہے تو ہردیوی اور اُتم کی طرح بھاگ کر نہیں چھپ جاتے۔ بلکہ جُوں کے تُوں کھڑے رہتے ہیں۔ تاکہ بارش کے پانی سے تمام گرد و غبار جو ہوا سے اُڑ کر اُن پر پڑ گیا ہے دُھل کر صاف ہو جائے۔ بال بکھرے ہوئے۔ ہاتھوں پاؤں پر میل جمی ہوئی۔ چہرے پر کالے کالے داغ۔ ہونٹوں پر پپڑی۔ مُنہ میں بدبو۔ لباس گندہ۔ آنکھیں ڈراؤنی۔ شکل بھوتنوں جیسی۔ یہی پہچان میلے اور نہ نہانے والے لڑکوں کی ہے ✤

جو لڑکیاں اور لڑکے صاف سُتھرا رہنا نہیں چاہتے۔ وہ اکثر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہانے میں سستی کرتے ہیں۔ بے قاعدگی اور بے پروائی کی عادت ایسے بچّوں کی طبیعت میں جڑ پکڑ جاتی ہے۔ اور پھر یہی عادت بڑی عمر میں بھی اُن کو خراب کرتی رہتی ہے۔ ایسے بچّے اگر تھوڑی سی تکلیف اور وہ بھی اپنے جسم اور اپنی صحت کی خاطر گوارا کریں۔ تو وہ ماں باپ کو بہت خوش رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ کوئی ماں نہیں چاہتی۔ کہ اُس کا بچّہ گندہ اور میلا رہے۔ اور دیکھنے میں بھوت یا چڑیل نظر آئے۔ جب وہ دیکھتی ہے کہ بچّہ روزمرّہ نہانے سے کتراتا ہے۔ اور اُس کے کہنے پر نہیں چلتا تو ماں بہت دق ہوتی ہے ٭

نامی اور مایا دیوی

نامی ایک چھوٹی سی دس بارہ برس کی غریب لڑکی ہے۔ اُس کے آدھی درجن سے زیادہ بھائی بہن ہیں۔ اُس بیچاری کو یہ خیال اکثر ستاتا رہتا ہے۔ کہ میرے ماں باپ غریب آدمی ہیں۔ ہمیں پیٹ بھر کر کھانا نہیں ملتا۔ ہمارا گھر چھوٹا سا تنگ و تاریک اور میلی گلی میں ہے۔ میرے کھیلنے کو ایک ہی کھلونا ہے۔ اور وہ بھی مٹی کا۔ میری سہیلی مایا دیوی کی سہ منزلہ حویلی پختہ چونے گچ بنی ہوئی ہے۔ کتنا بڑا صحن ہے۔ بیچ میں باغیچہ ہے۔ چاروں طرف کھلا میدان ہے۔ باغ میں ٹہلنے سیر کرنے کے لئے کیسی عمدہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روشیں اور خوشنما گھاس ہے - جا بجا کئی قسم کے پیڑ اور خوشنما پھول لگے ہیں - جگہ کیسی صاف اور ستھری ہے - تمام حویلی میں بدبو کا نشان تک نہیں - بیٹھنے اٹھنے کو اچھا سجا ہوا کمرہ ہے - کھیلنے کو قسم قسم کی گڑیاں اور کھلونے - پہننے کو ریشمی لباس - اور کھانے کے لئے طرح طرح کی مٹھائیاں اور لذیذ کھانے - سواری کے لئے رتھ پالکی - غرض کسی سامان کی کمی نہیں - خدمت کے لئے نوکر چاکر بھی ایک دو نہیں - کئی ہیں ٭

جب نامی کی ملاقات مایا دیوی سے پہلی دفعہ ہوئی تو اسے دکھلانے کے لئے مایا دیوی اپنے تمام کھلونے الماری میں سے نکال لائی - اس موقع پر نامی کی مایا دیوی سے اس طرح گفتگو ہوئی :-

نامی - بہن! تمہارے کھلونے کیسے قیمتی اور خوبصورت ہیں - اخاہ! تم انہیں دیکھ کر بہت خوش رہتی ہوگی - مجھ غریب کے پاس تو ایسا ایک بھی کھلونا نہیں - ہاں سات آٹھ بھائی بہنیں ضرور ہیں ٭

مایا دیوی - کھلونے میرے کس کام کے ہیں - البتہ بھائی بہن ہوتے تو سب کے ساتھ مل کر کھیلنے کا کچھ لطف بھی ہوتا ٭

نامی (تعجب سے) لطف ہوتا! واہ! لطف تو کیا ہوتا - دن بھر کوئی تمہارے کان کھینچتا - کوئی تمہیں دھکا دیتا - کوئی مکا مارتا - جینا بھی دوبھر ہو جاتا ٭

مایا دیوی (حیران ہو کر) گڑیوں کی نسبت تو بھائی بہن پھر بھی اچھے ہیں ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نامی - اتنی دُعا کرو - کہ اگر تمہارے بھائی بہن ہوں تو تمہیں دُکھ نہ دیا
کریں - میری آرزو تو بس یہی ہے - کہ میرے پاس تمہارے جیسی
گڑیاں ہوں - باغیچہ ہو - جس میں قسم قسم کے خوشنما پھول لگے ہوئے
ہوں - رہنے کو پکا مکان ہو - پیٹ بھر کر کھانا ملے - اور بس *
مایا دیوی - تم نے کبھی اکیلے رہ کر نہیں دیکھا - گڑیاں کس ... کہ
جب کوئی ساتھ کھیلنے والا ہی نہ ہو - اکیلے تھوڑا کھیلا جاتا - ... نظر
تو چاہتی ہوں - کہ میں تمہاری طرح ہوتی - تاکہ میرے بھی بہ...
بھائی بہن ہوتے اور میں اُن سے کھیلا کرتی *

اتفاق سے مایا دیوی کو ایک مرتبہ نامی کے گھر اور ...
مایا دیوی کے گھر رہنے کا موقع ملا *

جب رات ہوئی تو مایا دیوی کو ٹوٹی پھوٹی چارپائی اور ...
سونے کو ملا - جسے دیکھکر اُسے اپنا مخملی بچھونا یاد آیا - اُس کی ما...
رات کو کہانیاں سُنا کر اور میٹھی میٹھی باتیں کر کے سُلایا کرتی تھی - یہا...
اس بات کی بھی اُس نے کمی دیکھی اور اپنا بستر بھی اپنے ہی ہاتھ ...
بچھانا پڑا - رات کو سوتے وقت گرم گرم دودھ کا گلاس ملتا تھا -
اُس سے بھی محروم رہی - صبح اُٹھکر ٹھنڈے پانی سے نہانا پڑا - اپنے
گھر پر گرم پانی سے نہایا کرتی تھی - صبح کے ناشتے کے لئے اُسے
باسی روٹی ملی - جسے وہ مشکل سے کھا سکی - یہ حالت دیکھکر مایا دیوی
سرد آہیں بھرنے لگی - وہ دل ہی دل میں کہتی تھی - کہ بھائی بہن بھی
کھیلنے کے لئے ہوں تو اچھا ہی ہے - لیکن میری ماں ، میرے خدمتگار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بستر اور میرے نہانے کا گرم پانی۔ اور کھانے کا پُلاؤ۔ یہ سب میں کہاں چھوڑ سکتی ہوں +

اُدھر نامی کو مایا دیوی کے کھلونوں سے دن بھر دل بہلانے کو قسم کیا۔ رہنے کو سجا سجایا کمرہ۔ لذیذ کھانے۔ باغ کی سیر۔ خدمت لئے طرح طرح چاکر۔ یہ سبھی باتیں اُسے میسّر تھیں۔ رات کو سونے کے پالکی۔ غرض ایسا عمدہ بچھونا مِل گیا۔ جیسے اُس نے عمر بھر خواب میں ایک د... لیکن ایک بات کی کمی تھی۔ اُسے رات کو اپنے کمرے ...نا پڑا۔ ایسی سُنسان جگہ اُسے اپنے بھائی بہن یاد دکھلا... ھیری رات میں اُسے تمام منظر ڈراؤنا معلوم ہوتا تھا۔ نکال... سے پہلے اُسے تنہا سونے کا کبھی موقع نہ مِلا تھا۔ خوف نامی سے اُسے رات بھر نیند نہ آئی۔ اب اُسے اپنے بھائی اتحاد... ر آباد رونق والے گھر کی حقیقت معلوم ہوئی۔ وہ دِل میں تو ...ر رہی تھی۔ کہ بھائی بہنوں اور کُنبہ داری کی تکلیف کوئی ایسی ...ل برداشت نہیں۔ اے کاش! میرے بھائی بہن بھی میرے ...تھ اس جگہ ہوتے +

جب نامی اور مایا دیوی دونو اپنے اپنے گھر کو لوٹیں تو ...وں نے شکر کیا۔ نامی کا گھر اگرچہ نسبتاً میلی گلی میں تھا۔ لیکن ... اُسے اپنے گھر کی قدر معلوم ہو گئی۔ مایا دیوی بھی اپنے گھر ... تھوڑی بہت تنہائی کی تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ اُس نے بھی ...علوم کر لیا۔ کہ جو سُکھ اپنے گھر میں اور اپنے ماں باپ کے زیر سایہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملتا ہے ویسا سُکھ اور کسی گھر میں نہیں مِل سکتا ۔

ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ دُوسروں کے گھر اور دُوسروں کے ماں باپ کیسے ہی اچھّے کیوں نہ ہوں ۔ وہ ہمارے اپنے گھر اور ہمارے اپنے پیارے ماں باپ کے برابر کبھی نہیں ہو سکتے ۔

گھسیٹا رام

گھسیٹا رام لوئر پرائمری کی دوسری جماعت میں پڑھتا ہے۔ حساب کے سوال وہ اُنگلیوں پر گن گن کر نکالا کرتا ہے ۔ ماسٹر جی بہتیرا روکتے ہیں۔ لیکن وہ اس عادت سے باز نہیں آتا ۔ یہ لڑکا حساب میں کمزور ہے ۔ جمع کے سوال تو یہ تھوڑے بہت اُنگلیوں کی مدد سے نکال لیتا ہے ۔ لیکن تفریق کے سوال نکالنے میں اُس کی عقل چکر کھانے لگتی ہے ۔ اُستاد بھی بہت مغز مارتا ہے ۔ لیکن گھسیٹا رام کی سمجھ میں نہیں آتا کہ ۳۰۰ میں سے ۱۹ خارج کرنے سے حاصل تفریق ۲۸۱ ہوتے ہیں ۔ دوسرے لڑکے سلیٹ پر یہی سوال نکالنے میں مشغول ہیں ۔ لیکن گھسیٹا رام اُستاد کی آنکھ بچا کر اپنے پاس والے ہم جماعت موہن لعل کی سلیٹ کو جھانک رہا ہے ۔ ذرا اُستاد کی نظر بچی ۔ اُس نے جھٹ موہن لعل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا جواب ۲۸۱ اپنی سلیٹ پر اُتار لیا۔ اُسے معلوم نہیں تھا کہ یہ جواب ٹھیک ہے یا غلط۔ لیکن جب اُستاد سلیٹ پنسل لے کر ہر ایک کی سلیٹ دیکھنے کے لئے آیا۔ وہ گھسیٹا رام کے حل کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اُس کے جواب پر ص کا حرف لکھ کر کہا۔ شاباش گھسیٹا رام شاباش اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ تم ہوشیاری سے کام کرتے ہو۔ اور تفریق کے سوالوں کو سمجھنے لگے ہو۔ اُستاد کو کیا معلوم تھا کہ گھسیٹا رام نے موہن لعل کی سلیٹ پر سے جواب نقل کیا ہے۔ "شاباش" کا لفظ استاد کے مُنہ سے سُن کر گھسیٹا رام دل ہی دل میں بہت شرمندہ ہوا۔ کیونکہ صحیح جواب اُس کا اپنا نکالا ہوا نہیں تھا۔ باقی تمام دن وہ بہت حیران و پریشان رہا۔ اُسے فکر تھا۔ کہیں اُستاد کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ میں نے جو جواب دکھلایا تھا۔ وہ موہن لعل کی سلیٹ سے نقل کیا ہوا تھا۔ جب گھر آیا تو بہن نے فکر مند دیکھ کر پوچھا۔ آج بھائی جان تمہارا کیا حال ہے۔ کہیں اُستاد نے تو نہیں مارا؟

بھائی۔ نہیں مارا تو نہیں لیکن آج میں خوش نہیں +

بہن۔ (حیرت سے)۔ خوش نہیں۔ خوش نہ ہونے کی وجہ؟

بھائی۔ میں خود ٹھیک طور پر نہیں بتلا سکتا۔ کہ میں آج کیوں غمگین ہوں +

بہن۔ کیا تم آج مدرسے گئے تھے؟

بھائی۔ ہاں مدرسے تو گیا تھا۔ آج مولوی صاحب نے ہمیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برسات کا سبق دیا تھا اور پنڈت جی نے اشیا کے سبق پڑھائے تھے۔ حساب سکھانے والے اُستاد نے تفریق کا سوال نکلوایا تھا۔

بہن۔ ہاں اب تمہاری اُداسی کا سبب معلوم ہو گیا۔ تم ہمیشہ تفریق کے سوالوں کو مشکل بتایا کرتے ہو۔ اور شاید غمگین بھی اسی لئے ہو۔ کہ تم سوال نہیں نکال سکے ہو گے۔ اور تم نے کسی کا حل نقل کر لیا ہو گا۔ یہ بھی تو بھائی جان ایک قسم کی چوری ہے؟

بھائی۔ چوری ہے تو پھر کیا میں نے چوری کی ہے؟

بہن۔ ہاں چوری تو ہے۔ کیونکہ تم نے خود اُس سوال کو حل نہیں کیا۔ ٹھیک جواب نکالا ہوا دوسرے کا تھا۔ تم نے اُسکی نقل کر لی۔

بھائی۔ یہ قصور تو بیشک مجھ سے ہوا ہے۔

بہن۔ یہی تو وجہ تمہارے غمگین ہونے کی ہے۔ کیونکہ جب اُستاد نے تمہیں شاباش دی۔ تو تمہیں اپنے دِل میں فوراً معلوم ہو گیا کہ میں نے آج اچّھا کام نہیں کیا۔

بھائی۔ یہ بات تو بالکل صحیح ہے۔

بہن۔ بھائی جان پھر ایسا کبھی نہ کرنا۔ تمہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ دوسروں کے حل کئے ہوئے سوالوں کی نقل اُتارنا بہت بُری بات ہے۔ میں خوش ہوں کہ تم نے صاف صاف اپنے دل کی بات مجھ سے کہہ دی۔ مناسب ہے کہ تم ماسٹر جی کے پاس جا کر بھی اُن سے اپنے قصور کی معافی مانگو۔

بھائی۔ نہیں پھر ایسی غلطی مجھ سے نہ ہو گی۔ میں ابھی ماسٹر جی کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پاس جاکر اُن سے معافی مانگتا ہوں +

کِشُورِی

کشوری کی ماں بیٹی کو ہر روز پاس بٹھا کر کشیدہ کا کام سکھایا کرتی ہے۔ لیکن کشوری بڑی چنچل طبیعت کی لڑکی ہے۔ سینے پرونے کے کام میں اُس کا جی مطلق نہیں لگتا۔ تھوڑی دیر بیٹھتی ہے۔ پھر کھیلنے کو بھاگ جاتی ہے۔ جب ماں دو ایک تھپڑ لگا دیتی ہے۔ تب اُس کا مزاج ٹھکانے آتا ہے۔ دل لگے نہ لگے پھر بھی ماں کے حکم سے اُسے بیٹھنا پڑتا ہے۔ عمر صرف سات ہی برس کی ہے۔ لیکن دل لگا کر کام کرے تو کشیدہ بہت اچھا نکال سکتی ہے۔ ماں کی دردسری کی اور کوئی وجہ نہیں۔ وہ یہی چاہتی ہے کہ بیٹی اُجڈ نہ رہے۔ بڑی ہو کر سینے پرونے کے کام میں خوب مشّاق نکلے۔ اپنے تن کے کپڑے سینے اور درست کرنے کے لئے دوسروں کی محتاج نہ رہے۔ بیٹی بیگانی دولت ہے۔ ماں کہا کرتی ہے کہ بیگانے گھر میں جانے کے بعد کوئی اُس کی لڑکی کو یہ نہ کہے کہ کسی نالائق ماں کی بیٹی ہے جس نے اسے سینا پرونا تک نہیں سکھایا۔ کشوری ابھی الھڑ لڑکی ہے۔ وہ کیا جانے کہ ماں کیوں اُس کی خاطر اتنی تکلیف اور محنت اُٹھا کر اسے سینے پرونے کا کام سکھاتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چاہئی ہے +

ایک دن کشوری گھر کے دالان میں بیٹھی کشیدہ نکال رہی تھی۔ سوئی ہاتھ میں تھی۔ لیکن اُس کا خیال کھیل میں تھا۔ نگاہ کشیدہ میں نہ ہونے کی وجہ سے سوئی اُنگلی میں چُبھ گئی۔ ایک سیکنڈ کے لئے تو وہ خاموش رہی۔ لیکن جب دیکھا کہ اُنگلی سے ذرا سا خون کا قطرہ بھی نکل آیا ہے۔ تو چلانا شروع کیا۔ ماں نے حیران ہوکر پوچھا کشوری! خیر تو ہے۔ روتی کیوں ہے؟

بیٹی (سوئی کو دور پھینک کر)۔ مجھ سے اس سوئی سے کام نہیں ہوتا۔ کشیدہ نکالتے نکالتے اس سوئی سے میری اُنگلی بھی زخمی ہوگئی +

ماں۔ دکھلاؤ تو سہی (اُنگلی میں پھونک مار کر)۔ بھلا یہ بھی کوئی زخم ہے۔ لو اُنگلی کو مُنہ میں لے کر چوسو۔ بیٹی تمہارا خیال تو کھیل میں ہوتا ہے۔ دھیان رکھکر کام کرو۔ تو سوئی کیوں چُبھے؟

چُوسنے سے خُون تو بند ہوگیا۔ لیکن کشوری کا رونا بند نہ ہوا۔ ماں بولی۔ اب کیا ہے۔ اب تو چپ ہو جاؤ +

کشوری۔ میری اُنگلی درد کرتی ہے۔ چپ کیونکر ہو جاؤں +

ماں (بیٹی کو گلے لگا کر)۔ میری کشوری بھلا بتلا تو سہی۔ کیا رونے سے درد جاتا رہیگا؟ بیٹی! بھسڈی مت بنو۔ اگر چپ نہیں رہا جاتا۔ اور بولنے سے درد کم ہوتا ہے۔ تو اس طرح بولو "میں نہیں روؤنگی۔ میں نہیں روؤنگی" اس طرح بولتی جاؤ۔ تمہارا رونا آپ سے آپ بند ہو جائیگا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ماں نے بیٹی کے آنسو پونچھ دئے اور سمجھا دیا۔ کہ آیندہ احتیاط سے کام کیا کرو۔ اگر اتفاق سے سوئی چُبھ جاے یا کھیلتے کھیلتے کہیں چوٹ لگے تو روکر دوسروں کو نہ سُناؤ۔ بلکہ اپنے دل سے کہو۔ میں روکر کیا کرونگی۔ مفت میں دوسرے لڑکے لڑکیاں ہنسینگے اور مجھے احمق کہینگے۔ کیوں نہ میں بہادر بنوں۔ اور اپنے دل کو مضبوط کروں۔ چوٹیں لگا ہی کرتی ہیں۔ ہر بار رو رو کر آنکھیں پھوڑنے سے کیا حاصل ہوگا؟

ماں کے پیار اور نصیحت نے کشوری کے دل پر بہت اثر کیا۔ کچھ دن بعد کشوری مدرسے جاتی ہوئی راستے میں پتھر سے ٹھوکر کھاکر منہ کے بل گر پڑی۔ بیچاری کے ہاتھوں اور گھٹنوں میں بہت چوٹ آئی۔ ایک شریف عورت جو سڑک پر سے گزر رہی تھی۔ اُس کی مدد کے لئے دوڑی آئی۔ اور اُسے اُٹھایا۔ اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں کو دیکھ کر قرین قیاس تھا۔ کہ کشوری رو پڑتی۔ لیکن اپنی مددگار عورت کو دیکھ کر بولی۔ میں تو نہیں روؤنگی۔ رونے میں کیا رکھا ہے؟ اُس شریف عورت نے لڑکی کو شاباش دی اور اُسے اپنے گھر جو نزدیک ہی تھا۔ لے گئی۔ شیر گرم پانی سے کشوری کے ہاتھ اور گھٹنے دھوئے۔ اپنے ہاتھوں اور گھٹنوں پر چوٹ کے نشان دیکھ کر کشوری کی آنکھیں ڈبڈبائیں۔ لیکن پھر اُس نے اپنی ماں کی نصیحت کو یاد کیا۔ اور بولی " میں تو نہیں روؤنگی۔ میں تو نہیں روؤنگی۔ اگر میں روؤں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو مجھے بہادر کون کہیگا "؟

تب وہ شریف عورت اُسے مدرسے میں چھوڑ آئی۔ اور اُسکی اُستانی سے بھی کشوری کی چوٹ کا ذکر کر کے کہا۔ کہ یہ تو بڑی بہادر لڑکی ہے۔ اسے بہت چوٹ آئی ہے۔ لیکن یہ مطلق نہیں روئی۔ اُستانی مسکرائی اور اُس نے بھی کشوری کو شاباش دی +

کشوری بھی خوش تھی۔ کہ وہ روئی نہیں اور اُسے اب کوئی "رونی صورت" کے نام سے مخاطب نہیں کر سکتا +

واقعی کشوری بہادر لڑکی تھی۔ بچو! تم بتلاؤ۔ تم میں سے کون "رونی صورت" ہے۔ اور کون "بہادر" ؟

سروتی دیوی

سروتی دیوی بہت سیدھی سادی لیکن دلیر لڑکی ہے۔ میں جس وقت کا ذکر کرتا ہوں۔ اُس وقت اُس کی عمر کچھ زیادہ نہ تھی پانچ چھ برس کے لگ بھگ ہوگی۔ میرا اُس سے قریبی رشتہ ہے۔ اور چونکہ مجھے ایک عرصہ تک اُس کے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے اس لئے میں اُس کے مزاج سے بخوبی واقف ہوں۔ یہ لڑکی اُن ڈرپوک لڑکے لڑکیوں کی طرح نہیں۔ جنہیں اگر رات کے وقت محلہ کی کسی عورت کو بُلانے کے لئے یا اَور کوئی کام جس کے واسطے گھر سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باہر جانا پڑے۔ کرنے کو کہا جائے تو رونے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر لگتا ہے۔ اَور کام تو ایک طرف رہے۔ اگر رات کے وقت مکان کے دروازے کی اندر سے کُنڈی لگائی ہو یا گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جانا ہو۔ تو وہ اکیلے جانے سے ڈرتے ہیں۔ اُنہیں یہ خوف ہوتا ہے۔ کہ اندھیرے میں کوئی "بھبّو" یا "ہوّا" بیٹھا ہوا ہے۔ جو اُنہیں کھا لیگا۔ ذرا ہَوا کے چلنے سے درختوں کے پتّے ہلے یا بِلّی کُتّے کے پاؤں کی آہٹ سُنی۔ تو ڈر کر چیخیں مارنے لگتے ہیں۔ کمرے میں جب تک کوئی دوسرا ساتھ نہ ہو۔ اُنہیں اکیلے سونے سے ڈر لگتا ہے۔ اگر ماں اُنہیں چارپائی پر لٹا کر گھر کے کام کاج کے لئے باہر چلی جائے تو یہ پیچھے سے آوازیں دینی شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے ڈرپوک لڑکے جو خیالی باتوں سے خائف ہوتے ہیں حقیقی خطروں کے مقابلے میں کیا ہمّت اور دلیری دکھا سکتے ہیں ٭

مجھے یقین ہے کہ ایسے ڈرپوک بچّے سرسوتی دیوی کی مثال سے دلیری اور ہمّت کا اچّھا سبق سیکھینگے۔ برت کا دن تھا۔ سرسوتی اپنے دو منزلہ مکان کی چھت پر ماں کے حُکم سے شام کے وقت یہ دیکھنے کے لئے کہ چاند نکلا ہے یا نہیں چڑھی۔ چھت کے اِرد گِرد دو چار فیٹ اُونچی دیوار تھی۔ جس میں دو ایک کھڑکیاں لگی ہوئی تھیں۔ کھڑکی میں اپنے دونو پاؤں رکھ کے سرسوتی باہر کو جھانکنے لگی۔ لیکن پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ پچّیس تیس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فیٹ کی بلندی سے گر کر مکان کے نیچے آ رہی - بیچاری کے سخت
چوٹ آئی جس کا نشان اُس کے سر میں اب تک موجود ہے -
اس چوٹ کے باعث وہ چھ ماہ تک چارپائی سے نہیں اُٹھ سکی -
لیکن میں اتنا کہہ سکتا ہوں - کہ تب سے یہ دیوی کبھی کسی بات سے
خوف زدہ نہیں ہوئی - رات کے اندھیرے میں ہر جگہ گھر کے
کام کاج کے لئے بھاگی بھرتی تھی - مجھے یاد نہیں پڑتا کہ
اُس نے رات کو محض خوف کی وجہ سے کسی کام کے کرنے سے
انکار کیا ہو - سچ تو یہ ہے - "حوا باٹا" کے وہم نے اس لڑکی کی
بے لوث طبیعت کو نہیں چھوا تھا اور وہ نہیں جانتی تھی کہ "حوا باٹا"
بھی کوئی چیز ہے +

ایک مرتبہ سرسوتی اپنے بھائی بہنوں سمیت کمرے میں سونے
گئی - دیوار پر ایک ڈراؤنی شکل دیکھ کر بچے چلا کر باہر کو بھاگے -
لیکن سرسوتی نے نزدیک جا کر اُسے چھونے سے معلوم کیا کہ وہ
تو اُس کی اپنی چارپائی کا محض سایہ ہے - یہ دیکھ کر وہ اپنے
بھائی بہنوں کو بھی بُلا لائی - اور سب نے اپنے ہاتھوں سے
اُس سایہ کو چھو کر معلوم کر لیا - کہ اُن کا خوف بے جا تھا غرض رات
کو گھر میں اکیلا سونے یا اندر باہر جانے آنے میں سرسوتی کو کسی
قسم کا خوف نہیں ہوتا تھا - جو کام ہو بے خوف ہو کر کرتی تھی -
مؤدب اتنی تھی کہ اپنے والدین بڑے بھائی بلکہ پڑوسیوں
تک کے کہنے کو اُس نے کبھی نہیں ٹالا - گھر کے کسی دوسرے بچے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے اگر رات کے وقت کہا جاتا تھا۔ کہ جاؤ کنوئیں پر چراغ رکھ آؤ۔ یا کسی کے گھر کوئی پیغام دے آؤ۔ تو وہ کہتا تھا کہ سرسوتی میرے ساتھ چلے تب میں جاؤنگا۔ لیکن سرسوتی کہتی تھی۔ کہ تمہیں ڈر لگتا ہے۔ تو تم گھر ہی بیٹھو۔ میں دوڑ کے یہ کام کر آتی ہوں۔ اُس نے کبھی نہیں کہا۔ کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا ہو۔ تب میں یہ کام کرونگی۔ کیا یہ وصف کسی بچے میں ہونا کوئی چھوٹی بات ہے؟ کیا یہی وصف زمانہ کے اُتار چڑھاؤ اور زندگی کی مشکلات میں طبیعت کو مضبوط اور دلیر نہیں بناتا؟ ننھے بچّو! تم بتلاؤ۔ تمہیں ڈر کیوں لگتا ہے؟ جس بات سے تم خائف ہوتے ہو۔ اُس کی حقیقت کو معلوم کرنے کی کوشش کرو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائیگا۔ کہ اُس کی اصلیّت کچھ بھی نہیں۔ رات کو ڈراؤنی شکلیں دیکھنے سے دُم دبا کر پیچھے نہ بھاگو۔ ذرا اُنہیں ہاتھ سے چھو کر دیکھو تو تم معلوم کر لوگے۔ کہ تمہارے ڈر کی وجہ ایک بے بُنیاد وہم از قسم درخت وغیرہ کا سایہ یا محض "ہوّا بابا" کا خیال تھا۔ ذرا دِل کو مضبوط کرو۔ ڈر کر رونا اور چلّانا بُزدلوں کا کام ہے۔ تم ایسے ڈرپوک کیوں بنتے ہو؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عجیب قسم کی روٹی

چھوٹے لڑکے ہر نئی بات معلوم کرنے کے بڑے خواہشمند ہوتے ہیں۔ قیمت رائے کو جس کی عمر نو دس سال سے زیادہ نہ تھی۔ یہی شوق دامنگیر تھا۔ وہ کہا کرتا تھا۔ کہ جب میں بڑا ہونگا۔ نجّاری کا پیشہ اختیار کرونگا ÷

آجکل مدرسے میں گرمیوں کی تعطیلیں ہیں۔ قیمت رائے ایک دن بازار میں گیا۔ جاتے جاتے ایک نجار کی دُکان دکھائی دی۔ وہ اُس میں چلا گیا اور نجّار سے اس طرح بات چیت کرنے لگا:۔

قیمت رائے۔ مستری جی! میں بھی نجّاری کا کام سیکھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ سکھلا دیں تو بڑی مہربانی ہوگی ÷

نجّار (ہنس کر)۔ مجھے سکھلانے میں تو کوئی عذر نہیں۔ لیکن تمہیں یہ کام سیکھنے کے لئے ایک عرصہ چاہیئے ÷

قیمت رائے۔ کیا مضائقہ ہے۔ آپ سکھلانا تو شروع کردیں ÷

نجّار۔ اچّھا اگر تمہیں ایسا ہی شوق ہے تو یہ دیکھو میں ایک الماری بنا رہا ہوں۔ اس الماری میں چار خانے ہونگے۔ اس کے واسطے مَیں نے تختے چھیل چھال کر تیار کر رکھے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ÷

اتنے میں ڈبل روٹی والا خونچہ اُٹھائے نجّار کی دُکان پر آیا ÷ قیمت رائے جسے ہر ایک نئی بات کے معلوم کرنے کا شوق تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نجّار کو چھوڑ کر روٹی والے کے پیچھے ہو لیا۔ اور اُس سے درخواست کی۔ کہ مجھے ڈبل روٹی بنانے کی حکمت بتلاؤ۔ ڈبل روٹی والا اُسے اپنے مکان پر لے گیا۔ اور اُسے اپنا تنور اور خمیر وغیرہ جس سے روٹی بنتی ہے۔ سب کچھ دکھلایا۔ روٹی بنانے کا طریقہ وہ بیان کرنے کو تھا۔ کہ قیمت رائے کی نظر مکان کے باہر ایک کھیت پر پڑی۔ جس میں سے ایک کسان کچھ سبزی ترکاری کھود کر نکال رہا تھا۔ قیمت رائے بھاگا ہوا آیا۔ اور کسان سے پوچھا کہ یہ کیا کرتے ہو *

کسان۔ آلو نکالتا ہوں *

قیمت رائے۔ اچھّا آلو کس طرح بوتے ہیں؟

ابھی کسان جواب نہ دینے پایا تھا۔ کہ ایک لڑکی ترکاری کے لئے آلو لینے آئی۔ قیمت رائے نے اُس سے سوال کیا۔ کہ بہن تم آلو کس طرح پکایا کرتی ہو؟

لڑکی۔ آلو کی ترکاری بنانا کیا مشکل ہے۔ تم معلوم کرنا چاہتے ہو۔ تو ہمارے باورچی خانہ میں آکر دیکھ لو *

اب قیمت رائے کسان کو وہیں چھوڑ کر لڑکی کے ساتھ ہو لیا۔ جب دونو باورچی خانہ میں پہنچے تو لڑکی نے بتلایا۔ کہ پہلے آلوؤں کو دھو لیا کرتے ہیں۔ پھر . . . . *

لیکن قیمت رائے کا خیال کسی دوسری طرف تھا۔ وہ کھڑکی سے باہر کو جھانک رہا تھا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک لڑکا [illegible]

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے پکڑے ہوئے بازار میں جا رہا ہے۔ قیمت رائے نے لڑکی سے پوچھا "بھلا یہ لڑکا گھوڑا کدھر لئے جا رہا ہے"؟

لڑکی۔ مَیں خیال کرتی ہوں کہ یہ سلوتری کے ہاں گھوڑے کے نعل بندھوانے جا رہا ہوگا۔ اچھا اگر تم آلو کی ترکاری پکانا چاہتے ہو تو ...... ٭

قیمت رائے تو لڑکی کے مُنہ سے نعل بندھوانے کا ذکر سُن کر رفوچکر ہو گیا۔ اب اُسے یہ شوق ہوا کہ سلوتری کے کام کو بھی پرکھنا چاہیئے۔ کہ وہ کس طرح گھوڑے کی نعل باندھتا ہے۔ لیکن جب وہ بازار میں آیا تو لڑکے اور گھوڑے کا کہیں پتہ نہ چلا۔ اُس نے ان کا پیچھا کیا۔ لیکن وہ کسی دوسرے راستے ہو لئے تھے۔ اتنے میں قیمت رائے کی بوڑھی نانی اُسے ملی ٭

نانی نے پوچھا۔ قیمت رائے! تم کدھر آوارہ گردی کر رہے ہو۔ مَیں تو تمہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے تھک گئی۔ تم آج صبح سے ایسے غائب ہوئے کہ گھر کو ہی نہیں لوٹے ٭

قیمت رائے۔ مَیں تو کہیں دُور نہیں گیا۔ صرف بازار کی سیر کو نکلا تھا ٭

نانی۔ تمام دن تُم نے کچھ پڑھا لکھا بھی یا یُونہی گنوا دیا؟ بتلاؤ تو سہی آج تم نے کون کون سے کام کئے ہیں ٭

قیمت رائے (سوچ کر)۔ مَیں مستری الٰہ بخش کی دُکان پر نجاری کا کام سیکھنے گیا تھا ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نانی - اچھا بتلاؤ کیا کچھ سیکھا ؟

قیمت رائے - سیکھا تو کچھ نہیں - کیونکہ پھر مجھے ایک ڈبل روٹی والا مل گیا تھا - میں اُس کے ساتھ ہولیا - میں دیکھنا چاہتا تھا کہ ڈبل روٹی کس طرح بنتی ہے ؎

نانی - تو کیا ڈبل روٹی بنانے کا طریقہ تم نے معلوم کرلیا ؟

قیمت رائے - نہیں . . . . . پھر میں نے ایک کسان کو دیکھا کہ کھیت میں سے آلو نکال رہا تھا - میں نے اُس سے معلوم کرنا چاہا - کہ آلو کس طرح بوئے جاتے ہیں ؎

نانی - تو کیا آلو بونے کا طریقہ معلوم ہو گیا ؟

قیمت رائے حیران تھا - کیونکہ اب اُسے خیال آیا کہ آج کے دن واقعی اُس نے کچھ نہیں سیکھا - وہ گھبرا کر بولا "نہیں" بعد میں میری ایک لڑکی سے مڈبھیڑ ہو گئی تھی - میں اُس سے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ آلو کی ترکاری کیونکر پکائی جاتی ہے ؎

نانی - اچھا بتلاؤ - کس طرح پکائی جاتی ہے ؎

قیمت رائے - مجھے معلوم نہیں کیونکہ میں زیادہ دیر لڑکی کے پاس نہیں ٹھیرا - میرا خیال سلوتری کے ہاں جانے کا تھا ؎

قیمت رائے کی نانی نے قہقہہ لگایا اور بولی - نادان لڑکے ! اگر تم اسی طرح ہر نئے کام کے پیچھے بھاگتے رہے - تم سیکھو گے کیا ؟ خاک - بس بڑے ہو کر کاٹھ کے اُلو ہی بنو گے ؎

قیمت رائے یہ سُن کر بہت شرمندہ ہوا ؎

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس کی نانی پھر بولی۔ دیکھو قیمت میرے پاس ایک عجیب
قسم کی روٹی ہے۔ جس کا ایک ٹکڑا کھانے سے تم کبھی ایک کام
کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف نہیں بھاگو گے۔ ایک وقت میں
ایک ہی کام سیکھنا اچھّا ہے۔ جب کبھی تم وسوسہ میں پھنس کر یا
محض عجائب پرستی یا شوق کی وجہ سے کسی نئے کام کے
پیچھے بھاگنے لگو تو میری اِس روٹی کا ایک ٹکڑا چبانے سے
تم فوراً رُک جاؤ گے اور دوسری باتوں کو چھوڑ کر اپنے ہی
کام پر نظر رکھو گے۔ اِس کا نام استقلال کی روٹی ہے۔ اس
روٹی کا مزا نرالا ہے اسے کھا کر تم جس کام کو کرنا شروع
کرو گے اُسے پُورا کر کے چھوڑو گے۔ یہ نہیں کہ اُسے اُدھورا
چھوڑ کر نئے کاموں کے پیچھے بھاگے پھرو۔ یہ روٹی ذرا چبانی
مشکل ہے۔ لیکن پھر بھی مزیدار اور میٹھی ہے۔ اور اس میں لُطف
کی بات یہ ہے۔ کہ جتنا تُم اِسے کھاؤ گے یہ کم نہ ہوگی۔ بلکہ دِن بدِن
بڑھتی اور بڑی سے بڑی ہوتی جائیگی۔ یہ کہہ کر نانی قیمت رائے
کو گھر لے گئی۔ وہ اُسے محبّت اور پیار سے ہر روز گھنٹوں اپنے
پاس بٹھا کر کام کرایا کرتی۔ اور ساتھ ہی خود بھی کیا کرتی تھی۔ جب
اس طرح قیمت رائے کو نانی کی استقلال کی روٹی کا چسکا پڑ گیا۔
تو اُس کی بُھوک اُس روٹی کے لئے دِن بدِن زیادہ ہونے لگی۔
رفتہ رفتہ اُس کی یہ عادت ایسی پختہ ہوگئی کہ وہ کام کرنے سے کبھی
نہیں اُکتاتا تھا اور نہ ایک کام کو اُدھورا چھوڑ کر کسی نئے کام کے پیچھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھاگتا تھا۔

خوش اطواری

بھیک چند اور شادی لعل آپس میں پکّے دوست تھے۔ ہم عُمر ہونے کے علاوہ دونو ایک ہی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ اور گاؤں کے مدرسہ میں ایک ہی جماعت میں پڑھا کرتے تھے۔ شادی لعل امیر گھر کا لڑکا تھا۔ پوشاک امیرانہ رکھتا تھا۔ اور کھانے خرچنے کو بھی اُسے باپ سے بہت کچھ مل جاتا تھا۔ لیکن بھیک چند کا باپ ایک غریب مزدور تھا۔ اُسے جیب خرچ تو کجا پہننے کو کپڑا بھی اچھّی طرح نہیں ملتا تھا۔ مگر اس سے دونو کی دوستی میں کبھی فرق نہیں آیا۔ اور اُن میں ہمیشہ ویسی ہی محبت بنی رہی۔ جیسی کہ دو امیر یا دو غریب ہمجولیوں میں ہو سکتی ہے +

ایک مرتبہ تعطیل کے دنوں میں دونو پا پیادہ پہاڑوں کی سیر کو گئے۔ بھیک چند نادار تھا۔ اس لئے سفر کا تمام خرچ شادی لعل نے خوشی سے اپنے ذمّے لیا۔ پہاڑوں میں قدم قدم پر سہاؤنا منظر تھا بہتے ہوئے ندی نالے۔ جھرنے۔ خوشگوار چشمے۔ آبشار۔ گھنے جنگل۔ چاروں طرف سبزہ زار۔ ہر ایک منظر نہایت دِلکش تھا۔ چلتے چلتے جب رات ہوگئی۔ تو وہ ایک پہاڑی مقام پر پہنچے۔ جہاں جنگل میں دو چار جھونپڑے بنے ہوئے تھے۔ ایک جھونپڑے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا دروازہ اُنہوں نے کھٹکھٹایا - اندر سے ایک بوڑھا پہاڑی نکلا - جس سے شادی لعل نے دُعا سلام کے بعد درخواست کی - کہ اگر آپ ہم کو رات کے لئے اپنے جھونپڑے میں رہنے دیں - تو بڑی مہربانی ہوگی آپ جو کرایہ مانگینگے ہم دینے کو تیار ہیں ؎

بوڑھے پہاڑی نے شادی لعل کے خلق کو دیکھکر کہا - کہ آپ دونو خوشی سے میرے ہاں ٹھیر سکتے ہیں - مَیں پیسے کا بھوکا نہیں - اور مجھے آپ سے کوئی لالچ نہیں ہے - کرایہ وغیرہ مَیں آپ سے کچھ نہیں مانگتا ؎

شادی لعل نے اُس کا شکریہ ادا کیا - بوڑھے زمیندار نے اپنی گائے کا تازہ دودھ اُنہیں پینے کو دیا - اور مکئی کی روٹی ترکاری کے ساتھ کھلائی - بھیک چند دن بھر کا بھوکا تھا - روٹی دیکھتے ہی نہایت بے صبری سے کھانے میں مصروف ہوگیا اِتنا بھی نہیں کیا کہ کھانے سے پہلے اپنے مالک اور رازق پرمیشور کو یاد کرے یا اُس مہمان نواز بوڑھے زمیندار کا شکریہ ادا کرے - بوڑھے کو تھوڑا سا رنج ہوا - لیکن اُس نے بھیک چند سے کچھ ذکر نہ کیا - البتہ شادی لعل سے رخصت ہوتے وقت اتنا کہا - کہ میں آپ کے خلق کو دیکھ کر بہت خوش ہوں - مگر آپ کا رفیق تو بالکل بے ادب اور اُجڈ معلوم ہوتا ہے - یہ آپ کا ساتھی کس طرح بن گیا ؎

بوڑھے زمیندار کے گھر بھیک چند سے اور بھی کئی غلطیاں ہوئیں - جس کے باعث اُس کے میزبان کو زیادہ رنج ہوا - چنانچہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُس زمیندار کا جوان بیٹا جب گھر میں آیا۔ تو شادی لعل نے کھڑے ہو کر اُس کا استقبال کیا۔ لیکن بھیک چند بدستور کھانے میں مشغول رہا۔ اِتنا بھی نہ کیا۔ کہ اُس نوجوان کو اَور نہیں تو زبان سے نمسکار تو کہہ دے۔ جب صبح ہوئی۔ شادی لعل اور بھیک چند نے رخصت چاہی۔ لیکن میزبان نے اُنہیں کھانا کھائے بدون نہیں جانے دیا۔ جب کھانا کھا چکے تو شادی لعل نے اُس زمیندار کے چھوٹے بچے کو اپنی گود میں لیکر پیار کیا اور ایک روپیہ بھی اُس کی نذر کیا۔ بوڑھے بزرگ کے پاؤں پڑ کر اُس سے رخصت حاصل کی۔ اُس کے جوان بیٹے سے بھی ہاتھ ملایا۔ لیکن بھیک چند سے اتنا نہ ہو سکا۔ کہ اور نہیں تو اُس کے ننھے بچے ہی کو پیار کر لے۔ اُس کے جوان لڑکے سے ہاتھ ملائے۔ صرف بوڑھے کو ایک ہاتھ ہلا کر بندگی کہہ دی اور رخصت ہوا۔ بوڑھے نے بھی جب یہ حالت دیکھی تو اُس سے بہت بے التفاتی سے پیش آیا۔ رخصت کے وقت اُس نے شادی لعل کو اپنے بیٹوں کی طرح خوشی سے گلے لگایا۔ لیکن بھیک چند سے بات تک نہ کی ۔

بھیک چند کو دل میں رشک ہوا۔ اُس نے خیال کیا کہ اگر شادی لعل میرے ساتھ نہ ہوتا۔ تو یہ بڈھا شاید میری بات تک نہ پوچھتا۔ چہ جائیکہ مجھے کھانا کھلاتا یا رہنے کو جگہ دیتا۔ اپنے سلوک کا تو اُسے خیال تک نہیں آیا۔ لیکن بڈھے کے سلوک کو اُس نے یاد رکھا ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چلتے چلتے شادی لعل اور بھیک چند کو پہاڑی راستے میں کچھ لوگ دکھائی دئے۔ کوئی جنگل میں تختے چیر رہا تھا۔ کوئی بوجھ سر پر اُٹھائے جا رہا تھا۔ کوئی محض راہ چلتا مسافر تھا۔ جس جس سے شادی لعل کی بات چیت ہوئی۔ سبھی اُس سے خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ کسی نے اُس کو جنگلی پھول نذر کئے۔ کسی نے جنگلی میوے کھانے کو دئے۔ لیکن بھیک چند کی طرف کسی نے بھی توجہ نہ کی۔ اس پر بھیک چند کو بہت رنج ہوا۔ وہ سوچتا تھا کہ اِس کی وجہ کیا ہے۔ کہ شادی لعل سے تو لوگ ہنس ہنس کر بات کرتے ہیں۔ لیکن مجھے کوئی نہیں پوچھتا۔ خبر نہیں میں نے کیا قصور کیا ہے۔ سوچتے سوچتے اُس نے اپنے دل کو اس طرح پر تسلّی دی کہ آخر شادی لعل امیر گھر کا لڑکا ہے۔ اُس کی جیب میں روپئے ہیں۔ اُس کا لباس بھی قیمتی ہے۔ ہو نہ ہو۔ لوگ اُس کے کپڑوں کی بھڑک پر مرتے ہیں۔ میں ایک غریب نادار لڑکا ہوں میں تو کسی گنتی میں نہیں۔ بھلا میری بات کوئی کیونکر پوچھ سکتا ہے جتنا اُس کا خیال شادی لعل کی دولت۔ اُس کے لباس اور اُس کے ساتھ لوگوں کے نیک سلوک کی طرف جاتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اتنا ہی تکلیف میں سمجھتا تھا۔ شادی لعل کو اگر معلوم ہو جاتا۔ کہ اُس کے رفیق کو کیا دُکھ ہے تو وہ ضرور اُس کے دفعیہ کی کوشش کرتا۔

جب دوسری رات ہوئی۔ راستے میں کہیں بھی کوئی ٹھیرنے کا مقام نہ تھا۔ پہاڑ میں ایک غار دکھائی دیا۔ اُسی میں دونو پڑ رہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شادی لعل تو رات بھر آرام سے سوتا رہا۔ لیکن بھیک چند کو حسد کی آگ نے انگاروں پر لٹایا۔ وہ لیٹے لیٹے اسی خیال میں ڈوبا ہوا تھا کہ لوگ شادی لعل سے ایسا اچھا برتاؤ کریں۔ اور اُسے دیکھ کر خوش ہوں۔ لیکن مجھ غریب کی کوئی بات تک نہ پوچھے۔ اس سفر میں مَیں شادی لعل کے ہمراہ نہ آتا تو اچھا ہوتا۔ اس پریشانی اور رشک کی حالت میں بھیک چند کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔ آخر اُس نے سوچا۔ کہ میں شادی لعل کی مرضی سے اُس کے لباس سے اپنے کپڑے تبدیل کر لوں۔ پھر تو سب لوگ میری قدر کرینگے۔ مجھے دیکھ کر خوش ہونگے۔ اور میرا لباس پہننے پر شادی لعل سے کوئی بات تک نہ کریگا۔ پھر خود ہی اُس پر اُس کی قدر و منزلت کی حقیقت کھُل جائیگی *

خیر جوں توں کر کے صبح ہوئی۔ بھیک چند نے اپنے حاسدانہ خیالات تو شادی لعل سے ظاہر نہ کئے۔ لیکن دوستانہ طور پر اتنا کہا۔ کہ کیا اچھا ہو اگر ہم بھیس بدل کر سفر کریں۔ تاکہ ہمارے اپنے واقفکار ہمیں نہ پہچان سکیں۔ شادی لعل کو اپنے لباس کی کیا پروا تھی۔ وہ اپنے دوست کے شوق کو پورا کرنے پر فوراً رضامند ہو گیا۔ اور دونوں نے ایک دوسرے سے لباس کا تبادلہ کر لیا۔ بھیک چند کو خواب میں بھی ایسے بیش قیمت کپڑے پہننے کی نوبت نہ آئی تھی۔ چنانچہ شادی لعل کے زرّیں لباس کو پہن کر وہ مارے خوشی کے پھُولا نہ سماتا تھا۔ کبھی ناچتا کبھی گاتا اور دل ہی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دل میں خیال کرتا تھا۔ کہ اب تو لوگ جھک جھک کر سلام کرینگے اور مجھے دیکھ کر خوش ہونگے۔ بھینگی آنکھ سے اُس نے ایک دو مرتبہ شادی لعل کی طرف نظر دوڑائی اور بڑی حیرت کے ساتھ معلوم کیا کہ میرے میلے اور بھدّے کپڑے پہن کر بھی اُس کی شاندار شکل میں کچھ فرق نہیں آیا۔ اور اُس کی طبیعت ویسی ہی بشاش ہے جیسی کہ پہلے تھی ؛

آگے چل کر راستے میں اُنہیں چند آرہ کش ملے۔ جو بڑے بڑے شہتیروں کو تختے بنا کر شہر میں لے جانے کی غرض سے چیر رہے تھے۔ بھیک چند اُنہیں دیکھتے ہی اُچھلتا کودتا اُن کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اور گھور گھور کر اُن کی طرف دیکھنے لگا۔ اس خیال سے کہ یہ میری طرف دیکھیں۔ مجھے سلام کریں۔ اور میری کچھ آؤ بھگت کریں۔ لیکن آرہ کش بدستور اپنے کام میں لگے رہے۔ اور بھیک چند کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ اس پر بھیک چند بے صبری سے بولا" میں نے کیسے عمدہ کپڑے پہن رکھے ہیں۔ افسوس! اُنہیں دیکھنے کا بھی ان گنواروں کو شوق نہیں "؛

اس پر بھی جب آرہ کش خاموش ہو رہے۔ تو غصہ میں آ کر بھیک چند نے کہا۔ اجی! تم مُنہ سے بات تو کرو۔ بات کرتے تو تمہاری زبان نہیں گھسیگی۔ آرہ کش یہ الفاظ سُن کر کچھ نہ بولے اور اپنا کام کرتے رہے۔ شادی لعل بھی جو کچھ قدم پیچھے رہ گیا تھا۔ بعد میں آ پہنچا۔ اُس نے آتے ہی اُنہیں محبت بھری آواز سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نمسکار کہی۔ آرہ کش بھی خوش ہوکر بولے "نمسکار"۔ اُنہوں نے بہت التفات سے اُس کی مزاج پُرسی کی۔ شادی لعل نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ اور (بھیک چند کی طرف اشارہ کر کے) کہا کہ یہ میرے دوست ہیں۔ ہم دونوں پہاڑ کی سیر کو نکلے ہیں۔ اگر آپ سب کی اجازت ہو تو ہم یہاں تھوڑی دیر بیٹھ کر آرام کریں۔ آرہ کشوں نے خوش ہوکر پاس بٹھا لیا اور کچھ خاطر تواضع بھی کی۔ بھیک چند یہ حالت دیکھ کر بیس تیس قدم دُور جھاڑیوں کے پیچھے جا کر چھپ گیا۔ شادی لعل نے رخصت ہوتے وقت سب آرہ کشوں سے ہاتھ ملایا۔ اور اُن سے جانے کی اجازت چاہی۔ آرہ کش اس کی ملاقات سے خوش ہوکر آپس میں بولے "ایسا نیک لڑکا اور پھر اس لباس میں کوئی شاذ ہی ہوگا۔ بیشک محبت اور سلیقہ ہو تو ایسا ہو"۔ جب بھیک چند کے کانوں میں یہ آواز پڑی۔ تو جل بھن کر وہ بھی آیا۔ اور شادی لعل کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ وہ حیران تھا کہ شادی لعل کو سبھی لوگ نیک نیک کہتے ہیں۔ مجھے کوئی نہیں کہتا۔ کچھ وقت کے لئے جیب میں روپے پیسوں کی جھنکار اور اپنے قیمتی لباس کی خوشی نے اُس کو یہ خیال بھلا دیا۔ دونوں گاتے بجاتے جا رہے تھے۔ کہ اُنہیں ایک بڑھیا ملی۔ جو ایک جھرنے سے پانی کی گاگر بھر کے اس بات کی منتظر کھڑی تھی۔ کہ کسی راہ گیر کی مدد سے گاگر اُٹھا کر سر پر رکھے۔ شادی لعل قیافہ سے اس بوڑھی عورت کے مطلب کو پہچان گیا۔ اور بلا اُس کے بُلانے کے اُس کی مدد کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جا پہنچا اور خود گاگر اُٹھا کر کچھ فاصلے پر اُس کے گھر تک چھوڑ آیا۔ بوڑھی عورت نے شادی لعل کو سَو سَو دعائیں دیں اور بولی بیٹا تُو تو کوئی فرشتہ ہے۔ بھیک چند یہ سُن کر دل میں کراہنے لگا۔ یہ خیال اُسے بہت ستاتا تھا۔ کہ اچھے کپڑے پہننے پر بھی میری تعریف کوئی نہیں کرتا۔ سبھی شادی لعل کو نیک اور فرشتہ سیرت کہتے ہیں +

اس رنج میں بھیک چند کو تیسری شب بھی نیند نہ آئی اور اُس کی تمام رات ستارے گنتے کٹی۔ ستاروں کی روشنی سے تمام آسمان منوّر ہو رہا تھا۔ مگر بھیک چند کے دل پر بدستور غم کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ سُنسان رات میں خوبصورت ستاروں کی جگمگاہٹ دیکھ کر لوگ عموماً خوش ہوا کرتے ہیں۔ لیکن بھیک چند کا غم ایسا نہ تھا کہ جسے پہاڑوں کے منظر یا قدرت کے دیگر نظّارے دُور کر سکتے +

صبح ہوتے ہی بھیک چند نے شادی لعل کو واپس چلنے پر مجبور کیا۔ شادی لعل کو ہمیشہ اپنے دوست کی رضا جوئی کا خیال رہتا تھا۔ بھیک چند کے مجبور کرنے سے وہ بھی ساتھ ہو لیا۔ دونوں نے پھر اپنا اپنا لباس پہن لیا۔ کیونکہ اب بھیک چند نے تجربہ سے معلوم کر لیا تھا۔ کہ قیمتی لباس پہننے سے بھی اُس کی وقعت لوگوں کی نگاہ میں ویسی ہی ہے۔ جیسی کہ پُرانا لباس پہننے کی حالت میں تھی۔ جب یہ اپنے اپنے گھر پہنچے تو بھیک چند کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُداس دیکھ کر ماں سے نہ رہا گیا ۔ خیال کیا کہ شاید بیٹے کو سفر میں کچھ تکلیف ہوئی ہے ۔ یا کسی سے کچھ رنج پہنچا ہے ۔ آخر بہت ردّ و کدّ کے بعد بھیک چند کو اقرار کرنا پڑا کہ اُس کے رنج وغم کی وجہ حسد کے سِوا اور کچھ نہیں ۔ تب ماں نے اُسے سمجھایا کہ شادی لعل سے تم رشک کرتے ہو ۔ لیکن اُس کی ہر دل عزیزی کی وجہ یہ نہیں ۔ کہ اُس کا لباس اچھا ہے ۔ بلکہ وہ دل کا نیک ہے ۔ اور اپنی خوش اطواری کے باعث مقبولِ عام ہے ۔ وہ ہر شخص سے خوش ہو کر مِلتا ہے ۔ وہ نیک مزاج ہے ۔ اگر کسی کی مدد کی اُسے ضرورت ہو ۔ تو وہ بہت ادب اور نرمی سے اپنی ضرورت کا اِظہار کرتا ہے ۔ اور جب دیکھتا ہے کہ دوسروں کو اُس کی امداد کی ضرورت ہے ۔ تو وہ خود بھی خوشی سے اُن کی خدمت کرتا ہے ۔ خوش اطواری اِسی کا نام ہے ۔ کہ خودی کے خیال کو چھوڑ کر انسان دوسروں کو فائدہ پہنچانے پر آمادہ رہے ۔ اور اپنے فائدے کو دوسروں کے فائدے پر مطلق ترجیح نہ دے تم غریب ماں کے بیٹے ہو ۔ لیکن اگر تم کوشش کرو ۔ اور اپنے مزاج کو نیک اور پسندیدہ بناؤ ۔ تو شادی لعل کی طرح خوش اطوار بن سکتے ہو ۔ لباس اور جیب خرچ پر کچھ حصر نہیں ۔ غریب رہ کر مزاج کا غریب ہونا تو سہل ہے ۔ لیکن امیر بن کر اپنے مزاج میں امیری کی بُو اور نخوت و تکبّر کو نہ آنے دینا ۔ کسی قدر مشکل ہے ۔ اس لئے شادی لعل جو امیر ہو کر مغرور نہیں بلکہ نیک مزاج اور خوش اطوار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ زیادہ تعریف کے لائق ہے +

اس نصیحت سے بھیک چند کی بہت کچھ تسلّی ہوئی۔ اور اُسی دن سے اُس نے اپنا رویّہ بدل دیا۔ اور نہ صرف اپنے ہمجنسوں بلکہ جانوروں اور پرندوں سے بھی محبّت اور نرمی سے پیش آنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ شادی لعل کی طرح وہ بھی نیک مزاج بن گیا۔ اور دونوں کی دوستی جو بھیک چند کی بے التفاتی کے باعث کم ہو گئی تھی۔ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو گئی +

اَچھّے اور بُرے بچّے

شکر ہے کہ سب بچّے ایک مزاج کے نہیں ہوتے اگر سبھی شرارتی اور بدمزاج ہوتے۔ تو ہر ایک گھر دوزخ کا نمونہ بن جاتا۔ مجھے اچھّے بُرے سبھی لڑکے لڑکیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اچھے لڑکے اور لڑکیاں بھی بہت سی ہیں۔ لیکن لاہوری کا مزاج کچھ نرالا ہی ہے۔ شاید لاہوری نام ہی کو کچھ شرف ہے۔ اس لڑکے کی عُمر تو دس ہی برس کی ہے۔ لیکن یہ بلا کا شرارتی ہے۔ لاہوری کی دو چھوٹی بہنیں ہیں۔ اُن کے ساتھ کھیلنے کا اسے بہت چاؤ ہے لیکن سلوک کا یہ حال ہے۔ کہ ہمیشہ دونوں بہنیں روتی پیٹتی ماں کے پاس اس کی شکایت لاتی ہیں۔ سبب یہ ہے کہ لاہوری انہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت دق کرتا۔ اور مارتا پیٹتا ہے۔ کبھی اُن کا دوپٹہ اُتار دیتا ہے۔ کبھی اُن کی گیند لے کر بھاگ جاتا ہے۔ کھانے پینے کی کوئی چیز اُن کے ہاتھ میں دیکھے۔ تو جھٹ چھین کر اپنے مُنہ میں ڈال لیتا ہے۔ ایک مرتبہ لاہوری کو عجب شرارت سوجھی۔ اُس کی دونوں بہنیں اپنی اپنی گڑیوں سے کھیل رہی تھیں۔ لاہوری نے اُنہیں تنگ کرنے کی خاطر گڑیاں چھین لیں اور اُن کو چولھے کی جلتی آگ میں ڈال دیا۔ چھوٹی لڑکیاں زار زار روتی ہوئی ماں کے پاس آئیں۔ لاہوری بھاگ گیا۔ ماں کو بھی غصّہ آگیا۔ اگر اُسوقت لاہوری مل جاتا تو وہ اُس کی کھال اُدھیڑے بغیر نہ چھوڑتی۔ بیٹیوں کو اُس نے گلے لگا کر مشکل سے بہلایا اور اُن سے کہا کہ تم روؤ نہیں۔ تمہارے بابوجی آجائیں تو میں تمہیں نئی گڑیاں منگوادونگی۔ لاہوری دوچار گھنٹے تو غائب رہا۔ بعد میں وہ بھی کانپتا ہوا گھر آیا۔ دل میں پچھتاتا تھا۔ کہ میں نے ایسی شرارت کیوں کی اُس نے اتنی دانائی کی بات کی۔ کہ ماں کے پاؤں پر گر کر معافی مانگ لی۔ وگرنہ اُس دن اُس کی خیر نہ تھی +

جب مَیں لاہوری کے ساتھ دیالداس کا مقابلہ کرتا ہوں۔ تو دونوں کی طبیعت میں زمین و آسمان کا فرق پاتا ہوں دیالداس کی بھی ایک چھوٹی بہن نرائینی ہے۔ جسے وہ بہت پیار کرتا ہے۔ نرائینی ایک مرتبہ بیمار ہوئی۔ نرائینی بڑی شریف اور بہادر لڑکی تھی۔ مگر ماں کو گھر کے دھندے اتنے تھے۔ کہ اُسے بیٹی کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر وقت خبر رکھنا اور گھر کا سب کام کاج سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ نرائینی کو ماں کی مصروفیت کا حال معلوم تھا۔ کمرے میں اکیلی ہونے سے وہ کبھی کبھی گھبرایا کرتی تھی۔ لیکن اُس نے اپنی ماں یا بھائی سے مطلق اپنی گھبراہٹ کا ذکر نہیں کیا۔ دیال داس دن میں کئی مرتبہ اُس کی خبر لینے آیا کرتا تھا۔ لیکن ایک دن جب اُسے بہن کی گھبراہٹ کی وجہ معلوم ہوئی۔ اُس دن سے وہ اپنا پڑھنا لکھنا اور کھیل کود سب بھول گیا۔ بہن کی چارپائی کے پاس بیٹھا رہتا۔ دوا وغیرہ اپنے ہاتھ سے پلاتا۔ اور اُس کا دل بہلانے کے لئے کبھی کبھی اُسے بھجن گا کر سُناتا۔ رات کی خدمت بھی دیال داس نے اپنے ذمّے لے لی۔ اور جب تک بہن سو نہ جاتی تب تک یہ بھی اُس کی چارپائی کے پاس اُس کی خدمت کے لئے بیٹھا رہتا واقعی بھائی بہن میں اُلفت ہو تو ایسی ہو۔ دیال داس ایسے بھائی اور نرائینی ایسی بہنیں جتنی دُنیا میں ہوں تھوڑی ہیں *

نرائینی کا ذکر کرتے ہوئے مجھے کرپا دیوی بھی یاد آگئی۔ کرپا دیوی بڑی کام کرنے والی لڑکی تھی۔ گائے کا چارہ تیّار کرنا۔ دودھ دوہنا۔ گوبر تھاپنا۔ چھاچھ بلونا۔ آٹا گوندھنا۔ گھر کے برتن صاف کرنا۔ کھانا پروسنا۔ سبھی کام کاج کرپا دیوی اپنے ہاتھ سے کیا کرتی تھی۔ اور لطف یہ کہ کام کرتے ہوئے کبھی اُس نے یہ نہیں کہا کہ میں تھک گئی ہوں۔ اب مجھ سے اور کام نہیں ہو سکتا۔ جب ماں روٹی پکاتی تو یہ آسن تیّار کر کے گھر کے ہر ایک بڑے چھوٹے کو بھوجن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کراتی۔ سالن۔ پانی۔ روٹی۔ چھاچھ جس چیز کی جسے ضرورت ہوتی یہ دینے کے لئے کھڑی رہتی۔ اور خود ماں کے ساتھ سب سے پیچھے کھانا کھاتی تھی ٭

کرپادیوی کے پڑوس ہی میں ایک کھلاڑی لڑکی اننتی رہتی تھی۔ اُس کی نانی باوجود ضعیفی کے تمام دن گھر کے کام کاج میں مشغول رہتی تھی۔ اننتی اور نہیں تو چھوٹا موٹا بازار کا کام اور گھر کا لیپنا پوتنا اور چوکا برتن بخوبی کر سکتی تھی۔ نیز گھر کے سینے پرونے کے کام میں بھی نانی کا ہاتھ بٹا سکتی تھی۔ لیکن اننتی کھیل کود کو اپنی بوڑھی نانی کی خدمت پر ترجیح دیتی تھی۔ وہ دن بھر دوسری نکمّی اور کھلاڑی لڑکیوں کے ساتھ گلی میں "کھدّو یا گیٹیاں" کھیلنے کی بڑی مُشتاق تھی۔ ایک دن اُس کی نانی صبح کے وقت بازار گئی اور اننتی سے جو گلی میں "گیٹیاں" کھیل رہی تھی۔ کہہ گئی کہ تو میرے واپس آنے تک چوکا برتن کر رکھنا۔ اور چولھے میں آگ جلا کر گرم پانی تیّار رکھنا۔ مگر اننتی "گیٹیوں" کے شوق میں نانی کی بات کو بالکل بھول گئی۔ جب نانی تھکی ماندی واپس آئی۔ تو کیا دیکھتی ہے۔ کہ چوکا برتن کچھ بھی نہیں ہوا۔ اور اننتی بدستور گلی میں کھیل رہی ہے ٭

ایسی نکمّی اور کھلاڑی لڑکیاں جو صرف "کھانے کی چٹوری" اور کھیل کی شائق ہیں گھر کے کسی کام کی نہیں۔ اُن کا گھر میں ہونا یا نہ ہونا برابر ہے ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بچّو! تم ہی بتاؤ کہ تمہیں لاہوری اور انلتی زیادہ پسند ہیں یا دیال داس اور کرپا دیوی - اور تم ان میں سے کس کی مانند بننا چاہتے ہو؟ +

رام پرشاد

رام پرشاد کے مزاج میں چلبلاپن بہت ہے۔ اگر ماں باپ اُسے مجبور نہ کریں تو وہ سکول میں جانے کا کبھی نام نہ لے - ایسے لڑکے بہت کم ہیں۔ جنہیں چھوٹی عمر میں پڑھنے لکھنے سے اُنس ہوتا ہے۔ کچھ اُستاد کی مار پیٹ اور کچھ کھیل کود کا شوق اکثر بچّوں کو سکول جانے سے باز رکھتا ہے - رام پرشاد بھی یہی چاہتا ہے۔ کہ مدرسہ میں آئے دن یا تو تعطیل ہو یا اُستاد صاحب ہی بیمار پڑ جائیں اور پڑھائی سے جان چھوٹے۔ خوف بُری چیز ہے۔ اُستاد کا خوف رام پرشاد کے دل پر یہاں تک چھایا ہوا ہے۔ کہ وہ اُستاد کی شکل دیکھتے ہی کانپنے لگتا ہے۔ اُستاد صاحب غصّہ میں آکر ایک تھپّڑ لگا دیتے ہیں تو اُس کی رہی سہی عقل بھی گُم ہو جاتی ہے - اور جو سبق یاد کیا ہوا ہو - وہ بھی بھُول جاتا ہے - آئے دن کی مار پیٹ سے ڈر کر رام پرشاد اکثر مدرسے سے غائب رہتا ہے۔ گھر سے بستہ اُٹھا کر وقت مقرّرہ پر چل دیتا ہے۔ لیکن بجائے مدرسہ میں جانے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے باغات میں اِدھر اُدھر آوارہ گرد لڑکوں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے۔ اور جب سکول کا وقت ہو چکتا ہے۔ تو یہ بھی گھر لوٹ آتا ہے۔ یُوں وہ اپنے ماں باپ کو دھوکے میں رکھتا ہے +

رام پرشاد کو مَیں جانتا ہوں۔ کیونکہ اُس کے والد کی مجھ سے جان پہچان ہے اور وہ کبھی کبھی اپنے باپ کے ہمراہ میرے مکان پر آیا کرتا ہے۔ ایک دن مَیں نے رام پرشاد کو کمپنی باغ میں بیٹھے دیکھا۔ مجھے اُس کی آوارہ گردی کا حال معلوم تھا۔ مَیں نے چاہا کہ رام پرشاد کو کچھ نصیحت کروں۔ اس لئے میں نے اُس سے اس طرح بات چیت شروع کی (ذیل کی عبارت میں مَ مخفف متکلم (مَیں) اور رَ مخفف رام پرشاد کا سمجھنا چاہیئے):-

م۔ رام پرشاد کیا آج مدرسہ میں تعطیل ہے؟

ر۔ نہیں۔ تعطیل تو نہیں +

م۔ تو پھر تم کیوں نہیں گئے؟

ر۔ اُستاد صاحب مجھ سے خفا ہیں۔ میرا دل مدرسے جانے کو نہیں چاہتا +

م۔ اُستاد صاحب خفا ہیں! خفا ہونے کی وجہ؟

ر۔ وہ مجھ سے کہا کرتے ہیں۔ کہ تُو بڑا بُرا بُدّھو ہے۔ تو دھیان لگا کر نہیں پڑھتا۔ کبھی ٹانگیں ہلاتا ہے۔ کبھی سر۔ تجھ میں ایک جگہ جم کر بیٹھنے کی عادت نہیں۔ اور تُو کبھی کبھی مدرسہ سے غائب رہتا ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

م ۔ تب تو اُستاد صاحب کی خفگی بجا ہے ۔ کیا اُستاد صاحب نے تمہاری متلوّن مزاجی کے لئے تمہیں کبھی سزا نہیں دی ؟

ر ۔ کل ہی اُنہوں نے مجھے بینچ پر کھڑا کر دیا تھا ۔ آپ فرماتے تھے ۔ کہ تُو زمین پر کھڑے کھڑے ٹانگیں ہلایا کرتا ہے ۔ بینچ پر کھڑا ہونے سے بھی تیری ٹانگیں تیرے قابو میں نہ رہیں تو میں تجھے بید لگاؤنگا ۔

م ۔ اب معلوم ہو گیا کہ تم کیوں سکول میں جانا نہیں چاہتے ۔

ر ۔ (حیران ہو کر) ۔ کیا اس لئے کہ میں اُستاد کی سزا سے ڈرتا ہوں ؟

م ۔ سزا تو ایک طرف رہی ۔ تمہیں پڑھنے لکھنے کا شوق نہیں ۔ اُستاد صاحب جو سبق پڑھاتے ہیں ۔ اُسے تم توجہ سے نہیں سُنتے ۔

ر ۔ توجہ سے کان رکھ تو سُنا کرتا ہوں ۔

م ۔ صرف کان سے سبق تھوڑا سُنا جاتا ہے ۔ سبق سُننے میں ٹانگوں اور پاؤں سے بھی تو کام لینا پڑتا ہے ۔

ر ۔ کیا ٹانگیں اور پاؤں بھی سبق سُننے میں کام دیتے ہیں ۔ یہ تو آپ یونہی کہتے ہیں ۔

م ۔ یہ بالکل سچ ہے ۔ تم اس کی آزمائش اسی وقت کر سکتے ہو ۔ میں تم سے بات چیت کرتا ہوں ۔ تُم پاؤں سے زمین کو ٹھونکنا شروع کر دو ۔ پھر تمہیں آپ ہی معلوم ہو جائیگا ۔ کہ تم میری باتیں کہاں تک سُن سکتے ہو ۔

رام پرشاد نے ایسا ہی کیا ۔ اور تجربہ سے معلوم کر لیا ۔ کہ واقعی پاؤں سے زمین کو ٹھونکنے میں مُتکلّم کی بات اول تو سُنائی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں دیتی۔ اگر سُنائی بھی دیتی ہے۔ تو مشکل سے ایک آدھ ہی
لفظ پلّے پڑتا ہے +
سُننے کے لئے پاؤں کو ساکن رکھنا ضروری ہے۔ اس بات
کی سچائی ہیں کس کو کلام ہو سکتا ہے؟ صرف پاؤں ہی نہیں۔
بلکہ آنکھوں اور ہاتھوں سے بھی سُننے میں مدد لینی پڑتی ہے۔
اگر ہم سُننے وقت متکلّم کی طرف دیکھتے رہیں۔ اور اِدھر اُدھر نظر
نہ دوڑائیں۔ ساتھ ہی اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو ساکن رکھّیں تو
ہمیں متکلم کی بات بخوبی سُنائی دیگی۔ اگر کسی لڑکے کو اس امر کی
سچائی کے تسلیم کرنے میں تامّل ہو تو وہ رام پرشاد کی طرح آزما کر
دیکھ لے۔ آنکھ۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ سُنتے وقت ان سب اعضا
سے کام لینا چاہیئے +
جب رام پرشاد نے اپنی غلطی قبول کر لی تو میں نے اُسے
نصیحت کی۔ کہ اب تم سکول جاؤ۔ اور اُستاد صاحب سے عذر
معذرت کرو۔ اُن سے کہو کہ اب سے میں توجّہ سے سبق سُنا کرونگا۔
اور آیندہ کبھی نہ بھاگونگا۔ اپنے والدین کو بھی اپنے قصور سے
آگاہ کر کے اُن سے معافی مانگو۔ رام پرشاد نے ایسا ہی کیا۔
اُستاد اور والدین بجائے ناراض ہونے کے خوش ہوئے۔
اُستاد نے رام پرشاد کو محبّت سے سمجھا دیا۔ کہ میرا منشاء ہرگز
یہ نہیں۔ کہ جب کبھی کسی قصور کے لئے میں تمھیں سزا دوں تو تم
خوف کے مارے سکول میں نہ آؤ۔ جب بچّے شرارت کرتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو میں تنگ آ کر انہیں سزا دیا کرتا ہوں۔ اگر میری سزا سے بچّے بجائے سُدھرنے کے اَور بھی بگڑ جائیں اور سکول ہی سے بھاگنے لگیں۔ تو یہ میرے لئے سخت افسوس کا مقام ہوگا۔ اُستاد اور شاگرد میں موافقت تب ہی ہو سکتی ہے۔ کہ دونو ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔ تمہاری کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ جو سبق میں پڑھاؤں اُسے تم توجّہ سے سُنو اور مَیں یہ کوشش کرونگا۔ کہ حتّے الامکان تُم کو غُصّے میں آ کر سزا نہ دوں۔ اُستاد اور شاگرد میں محبّت ہونے ہی سے تعلیم وتعلّم کا اہم کام پُورا ہو سکتا ہے۔ چھوٹے بچّے اُستاد کی مدد اس طور پر کر سکتے ہیں۔ کہ وہ اُس کے کہنے پر چلیں اور اپنی تلوّن مزاجی سے اُسے ناراض نہ ہونے دیں ؛

رام پرشاد نے اس نصیحت پر عمل کرنا شروع کیا اور وہ رفتہ رفتہ نیک سعادت مند اور فرمانبردار لڑکا بن گیا۔ اُستاد نے اپنے وعدے کو پُورا کیا۔ اور پھر کبھی رام پرشاد کو سزا کے خوف سے سکول سے بھاگنے کا موقع نہیں ملا ؛

خُوشنما شہر

ایک مفلوک الحال غریب آدمی اپنے گاؤں میں برسوں رہتے رہتے تنگ آگیا۔ اُسے پتہ لگا کہ اُس کے گاؤں سے دور دراز

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

فاصلے پر ایک بہت ہی خوشنما شہر واقع ہے۔ جہاں سورج بڑی آب وتاب سے چمکتا ہے۔ اور جس کے باشندے توانا تندرست اور خوشحال ہیں۔ ہر چند وہ چاہتا تھا کہ ریل گاڑی میں بیٹھ کر جلد اُس شہر میں پہنچ جائے۔ لیکن غریب کے پاس ٹکٹ خریدنے کے لئے کافی روپیہ نہ تھا۔ اس لئے اُس نے اپنے شوق کو پورا کرنے کی خاطر پیدل سفر اختیار کیا +

جس گاؤں میں رہتا تھا۔ اُس کی حالت ناگفتہ بہ تھی ہر وقت کُہر چھائی رہنے کے باعث وہاں سورج بہت کم دکھائی دیتا تھا۔ نمی اور غلاظت نے گاؤں کو ناقابل رہائش بنا رکھا تھا۔ خوبصورت شہر کے دیکھنے کی چاہ میں غریب اُچھلتا کودتا اپنا راستہ کاٹتا چلا جاتا تھا +

ابھی دُور نہیں گیا تھا۔ کہ اُس کے پاؤں چلنے سے ہار گئے اور وہ تھک کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ سوچتا تھا کہ منزل دُور ہے۔ لیکن میرے پاؤں ابھی سے جواب دے بیٹھے ہیں۔ چلتے چلتے تمام پاؤں گرد آلود ہو گئے۔ بیٹھنے سے اُن ہیں خارش ہونے لگی۔ پاس ایک ندی بہتی تھی۔ اُس میں پاؤں دھونے سے ذرا تھکان دُور ہوئی۔ اور وہ اُٹھ کر چل دیا۔ جب اُسے زیادہ تھکان معلوم ہوتی تو پانی سے پاؤں کو خوب دھو لیتا تھا۔ بار بار دھونے کی تھوڑی تکلیف نہ تھی۔ لیکن اُسے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ پاؤں کو جتنا دھویا اور صاف رکھا جائے راستہ چلنے میں اُتنی ہی آسانی ہوتی ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک دن اُس نے راستے میں مقام کیا۔ بھوک لگی ہوئی تھی۔ لیکن کھانا دیکھتے ہی طبیعت گھنانے لگی۔ دل نہ چاہا کہ کھانے پر ہاتھ بڑھائے۔ ہاتھ بالکل میلے اور گندے تھے۔ اُس کے دل میں خیال اُٹھا کہ کھانے سے پہلے بہتر ہوگا۔ کہ میں ہاتھوں کو دھو لوں۔ ایسا نہ ہو کہ ہاتھوں کی میل کھانے کو ناپاک کردے۔ اس خیال پر اُس نے فی الفور عمل کیا۔ ہاتھ دھوتے ہی اُس کی طبیعت جو پہلے کھانے کو دیکھ کر گھناتی تھی۔ اب شوق سے اُس کی طرف جھکی۔ جس کھانے سے اُس کی طبیعت بیزار تھی۔ وہی اُسے اب مزیدار معلوم ہوا۔ کھانا کھاکر وہ پھر چل دیا۔ چلتے چلتے جب منزل مقصود نزدیک آپہنچی۔ تو غریب راستہ بھول گیا۔ اور دوسری سڑک پر جو اُس شہر کو نہیں جاتی تھی۔ ہولیا۔ اتفاق سے ایک عورت راستے میں ملی۔ جس سے اُس نے شہر کو جانے کی راہ معلوم کرنی چاہی۔ عورت بڑی مہربانی سے اُس کے ساتھ پیش آئی۔ اور اُس سے تین مرتبہ کہا کہ جس شہر کو تم جانا چاہتے ہو۔ اُس کا راستہ فلاں طرف سے ہو کر جاتا ہے۔ لیکن مسافر کو اُس کا ایک لفظ بھی سُنائی نہ دیا۔ بیچارہ حیران تھا۔ کہ نہ جانے کان کیوں آج بہرے ہو گئے۔ ان کی شنوائی کی طاقت بھی کیا زائل ہو گئی۔ خستہ اور پریشان حالت میں وہ ایک ندی کے کنارے آیا۔ اور پانی سے اپنے تمام جسم خاص کر کانوں کو خوب دھویا۔ تھوڑا سا تیل پاس تھا۔ وہ بھی اُن میں ڈالا۔ کیونکہ اُس خوشنما شہر کا راستہ معلوم کئے بغیر وہ وہاں کسی صورت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے پہنچ نہیں سکتا تھا - اور راستہ معلوم کرنے کے لئے ضروری تھا - کہ اُس کے کان راستہ بتلانے والے کی بات کو اچھی طرح سے سن سکیں - دھونے اور تیل ڈالنے سے اُس کے کان کھل گئے - نہانے دھونے کے بعد پہلا شخص جو اُسے مِلا - وہ ایک بوڑھا راہگیر تھا - بوڑھے سے اُس نے پوچھا بابا! کیا آپ براہِ مہربانی مجھے خوشنما شہر کا راستہ بتا دینگے ؟ بوڑھے نے جواب دیا - ہاں کیوں نہیں - یہ سڑک جو تمہارے سامنے ہے اِس پر سیدھے ناک کی سیدھ چلے جاؤ - وہ دیکھو دُور سے سفید سا پھاٹک دکھائی دیتا ہے - وُہی خوبصورت شہر کا دروازہ ہے ٭

مسافر نے غور سے دیکھا - لیکن اُسے کہیں بھی کوئی پھاٹک دکھائی نہ دیا - دُور کی چیزیں دیکھنے سے اب آنکھیں بھی بیکار ہو گئیں - اُن میں دھول مٹی وغیرہ خارجی چیزیں پڑنے سے خارش ہونے لگی اور نگاہ نے پھاٹک کے دیکھنے اور راستہ معلوم کرنے میں کچھ بھی کام نہ دیا ٭

مسافر بہت شرمندہ ہوا - اور اُس نے بوڑھے سے کہا کہ افسوس ہے - میری آنکھیں دُکھتی ہیں اور مجھے اچھی طرح سے دکھائی نہیں دیتا ٭

یہ سُن کر بوڑھا راہگیر بولا - تب امر لاچاری ہے - جب آپ کی آنکھیں ہی دُکھنے لگیں تو آپ اُس خوبصورت شہر میں کیونکر پہنچ سکینگے - اگر آپ اپنی آنکھوں کی نگہداشت نہیں کرینگے - تو کبھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دِن بینائی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھینگے +

بوڑھے راہگیر کی بات مسافر کو بہت پسند آئی۔ وہ واپس ندی کے کنارے گیا۔ اور ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مار کر اپنی آنکھوں کو خوب اچھی طرح دھویا۔ مُٹھی میں پانی لے کر کُھلی آنکھوں کو اُن میں غوطہ دیا۔ آنکھوں کے کناروں کو بھی جن میں گید لگ رہی تھی۔ اور جس کے باعث اُن میں آشوب اور خارش تھی اچھی طرح صاف کیا۔ تھوڑا سُرمہ پاس تھا۔ وہ بھی ڈالا۔ اور آہستہ آہستہ اُس سڑک پر جو بوڑھے راہگیر نے بتائی تھی ہولیا۔ دھونے۔ گید وغیرہ صاف کرنے اور سرمہ ڈالنے سے آنکھوں کی روشنی دوبالا ہوگئی اور اُسے اپنا راستہ اچھی طرح دکھائی دینے لگا +

ابھی کچھ راستہ باقی تھا۔ مسافر خیال کرتا تھا۔ کہ تھوڑا اور چلنے سے وہ صحت وسلامتی سے اُس خوبصورت شہر میں پہنچ جائیگا۔ اور اُس کی تمام تکلیفوں کا بھی ساتھ ہی خاتمہ ہوجائیگا۔ لیکن شہر سے ایک دو میل ابھی دُور تھا کہ مُنہ میں سخت ناقابل برداشت درد ہونے لگا۔ درد کے مارے اُسے ایک قدم بھی آگے اُٹھانا مشکل ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کئی روز سے اُس نے داتن کا استعمال نہیں کیا تھا۔ دانتوں میں میل جم جانے کی وجہ سے ڈاڑھوں میں ایسا شدید درد ہوا کہ وہ ٹیس کے مارے چلّانے لگا۔ کچھ فاصلے پر اُسے ایک نیم کا درخت دکھائی دیا۔ سخت مایوسی اور اضطراب کی حالت میں مسافر نے ایک داتن کاٹی۔ احتیاط کے ساتھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دانتوں کو صاف کیا تو درد بھی جاتا رہا۔ اب وہ خراماں خراماں اپنی منزل مقصود پر پہنچا۔ جن باتوں سے اُسے تکلیف ہوئی تھی۔ اُن کو وہ کبھی نہ بھولا۔ بلکہ ہر روز راستے میں جہاں کہیں کوئی کنواں یا ندی دکھائی دیتی وہیں کپڑے اُتار کر غسل کر لیتا اور صبح اُٹھتے ہی پہلے اپنی آنکھ۔ ناک۔ کان۔ مُنہ اور ہاتھ پاؤں کو شفاف پانی سے خوب اچھی طرح دھویا کرتا۔ تاکہ اُن کے دُکھنے کی کبھی نوبت نہ آئے۔ اسی طرح ان سب کی مدد سے وہ آخر کار خوبصورت شہر میں جس کے دیکھنے کا اُسے کمال اشتیاق تھا۔ پہنچ گیا۔ جیسی تعریف شہر کی سُن رکھی تھی۔ اُس نے ویسا ہی اُسے پایا۔ سورج کی کرنیں وہاں بڑی آب و تاب سے چمک رہی تھیں۔ لوگ بھی بہت خوش و خرّم تھے۔ چھوٹے بچے خوشی کے گیت گا رہے تھے۔ سب لوگ ہنسی خوشی اپنے کام کاج میں مشغول تھے۔ شہر کو دیکھ کر مسافر بہت خوش ہوا۔ اور اُس نے چاہا۔ کہ ہمیشہ کے لئے یہیں بود و باش اختیار کر لے۔

صحت کی دیوی کھیمنکری بھی وہیں اُسی شہر میں رونق افروز تھی۔ اُسی کے نام پر شہر کا نام بھی کھیم نگر یعنی "صحت کی دیوی والا شہر" کے نام سے مشہور تھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اگر وہ مسافر صاف ستھرے رہنے کی عادت نہ ڈالتا۔ تو ایسے شہر میں اس کا گزر کبھی نہ ہو سکتا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہنس مکھ

یہ ایک لڑکے کا نام ہے۔ چھوٹے بچو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ یہ اُس کا اصل نام ہے؟ اُس کا اصل نام تو کچھ اور ہو گا۔ لیکن اتنا مجھے معلوم ہے۔ کہ یہ نام اُس لڑکے کے لئے بہت موزوں ہے۔ اُس کے رفیق اور ہم جماعت اُسے اسی نام سے پکارا کرتے ہیں ؎

ہنس مکھ کا دل ہمیشہ کھلے ہوئے پھول کی طرح شگفتہ رہتا ہے۔ میں نے اُس کے چہرے پر کبھی بل نہیں دیکھا۔ سورج کی کرنوں کی طرح اُس کے رخسار ہمیشہ خوشی کے نور سے چمکتے رہتے ہیں۔ میں نے اُسے جب دیکھا۔ مسکراتا ہوا پایا۔ ہر وقت ہنسنا۔ میٹھی میٹھی باتوں سے سب کے دلوں کو لبھانا۔ سب کی ہمدردی کا دم بھرنا۔ یہی تو ہنس مکھ میں بڑی خوبی ہے۔ جسکے باعث وہ ہر دلعزیز بنا ہوا ہے۔ کیا سکول میں اور کیا گھر پر ہنس مکھ اپنی ہنسی اور مسکراہٹ سے سب کو ہنساتا اور خوش رکھتا ہے۔ میں نے ایسے پیارے بچے کم دیکھے ہیں۔ ذرا کسی کا گیند گم گیا یا کسی کی پتنگ پھٹ گئی۔ گھر میں ماں کے سر میں درد ہے۔ یا چھوٹا بچہ روتا ہے اور ماں کو کام کرنے نہیں دیتا۔ ہنس مکھ بھاگا ہوا ہنسی خوشی سب کی خاطرداری اور امداد کرتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے ننھے ہاتھوں سے ماں کے سر کو دبانا۔ روتے بچے کو اپنی پریم بھری نگاہوں اور باتوں سے چپ کرانا۔ پھٹی ہوئی پتنگ کو جوڑ دینا۔ گیند کو تلاش کر کے لانا۔ یہ تو ہنس مکھ کا ہی کام ہے۔ گاؤں میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو ہنس مکھ کو نہ جانتا ہو یا جسے ہنس مکھ نہ پہچانتا ہو۔ اُس کے گھر سے کچھ فاصلے پر ایک بڑھیا رہتی ہے۔ بیچاری چلنے پھرنے سے معذور ہے۔ ہنس مکھ ہفتے میں ایک مرتبہ ضرور اُسے دیکھنے جاتا ہے۔ ہنس مکھ سے مل کر بڑھیا کا دل کیسا باغ باغ ہوتا ہے۔ اُس کے مرجھائے ہوئے چہرے پر جھریاں بہت ہیں۔ لیکن جونہی وہ ہنس مکھ کے پاؤں کی آہٹ سنتی ہے۔ اُس کا چہرہ خوشی کی وجہ سے بھرا ہوا دکھائی دیتا ہے اور جھریاں غائب ہو جاتی ہیں۔ اس بڑھیا کے دروازے پر موتی رات دن پہرا دیتا ہے۔ ہنس مکھ کو دیکھ کر وہ بھی دُم ہلاتا ہوا اپنے کان کھڑے کر لیتا اور چھلانگیں مار کر اُس سے لپٹنے کا ارادہ کرتا ہے۔

اسی بڑھیا کے پڑوس میں ایک بیوہ عورت کرم دیوی کا مکان ہے۔ کرم دیوی کی ایک ہی بیٹی ہے۔ وہ بھی لنگڑی اور ہمیشہ بیمار رہنے والی۔ اُس کے باعث کرم دیوی بہت مغموم رہتی ہے۔ لیکن ہنس مکھ سے مل کر اپنے غم و رنج کو کچھ وقت کے لئے بالکل بھول جاتی ہے۔ ہنس مکھ بھی اُس کی لڑکی کے لئے کبھی کوئی پھول اور کبھی کوئی کھانے پینے کی چیز بطور تحفہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لے جاتا ہے۔ اتوار کے دن جب ہنس مُکھ کو تعطیل ہوتی ہے۔ تو وہ کرم دیوی کی بیٹی کو اخلاقی سبق میں سے کوئی نہ کوئی کہانی سُنا کر اُس کا دل بہلاتا ہے ۔

بارش ہو رہی ہے۔ ایک کمزور اور ناتوان بوڑھا سر پر کچھ بوجھ لئے قدم اُٹھائے چلا جا رہا ہے۔ ایک تو ضعیف۔ دوسرے سڑک پر بے انتہا کیچڑ۔ بیچارا کئی بار پھسلتے پھسلتے بچا ہے۔ ہنس مُکھ اُسے دیکھتے ہی اُس کی مدد کو آپہنچا اور اُس کا بوجھ خود اُٹھا کر اُسے ہاتھ سے پکڑ کر گھر تک چھوڑ آیا۔ اپنے تمام کپڑے بھیگ گئے۔ لیکن ہنس مُکھ دوسروں کو سکھ دینے اور اُن کی تکلیف کو ہلکا کرنے کے لئے اپنی تھوڑی بہت تکلیف کی کچھ پروا نہیں کرتا ۔

میرے چھوٹے بچو! تمہارے لئے بھی ہنس مُکھ بننا کچھ مشکل نہیں۔ سُکھدیو۔ دُکھ بھنجن۔ آنند سروپ وغیرہ بھی کیسے پیارے نام ہیں۔ اپنا چلن ایسا بناؤ کہ سب کوئی تم کو ایسے ہی پیارے ناموں سے پُکاریں اور یاد کریں ۔

ایک مُفید نسخہ

کشن کنور اپنی سینے پرونے کی پٹاری لئے چوبارے میں بیٹھی کپڑا سی رہی تھی۔ کیسر داس روشنی میں پڑھنے کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خاطر کھڑکی میں بیٹھنے کے لئے بے تحاشا دوڑا۔ بہن کی پٹاری کو اُس کے پاؤں کی ٹھوکر لگنے سے پٹاری کی تمام چیزیں بکھر گئیں۔ کیسرداس نے اتنا بھی نہ کیا۔ کہ بکھری ہوئی چیزوں کو اٹھا کر پٹاری میں ڈال دیتا۔ کشن کنور بول اُٹھی "دیکھو۔ بھائی جان تم نے یہ کیا کیا۔ میری پٹاری کو اُلٹ کر تمام چیزیں بکھیر دیں"۔ کیسرداس صرف اتنا کہہ کر کہ "مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ تمہاری پٹاری راستہ میں پڑی ہے"؟ اپنا مدرسے کا کام کرنے میں مشغول ہو گیا +

دیوان چند کیسرداس کا چھوٹا بھائی ہے۔ دیوان چند کو حساب کا ایک سوال سمجھنے کی ضرورت ہوئی۔ بھاگا ہوا بھائی کے پاس گیا۔ اور بولا "بھائی جی! اس سوال پر میں نے بہت مغز مارا ہے۔ یہ مجھ سے نہیں نکلتا۔ کیا آپ سمجھا دینگے"؟ کیسرداس بھائی کو دھمکا کر بولا "اجی جاؤ مجھے تنگ نہ کرو۔ میرے پاس اپنا کام کیا تھوڑا ہے۔ کہ دن بھر بیٹھا تم کو سوال سمجھاتا رہوں"؟

تھوڑی دیر بعد ماں نے لکشمی سے کہا "لکشمی! تمہاری قمیض آدھی تیار ہے۔ تاگا نہیں رہا۔ تاگا ہوتا۔ تو میں رات ہی کو اُسے پورا کر کے چھوڑتی اور صبح تمہیں مدرسہ میں نئی قمیض پہنا کر بھیجتی"۔ لکشمی نئی قمیض پہننے کی چاہ میں ماں سے بولی۔ "کیا میں ابھی جا کر بازار سے تاگا لے آؤں"؟ ماں بولی "نہیں بیٹی تمہارے لوٹنے تک تو اندھیرا ہو جائیگا۔ تمہارے لئے اکیلا جانا مناسب نہیں"۔ یہ سُن کر لکشمی کیسرداس کے پاس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection; Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوڑی گئی۔ اور اُس کی منت سماجت کرنے لگی۔ کہ بازار سے ایک ریل تاگے کی لادو۔ مدرسہ کا باقی کام پھر آ کر کر لینا۔ کیسر داس اُسے دھکا دیکر اور ناک چڑھا کر بولا کیا میں تمہارے دھاگے کی خاطر اپنا کام چھوڑ دوں؟ اب میں بازار نہیں جا سکتا۔ مجھے تنگ نہ کرو۔

لالہ ہرنام داس کیسر داس کے ماموں ساتھ کے کمرے میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔ دروازہ کھُلا تھا۔ اپنے بھانجے کیسر داس کی باتوں کو سُن کر وہ بہت درہم برہم ہوئے۔ اُنہیں گوارا نہ ہوا۔ کہ اُن کا بھانجا خود غرض بن کر ایسے رُوکھے پھیکے جواب بھائی بہنوں کو دے اور اُن کے ساتھ دُرشت کلامی سے پیش آئے۔ وہ لکشمی سے بولے "لکشمی! تمہیں کس نمونے اور رنگ کا تاگا چاہیئے۔ میں ابھی بازار سے جا کر لا دیتا ہوں۔ اگر تم کل ہی نئی قمیض پہننے کی ایسی خواہشمند ہو۔ تو اس چھوٹی سی بات کے لئے میں تمہیں مایوس کرنا نہیں چاہتا"

کیسر داس حیران تھا۔ یہ کیا بات ہے۔ یہ دیکھ کر کہ اُسکے ماموں صاحب اخبار کا مُطالعہ چھوڑ کر محض لکشمی کو خوش کرنے کی خاطر بازار جانے کو تیار ہیں۔ وہ اپنے انکار پر بہت نادم ہوا اور اپنی کتاب ہاتھ سے ڈال کر جھٹ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور بولا "ماموں جی آپ نہ جائیے۔ میں جاتا ہوں" لالہ ہرنام داس (ذرا سختی لیکن التفات سے)۔ بولے "کیسر داس! اگر تم پڑھائی کے اتنے شائق ہو۔ اور جھنجھلا کر روکھے جواب اس لئے دیتے ہو۔ کہ تمہارے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پڑھنے میں حرج نہ ہو۔ تو تم اپنا کام کئے جاؤ۔ بازار کا کام کرنے کو مَیں جاتا ہوں *

لالہ ہرنامداس کو کیسرداس کی صرف چشم نمائی مقصود تھی۔ کیسرداس کو افسوس ہوا کہ اُس نے اپنے نووارد ماموں کو جن کی وہ بہت عزّت کرتا تھا۔ اپنی نادانی سے کسی قدر ناخوش کیا *

اُسی شام کیسرداس حسب معمول سونے سے پہلے اپنے ماموں کو پرنام کرنے گیا۔ ماموں نے اُس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا اور کہا۔ "کیسرداس! آج تیسرے پہر تمہاری باتوں سے مجھے کسی قدر مایوسی ہوئی"*

کیسرداس۔ کیا اس لئے کہ میں لکشمی کی خاطر تانگا لانے کو بازار نہیں گیا؟

لالہ ہرنامداس۔ صرف یہی وجہ نہیں۔ مَیں نے تمہاری کئی ایک باتوں سے معلوم کیا کہ تمہیں اپنا آرام زیادہ پسند ہے۔ اور تم دوسروں کے آرام و آسائش اور خوشی کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ تم ابھی بچّے ہو۔ تمہارا چلن نشو و نما پا رہا ہے۔ میں بھی اس لئے سمجھاتا ہوں کہ بڑے ہو کر تم شریف بنو اور خود غرضی کے خوفناک گڑھے میں گرنے سے بچو *

کیسرداس۔ میری نیّت یہ نہیں کہ مَیں خود غرض بنوں۔ لیکن افسوس۔ میں اچھی باتوں کو جلد بھول جاتا ہوں *

لالہ ہرنامداس۔ مجھے تمہاری بات کا پُورا یقین ہے۔ لیکن مناسب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ کہ اچھی باتوں کو بھولنے کی بجائے تم اپنی خودی کو بھولنا
سیکھو۔ خود غرضی سے بچنے کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔
اس مرض میں مبتلا ہوتے دیر نہیں لگتی۔ لیکن جو ایک مرتبہ
اس میں مبتلا ہوا پھر اس کے لئے اس سے رہائی پانا مشکل
ہو جاتا ہے۔ کل میں تمہیں اس مرض کے دفعیہ کے لئے ایک
نسخہ بتاؤنگا۔ اگر تم اس نسخہ کو کام میں لاؤ گے تو یقیناً اس
خوفناک مرض سے بچے رہو گے ٭

کیسر داس۔ نسخہ؟ ماموں جی! وہ نسخہ کیسا ہوگا؟ کیا طبابت
کے نسخہ کی طرح وہ بھی کسی بیماری کی روک تھام کے لئے ہوگا؟

لالہ ہرنام داس۔ ہاں وہ ایسا ہی نسخہ ہے۔ لیکن میں تمہیں
کل ہی بتاؤنگا۔ کہ وہ نسخہ کیا ہے ٭

دوسرے دن جب کیسر داس مدرسے سے واپس آیا۔ تو
شوق سے بھاگا بھاگا ماموں جی کے کمرے میں گیا۔ ماموں نے
ایک بہت ہی خوبصورت بکس جس میں ان کا موعودہ نسخہ بند تھا۔
کیسر داس کے حوالے کیا۔ کیسر داس نے اسے جلدی سے
کھولا۔ اس کے اندر سے ایک نہایت ہی خوبصورت سنہری
حروف کا موٹو برآمد ہوا۔ موٹو کے الفاظ یہ تھے:۔

"جیسا اپنے ساتھ چاہو۔ ویسا اوروں کے ساتھ کرو" ٭

کیسر داس نے اس موٹو کو بڑے تعجب کی نگاہ سے دیکھا۔
اور بولا۔ ماموں جی کیا یہ کوئی نسخہ ہے؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لالہ ہرنامداس۔ ہاں بیٹا یہی تو نسخہ ہے۔ اگر تم اسے کام میں لاؤ۔ تو تم کبھی بھی خود غرض یا خود پرست نہیں بنو گے۔ یہ نسخہ سب کے کام کی چیز ہے۔ اس لئے اسے اپنی نشستگاہ میں دیوار پر لٹکا دو۔ تاکہ تمہارے ملاقاتی بھی اس سے فائدہ اُٹھائیں اور تمہیں بھی یہ نسخہ ہر وقت یاد رہے۔ لیکن جو ترکیب اس نسخہ میں درج ہے۔ اُسے پُورے طور پر حفظ کر چھوڑو۔ اگر دل کی تختی پر اسے لکھ لو۔ تو یہ نسخہ تمہیں کبھی نہیں بھُولیگا۔ اگر اسے عمر بھر استعمال کرو تو خود غرضی کے مرض سے جو بیشمار تکالیف آئے دن عائد ہوتی رہتی ہیں۔ تم اُن سب سے محفوظ رہو گے ✤

الہ بخش

"اجی میں تو بھُول گیا"

"اجی مَیں تو بھُول گیا۔ مجھے یاد نہیں رہا" الہ بخش کی زبان پر ہمیشہ یہی الفاظ ہیں۔ اپنی غفلت اور سُستی کے لئے وہ یہی ایک عذر پیش کیا کرتا ہے۔ الہ بخش کے جتنے کام ہیں سب ادھورے۔ اگر اُسے یاد دلائیں۔ کہ تم نے فلاں کام کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ کیا یا نہیں۔ تو الہ بخش کا یہی جواب ہوتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"اجی میں تو بھول گیا۔ مجھے یاد نہیں رہا"۔
اُس کے بھول جانے کا باعث یہ نہیں کہ خدانخواستہ وہ غبی ہے یا اُس کا حافظہ خراب ہے۔ نہیں اُس کا حافظہ ایسا اچھا ہے۔ کہ شاید ہی کسی لڑکے کا ہوگا۔ گرامر کے قاعدے اُسے ازبر یاد ہیں۔ تواریخ کے سنہ تک تو اُسے نہیں بھولتے۔ اسی وجہ سے الہ بخش جماعت میں اوّل نمبر پہ رہتا ہے۔ سکول میں جانا ہو۔ کرکٹ یا فٹ بال کا میچ ہو۔ کھانا کھانا یا کسی دعوت میں شامل ہونا ہو۔ اس قسم کی باتیں الہ بخش کو کبھی نہیں بھولتیں۔ غرضیکہ اپنے مطلب کی باتیں الہ بخش خوب یاد رکھتا ہے۔ دوسری باتیں بھی جنہیں وہ بھلا دیتا ہے۔ اگر اُس کے مطلب کی ہوں۔ یا اُن سے اُس کی کوئی ذاتی غرض یا فائدہ وابستہ ہو۔ تو اُسے کبھی نہ بھولینگی۔

امّاں جان کوئی کام کرنے کو کہیں تو الہ بخش انکار نہیں کرتا اُس کا جواب یہی ہوتا ہے "ابھی کرتا ہوں"۔ الہ بخش ماں کی اطاعت کو اپنا فرضِ اوّلے سمجھتا ہے اور نہ یہ کبھی اُس کا منشا ہوتا ہے۔ کہ ماں کی نافرمانی کرے۔ لیکن "ابھی کرتا ہوں"۔ "ابھی کرتا ہوں"۔ کہتے کہتے وہ اُس کام ہی کو بھول جاتا ہے۔ جب ماں نے پوچھا۔ "بیٹا جو کام میں نے تمہیں کرنے کو کہا تھا۔ کردیا؟" تب الہ بخش کا کیا عذر ہوتا ہے؟ "اوہو! میں تو بالکل ہی بھول گیا"۔ امّاں جان اس بُری عادت سے اُسے بہتیرا روکتی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الہ بخش بھی اس عادت کے چھوڑ دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ لیکن اُسے پورا نہیں کرتا۔ کیا ہوا اگر ایک آدھ دن کے لئے اُس کے عُذر معذرت کے الفاظ "میں بھول گیا" اُس کے مُنہ سے سُنائی نہ دئے۔ لیکن تساہل اور غفلت کی عادت ایسی نہیں کہ ایک دو مرتبہ کی کوشش سے اِنسان کا پیچھا چھوڑ دے۔ یہ عادت مرض مُتعدّی کی طرح دامنگیر رہتی ہے۔ ایک مرتبہ ماں نے تنگ ہو کر کہا۔ بیٹا میرے بار بار کہنے پر بھی تم نہیں سنبھلتے۔ یاد رکھو۔ ایک نہ ایک دن تمہیں اس عادت کی وجہ سے بہت پچھتانا پڑیگا۔

ماں کی بات سچ نکلی۔ ایک دن ایسا واقعہ پیش آیا۔ کہ الہ بخش کو اُس کی فراموشی کی عادت نے بے حد رنج دیا۔ اور وہ آیندہ کے لئے اُسے ترک کر کے ہوشیار اور چوکس ہو گیا۔

الہ بخش کا مکان دو منزلہ تھا۔ بالا خانے میں اُس کے ننھے بھائی بہن کھیل رہے تھے۔ الہ بخش علیحدہ اپنے لکھنے پڑھنے کے کام میں مصروف تھا۔ ماں کھانا پکا رہی تھی۔ ماں نے الہ بخش کو آواز دیکر کہا۔ الہ بخش دیکھنا ننھی اور ننھا چھت پر کھیل رہے ہیں۔ سیڑھیوں کے دروازے کی کُنڈی لگا دینا۔ تاکہ بچے کہیں سیڑھیوں سے نیچے نہ گر پڑیں۔ الہ بخش بولا "اچھا"۔ اُس وقت تو الہ بخش نے کہہ دیا "اچھا"۔ لیکن اپنے کام کاج میں اُس نے ماں کی بات کو بالکل بھلا دیا۔ جس بات سے ماں خائف تھی وہی ہو کر رہی۔ ننھی سرکتے سرکتے سیڑھیوں میں آ رہی اور دھڑام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے نیچے گر پڑی۔ ننھّے نے یہ دیکھ کر غُل مچایا۔ اب الٰہ بخش کی آنکھیں کھلیں۔ ماں دوڑی آئی۔ اُس نے ننھی کو بالکل بیہوش پایا۔ آنکھیں بند تھیں۔ مُنہ۔ سر اور تمام بدن پر چوٹوں کے نشان تھے۔ ڈاکٹر صاحب بُلائے گئے۔ الٰہ بخش بڑا مغموم اور مُتفکّر تھا۔ اُسے اِس بات کا رنج تھا۔ کہ ایک عزیز جان کہیں اُس کی غفلت کی بھینٹ نہ چڑھ جائے۔ ننھی میں تھوڑی جان باقی تھی۔ کئی دن کے علاج معالجہ کے بعد وہ اچھی ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب اُسے ہر روز دیکھنے اور زخموں پر پٹی وغیرہ باندھنے کے لئے آتے تھے۔ اُن کی فیس اور دوا پر والدین کا زرِکثیر خرچ ہوا۔ ننھی مرتے مرتے بچ گئی۔ جتنے دن وہ بیمار رہی۔ الٰہ بخش بڑا مُشوّش اور فکر مند رہا۔ دن میں کئی بار روتا تھا۔ کہ یہ سب کچھ اُس کے قصور اور غفلت کا نتیجہ ہے۔ ننھی کے اچھا ہونے پر وہ اس بات کو کبھی نہ بھولا۔ کہ اُس کے تساہل اور غفلت کے باعث ایک ننھی جان تلف ہوتے ہوتے اللہ کے فضل سے بچ گئی۔ اپنی بُری عادت کو ترک کرنے کے لئے اب اُس نے سخت کشمکش شروع کی اور انجام کار اُس پر غالب آیا۔

پرایا مال اپنے کام میں نہ لاؤ

(ایک صاحب کا ذاتی تجربہ)

پچیس سال سے کچھ زیادہ عرصہ گزرا کہ میں لاہور کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشن سکول میں پڑھا کرتا تھا۔ ایک روز حسب معمول دُعا کے بعد لڑکوں کو پندرہ منٹ کی چھُٹی ملی۔ اس قلیل عرصے میں لڑکے خوشی خوشی اِدھر اُدھر کھیلتے کُودتے اور دَوڑتے بھاگتے پھرتے تھے۔ مَیں بھی کھیل رہا تھا۔ کہ ایک پیل پائے کے قریب دفعتہً میری نظر ایک چونّی پر پڑی۔ کہ جس کے پاس ہی سلیٹ پنسل کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی پڑا تھا۔ میں نے چُپ چاپ دونوں چیزوں کو اُٹھا لیا۔ اور کھیلتے کھیلتے اپنے ایک ہم جماعت کو وہ چونّی دِکھا کر پیل پائے کے پاس پڑی ہوئی ملنے کا ذکر بھی اُس سے کر دیا۔ وہ یہ سُن کر نصف کا دعوے دار ہوگیا۔ اور مجھے یہ کہہ کر ڈرایا۔ کہ اگر مَیں اُسے اس میں سے دو آنے نہ دونگا۔ تو وہ سب لڑکوں سے اُس کا ذکر کر دیگا۔ اور پھر جس کی چونّی ہوگی وہ لے لیگا ؛ مَیں نے بھی دیکھا کہ اس طرح میرے ہاتھ بھی کچھ نہ آئیگا۔ اس لئے مَیں نے دو آنے تو اُس کو دے دئے۔ اور دو آنے میں پیتل کا ایک نہایت خوش رنگ چھوٹا سا قلمدان جس کے نیچے دوات لگی رہتی ہے۔ اور بیچ میں انگریزی لکھنے کا چھوٹا سا قلم ہوتا ہے خریدا۔ اور بڑی خوشی سے کہ جیسے مجھ کو کوئی دُنیا کی بہت بڑی دولت مل گئی تھی۔ اُسے لے کر اپنے گھر گیا۔ گلی میں پہنچ کر اپنا قلمدان ایک ایک لڑکے کو دکھاتا اور خوش ہوتا پھرا۔ گھر جا کر مَیں نے اپنی والدہ صاحبہ کو بھی وہ عجیب چیز بڑے شوق اور خوشی سے دکھائی۔ اور جب اُنہوں نے مجھ سے دریافت کیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ تجھے کہاں سے ملا ہے۔ تو میں نے ساری کہانی سچ سچ بیان کر دی۔ جسے سن کر پہلے تو وہ کچھ خفا ہوئیں۔ اور پھر بڑے پیار سے مجھے گود میں لیکر سمجھانا شروع کیا۔ کہ "بیٹا اگر تم کو کسی دوسرے کی کوئی چیز کہیں پڑی ہوئی ملے تو اول تو اُسے اُٹھاؤ ہی نہیں اور اگر اُٹھا بھی لو۔ تو یہ بخوبی اپنے ذہن نشین کر لو۔ کہ پرایا مال اپنے کام میں نہ لاؤ۔ بلکہ اُس کے اصلی مالک کا پتا لگا کر اُس کے حوالے کر دو۔ جو چیز تُمہاری نہیں ہے اُس کو اپنے استعمال میں لانے کا تُمہارا کوئی حق نہیں ٭

یہ کہہ کر وہ اُٹھیں اور رسوئی گھر سے سل بٹہ لا کر میرے آگے رکھ دیا اور حکم دیا کہ اس قلمدان کو ابھی توڑ دو۔ نصیحت کی باتوں تک تو خیر تھی۔ اور میں اُنہیں اچھّی طرح سُنتا بھی رہا۔ مگر وہ سل بٹّہ اور اُس پیارے پیارے خوبصورت قلمدان کو توڑنے کا حکم سُن کر میرے تو ہوش اُڑ گئے اور میں نے خوشامد۔ محبّت۔ خفگی۔ رنجیدگی۔ مچلنا۔ غرض ہر طرح پر بہتیرا ہی اصرار کیا اور یہ چاہتا رہا کہ کسی طرح والدہ صاحبہ اپنے حکم کو بدل دیں۔ مگر میری کوئی اپیل بھی منظور نہ ہوئی۔ مجھے اچھّی طرح یاد ہے اور ایسا یاد ہے کہ جیسے یہ واقعہ ابھی گزرا ہے۔ مجھے وہ اُس وقت کا اپنا نہایت ہی پیارا اور خوبصورت قلمدان اپنے ہی ہاتھوں اُسی سل بٹے سے توڑنا اور کچلنا پڑا ٭

جب قلمدان کا اس طرح خاتمہ ہو چکا اور میرا دل اُس صدمے سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہایت بےچین اور تکلیف میں تھا۔ تو والدہ صاحبہ نے پھر مجھے گود میں لیکر پیار کرنا شروع کیا۔ اور کہا کہ میں تم کو ابھی اس سے بھی خوبصورت قلمدان منگا دیتی ہوں۔ اس قلمدان کو تمہارے ہی ہاتھوں سے تڑوا دینے سے میرا منشا یہ ہے۔ کہ تمہارے دل میں آیندہ کسی دوسرے کی کوئی چیز لے کر یا چھپا کر رکھنے کا خراب اثر جڑ نہ پکڑ جائے۔ کہ جس سے آیندہ ساری عمر کے لئے تم خود برے بنو اور دوسرے لوگ بھی کہ جن کو تمہاری ناواجب عادت کا علم ہو تم کو ذلیل اور ناقابل اعتبار سمجھیں *

اسی طرح کی بہت سی باتیں سمجھا بجھا کر والدہ صاحبہ نے مجھے کچھ مٹھائی کھانے کے لئے دی۔ اور اگلے روز جب میں سکول جانے لگا تو ایک چونی اپنے پاس سے دیکر کہا۔ یہ اپنے اُستاد کو دے دینا۔ وہ خود ہی دریافت کرکے جس لڑکے کی گری ہوگی۔ اس کو دے دینگے۔ میں نے سکول میں جا کر چونی اور سلیٹ پنسل کا ٹکڑا اُستاد کے حوالے کیا۔ اور کل کی ساری داستان کہ جس طرح پر اور جہاں سے وہ چیزیں مجھے ملی تھیں بیان کر دی *

حسب معمول دُعا کے بعد جبکہ ساری جماعتیں ابھی گیلری میں موجود تھیں۔ اُستاد نے باآواز بلند سب لڑکوں سے دریافت کیا۔ کہ کل کسی لڑکے کا کچھ گر پڑا ہے؟ ایک لڑکے نے اپنی چونی اور سلیٹ پنسل کا ٹکڑا چھٹی کے وقت کھیلتے ہوئے گرنا بتلایا۔ اُستاد نے دونوں چیزیں اُس لڑکے کے حوالے کر دیں *

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پادری فورمن صاحب نے جب یہ سارا ماجرا سُنا۔ تو وہ بہت ہی خوش ہوئے اور اُسی وقت سب لڑکوں کے سامنے مجھے اس سبق دینے پر میری والدہ صاحبہ کی بہت ہی تعریف کی۔ پادری صاحب کی اُس وقت کی کہی ہوئی باتیں مجھے سب یاد نہیں۔ البتہ اُن باتوں کا مطلب میں ابھی تک نہیں بھولا۔ پادری صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا تھا۔ کہ بچہ ماں کی گود میں جتنے بھلائی اور نیکی کے سبق سیکھتا ہے۔ وہ باوجود زود اثر ہونے کے دیرپا ہوتے ہیں۔ اور اُن کی جڑیں دل کے اندر اتنی گہری جاتی ہیں۔ کہ بڑی بڑی زبردست مخالف طاقتیں بھی اُن کے نکالنے میں قاصر رہ جاتی ہیں۔ مبارک ہیں وہ مائیں جو اپنے بچوں کو نیکی بھلائی اور پاکیزگی کے سبق سکھاتی ہیں۔ اور بہت ہی مبارک اور خوش قسمت ہیں وہ بچے جن کو ایسی فرشتہ صفت مائیں نصیب ہوں ؁

ناظرین! میری والدہ صاحبہ نے مجھے بچپن میں کئی ایک نیک ہدایتیں کیں اور بارہا مجھے بُرے راستوں پر پڑتے ہوئے دیکھ کر محبت۔ پیار اور سرزنش کے ذریعے اُن سے باز رکھا۔ جب کبھی کسی موقع پر مجھے والدہ صاحبہ کی نصائح کہ جو اُس وقت اکثر مجھ کو کڑوی لگا کرتی تھیں۔ یاد آجاتی ہیں۔ تو میرا دل ایسی پیاری اور مہربان ناصحہ کے قدموں میں جھک جاتا ہے۔ اور اُن کی محبت اور یادگار کو تازہ کر دیتا ہے۔ یوں تو کون نیک دل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے کہ جو اپنے والدین کو بھول جاوے - مگر میرے لئے اُن کی پاک نصیحتیں زندگی بھر کے لئے بہترین یادگار کا اعلیٰ ذریعہ ہیں *

مذکورۂ بالا واقعہ کے بعد گو میں نے اور بہت سے گناہ کئے اور اَن گنت موقعوں پر ٹھوکریں کھائیں - مگر کسی دُوسرے کی کوئی چیز بلا اس کی اجازت کے اُٹھا کر کبھی اپنے استعمال میں نہیں لایا - اور ابھی تک اُس عمل سے عادتاً ایک قسم کی گِھن اور دلی نفرت معلوم ہوتی ہے - یہاں تک کہ اگر کوئی دُوسرا شخص بھی ایسا کرتا ہوا نظر آجاوے تو بہت بُرا دکھائی دیتا ہے *

میرے لئے اب یہ صداقت صرف خیالی اور ذہنی نہیں - بلکہ عملی طور پر سبقاً سیکھی ہوئی سچائی ہے - کہ بچوں کا بُرا یا بھلا بننا اور خرابیوں کے راستے پر پڑ جانا یا نیکیوں اور دھرم کے راستے پر چلنا پیدائشی فطرت کے علاوہ بہت کچھ نیک اور بد صحبت اور چھٹپن ہی میں ماں باپ اور محافظوں کی طرف سے اس پہلو میں نگرانی یا لاپرواہی پر انحصار رکھتا ہے اور اسی لئے میں بچوں یا زیر نگرانی نو عمر رشتہ داروں کا حتے الوسع خیال رکھتا ہوں - اور حسب موقع و ضرورت اُن کی پڑتال کرتا رہتا ہوں *

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مہاشے دھرم پال جی کی سرگزشت

والد کی عین حیات میں ہی میرے خیالات بدل گئے تھے۔ مگر اُنھوں نے کبھی میرے خیالات سے تعرّض نہیں کیا۔جب کبھی اُن سے رو در رو بات چیت کرنے کا موقع ملتا تھا۔ تو وہ ہمیشہ یہی کہا کرتے تھے۔ تمہارے خیالات کیسے ہی ہو جائیں۔ ہمیں کوئی تعرّض نہیں۔ مگر اعمال ٹھیک ہوں۔ میں نے پندرہ سولہ برس کی عمر ہی میں گوشت خوری ترک کردی تھی۔ انٹرینس کا امتحان دیکر میں اُن سے ملنے کے لئے گیا۔ اتّفاق سے اُن دنوں عیدِ قرباں تھی۔ میرے والد اسلامی رسم کے پابند تھے۔ وہ قربانی کیا کرتے تھے۔ اس دفعہ بھی حسب معمول قربانی کی۔ وہ جانتے تھے کہ میں گوشت نہیں کھاتا۔ میں نے اُس روز کھانا تک بھی نہ کھایا۔ میری بڑی بہن بضد ہوئی۔ کہ گوشت مت کھاؤ۔ لیکن کھانا تو کھالو۔ میں نے جواب دیا کہ جس گھر میں گوشت پکتا ہو۔ اور جن برتنوں میں پکتا ہو۔ میری طبیعت گوارا نہیں کرتی۔ کہ وہاں کھانا کھاؤں۔ میرے والد کو اس بات کا پتہ لگ گیا۔ میرے خیالات کی وہ اِس قدر پرواہ کرتے تھے۔ کہ آج تک کسی دوسرے نے نہیں کی۔ اُنھوں نے اُسی وقت قُربانی کا تمام گوشت باہر پھنکوا دیا۔ اور برتنوں کو آگ میں ڈلوا کر صاف کروایا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھر میرے پاس آئے۔ نرمی سے بولے۔ تُم طالب علم ہو۔ بھوکا رہنے
سے تمہارے حافظے کو نُقصان پہنچیگا۔ مَیں نے ایسا ابسا کروادیا ہے
چلو کھانا کھالو۔ مَیں نے فوراً مان لیا۔ اُس کے بعد اس مسئلہ پر
میری اُن سے بحث ہوئی۔ گو وہ گوشت خوری میں اسلامی عقاید
کے پابند تھے۔ مگر ساری بات چیت سُن کر بولے۔ اسلام مُجھے
اس بات کے لئے مجبُور نہیں کرتا۔ کہ اگر مَیں گوشت نہ کھاؤں تو
میرے اعمال صنائع ہو جائینگے۔ میں آج سے تمہارا ساتھی بنا۔
باوجود ایک پکّا مسلمان ہونے کے وہ اس قدر آزاد خیالات کے
تھے۔ کہ کبھی تنگ دلی کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ مَیں جتنے سال
اُن کے پاس رہا۔ مَیں نے کبھی اُن کو کسی پر آزردہ ہوتے نہیں
دیکھا۔ مَیں مانتا ہوں۔ کہ وہ مدّت تک قربانی کے پابند رہے۔ مگر
پھر بھی اُن کی طبیعت کُچھ عجیب قسم کی تھی ٭

× × × × × × × × × × × × × ×

مجھے یاد ہے۔ کہ ایک دفعہ بکری کے دو بچّے گھر میں آگھُسے۔ اور
اُنہوں نے گھر کی بہت سی چیزوں کو خراب کر دیا۔ گھر کے بچّوں نے
اُن کو پکڑ کر پیٹنا چاہا۔ کہ اتنے میں میرے پتا آگئے۔ بکری کے
بچّوں کو جو کہ بہت ڈرے ہوئے تھے۔ بچّوں کے ہاتھ سے چھُڑا کر
گودی میں اُٹھایا۔ پیار کیا۔ اور اپنے بچّوں کو کہنے لگے۔ کیا اپنے
مہمانوں کی لوگ ایسی خاطر کیا کرتے ہیں۔ تمہارے گھر میں خدا نے
یہ دو مہمان بھیجے۔ بجائے اس کے کہ تم اُن کو کچھ کھلاتے پلاتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تُم نے اُلٹا اُن کو ڈرایا - اس پر حضرت ابراہیم پیغمبر کی مہمان نوازی کا ذکر سُنا کر مجھ سے کہا کہ ان کو کچھ کھانے کو دو - جب اُن بچوں کا ڈر دُور ہو گیا - اور وہ کچھ کھا چُکے - تو میرے پِتا نے اُن کو بڑی نرمی سے گھر سے باہر کر دیا - کہ جاؤ بیٹا - میری غیر حاضری میں پھر کبھی نہ آنا - کیونکہ میرے لڑکے ابھی مہمان نوازی نہیں سیکھے - میرے پِتا مجھ سے بہت پیار کرتے تھے - اکثر سیر کے واسطے باہر کھیتوں میں مجھے ساتھ لے جاتے تھے - قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ کر مجھے خدا کی قدرت کے مُطالعہ کی طرف متوجہ کیا کرتے تھے - مَیں بچہ ہی تو تھا - اور بچوں میں عادت ہوتی ہے - کہ کھیتوں میں سے چلتے وقت اِدھر اُدھر کچھ نہ کچھ توڑ لیا کرتے ہیں - ایک دِن میں نے گیہوں کے کھیت میں سے ایک خوشہ توڑ لیا - اور یُونہی ہاتھ میں لے کر مسل رہا تھا - کہ میرے پِتا نے دیکھ لیا - بولے - تم نے یہ کھیت کتنے کو مول لیا ہے - میں نے جواب دیا - کہ یہ تو میرا کھیت نہیں ہے - وہ بولے - کہ اگر تمہارا کھیت نہیں ہے - تو تُم نے یہ خوشہ کیوں توڑا ہے ؟ مَیں لاجواب ہو گیا - مجھے سرنگوں دیکھ کر کہا - تو پھر جس کا یہ کھیت ہے - اُس کو تلاش کرو - اور اُس سے کہو - کہ میں نے تُمہاری اجازت کے بغیر تمہارے کھیت میں سے یہ خوشہ توڑا تھا - تُم مجھے جو مُناسب سمجھو سزا دو - میرے لئے کھیت کے مالک کا تلاش کرنا ہی کافی سزا تھی - بہ ہزار دِقّت اُس کو ڈھونڈا - اور اپنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پِتا کا ڈنڈ بتایا۔ مالک نے میری بات کو سُن کر مجھے گود میں اُٹھالیا۔ اور بولا۔ جاؤ۔ مَیں نے یہ کھیت تم کو دیا۔ جس قدر چاہو۔ خوشے توڑ لیا کرو + ایسے پِتا کے زیر اثر رہ کر میرے لئے اگر قطعی ناممکن نہیں تو ناممکن کے دوسرے درجے پر سخت مشکل تھا۔ کہ بدعادات کے بیج مجھ میں بوئے جاتے × × × × × × × × × ×

مجھے یاد ہے۔ کہ گیارہ برس کی عمر میں میرے پِتا نے میری سگائی کر دی۔ جب میری عمر سولہ سترہ برس کے قریب ہوئی اور مجھ سے شادی کے لئے کہا گیا۔ تو مَیں نے انکار کر دیا۔ ایک بلا گلے سے اُتری۔ سگائی ٹوٹ گئی۔ میری ماتا کا انتقال ہو چکا تھا۔ میرے پِتا کو ایک دولت مند نے پھر لالچ دیا۔ کہ اگر تمہارا بیٹا میری لڑکی سے شادی کرنا منظور کرے۔ تو مَیں اُس کو اپنے خرچ پر ولایت تک بھیجنے کے لئے تیار ہوں۔ میں اُس وقت ایف۔اے میں پڑھتا تھا۔ میرے پِتا نے میری مرضی دریافت کی۔ مَیں نے جواب دیا۔ کہ مجھے بیوی کی ضرورت نہیں۔ ماتا کی ضرورت ہے۔ میری ماتا چونکہ مر چکی ہے۔ اس لئے اگر میری بجائے آپ شادی کر لیں تو مَیں بہت ہی خوش ہونگا۔ اس کے بعد میرے پِتا نے مجھے کبھی شادی کے لئے تنگ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ مجھے اپنے خویش و اقارب میں سے کسی کی یاد نے اتنا تنگ نہیں کیا۔ جتنا کہ اپنے پِتا کی یاد نے × × × × × × × × × × × ×

میری بہن (مریم) مجھ سے عمر میں بڑی اور میرے لئے بجائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مادر مہربان کے تھی۔ وہ مجھ سے اتنا پیار کرتی تھی۔ کہ میں نے ماتا کی
جُدائی کو کبھی محسوس نہیں کیا تھا۔ اس کے پیار کے سایہ تلے مجھے کبھی
اس خیال نے دِق نہیں کیا تھا۔ کہ دُنیا میں اس کے سوا میری ماتا
کوئی اُور بھی ہے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جب میری ماتا کا انتقال ہوا۔ اور
میرے پتا کا خط میرے بہنوئی کے نام اس بارے میں آیا۔ کہ وہ ہم
دونوں کو اس بات کی اطلاع کر دیں۔ تو کچہری جانے سے پیشتر میرے
بہنوئی نے وہ خط میرے سپرد کر دیا۔ اور کہہ دیا۔ کہ اپنی ہمشیرہ کو سُنا دینا۔
میں نے اُس خط کو پڑھکر جیب میں ڈال لیا۔ اور چُپکے سے سکول چلا گیا۔
جب میں آدھ گھنٹہ کی چُھٹی میں سکول سے واپس آیا۔ تو مَیں نے اپنی بہن
سے کہا۔ کہ آپ کی ماں مرگئی ہے۔ بتاؤ روؤ گی تو نہیں۔ میری بہن نے
طیش میں آ کر میرے رخسار پر چانٹا رسید کیا۔ اور کہا۔ تجھے ہر وقت ایسی ہی
دل لگی سُوجھتی ہے۔ کہ دوسرے کا کلیجہ [illegible]ل لے۔ چل نکل یہاں سے دفع
ہو۔ میں نے ہنس کر کہا۔ اچھا اگر یقین نہیں آتا۔ تو مَیں والد صاحب کا خط
پڑھکر سُنا دیتا ہوں۔ میں نے جھٹ جیب سے خط نکالا۔ اور پڑھکر سُنا دیا۔ پھر
میری بہن کہاں تھی۔ خُوب رونے پیٹنے لگی۔ میں نے اُسکو روتے دیکھکر کہا۔ کیوں۔
دیکھا چانٹے کا مزا۔ کیسا بدلا ملا۔ ٹھیک ہے۔ ذرا اور روؤ۔ میری بہن میرے
گلے سے لپٹ گئی۔ اور خُوب زور زور سے رونے لگی۔ جب وہ میرے بند کرانے
سے بھی بند نہ ہوئی۔ تو میں نے اُس کو گلے سے الگ کیا۔ کہ بس مجھے چھوڑ دو۔
میری غیر حاضری لگ جائیگی۔ مجھے سکول جانا ہے۔ یہ کہہ کر مَیں جھٹ گھر
سے نکل سکول پہنچا + × × × × × × × × × × ×

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یورپ کے لوگ (اہل مغرب) اپنی اعلیٰ عظمت پر نازاں ہیں [illegible]
اپنی اعلیٰ ترقی کا [illegible] کمال [illegible]
دنیا کی [illegible]
مگر [illegible] نہیں [illegible] تھی

اہل ہنود کی کتابیں انسانی دل کے واسطے
نہایت اعلیٰ ورزش ہیں۔ خواہ [illegible]
پڑھو اور گو تمہارا دل اس [illegible]
معلوم ہوگا کہ اہل ہنود [illegible]

ہندو تہذیب

حصہ اول

از پنڈت لشن داس بی اے فیلو تھیوسافیکل سوسائٹی (بنارس)
انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول فیروزپور

۱۹۰۹ء

نولکشور گیس پرنٹنگ لاہور میں چھپی

جملہ حقوق محفوظ ہیں

قیمت فی جلد عہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سمرپن

مصنف اس کتاب کو جو ہندو رشیوں اور مہاتماؤں کی اعلےٰ روشنضمیری کے اظہار میں اُس کی ناچیز محنت کا نتیجہ ہے۔ کمال خلوص ارادت سے اُن فیاض دل۔ نیک سیرت اصحاب کی سیوا میں پیش کرتا ہے جو سب کے بھلے میں اپنا بھلا۔ سب کے آرام میں اپنا آرام مشتمل سمجھتے ہیں۔ جو سب انسانوں کی طرف بلا لحاظِ ملت۔ قوم فرقہ بندی کے پریم کی نگاہ ڈالتے ہیں۔ اور سب جیوموں کو اپنے جیسا خیال کر کے کسی کو آزار دینا گناہ کبیر خیال کرتے ہیں۔ جو خالص قدرتی زندگی کو مقصد زیست پر و پکار برت کو دھرم کا اعلےٰ جُز و مانتے ہیں۔ اگر محبت کی شناخت صادق جذبۂ دلی ہے اور روحانی خلوص کا ثبوت ارادت حقیقی ہے تو مصنف امید رکھتا ہے۔ کہ یہ اس کا ہدیہ اصحاب ممدوحہ کی نظر میں خواہ کیسا ہی ناچیز اور ادنےٰ ہو۔ وثوق دلی سے قبول کیا جاوے گا ۔

خاکسار مصنف

THE VEDIC MAGAZINE OFFICE
GURUKULA KANGRI.

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

معذرت

یہ کتاب جیسا کہ دیباچہ ہذا سے ظاہر ہے ماہ فروری [illegible] میں پریس میں دی گئی تھی مگر کئی وجوہات کے باعث غیر معمولی دیر ہو جانے سے اب اس کو پبلک کے سامنے آنے کا موقعہ ملا ہے۔ مصنف کی غرض تصنیف مشرقی اور مغربی تحقیقات علوم کے مقابلہ سے ایسے سوالات کا حل دریافت کرنا ہے جو اس کے اہل ملک کے واسطے موجودہ زمانہ میں مستفید بن سکیں۔ رشیوں کی تعلیم شاستروں کے سدھانت کو مغربی فلسفہ زندگی۔ مغربی علوم سے مقابلہ کرنا مشرقی اور مغربی تہذیب دونوں کا صحیح فایدہ موجودہ حالات کے مطابق اٹھانا ہماری سوشیل اور اخلاقی۔ زندگی کے پیچیدہ سوال کو حل کر دینا ہے۔ جلد اول میں اس معیار سے جس قدر کوشش اولاد۔ والدین۔ عورت کی حیثیت۔ تربیت۔ شادی۔ خانہ داری۔ بیواؤں کی تکالیف کے علاج وغیرہ کے مسایل کے حل کرنے میں کی گئی ہے۔ ناظرین پر کتاب کے مطالعہ سے بخوبی ظاہر ہو جاوے گی +

جلد دویم میں مضامین حسب ذیل ہونگے :۔

ہندو علوم۔ ہندو سائنس۔ ویدک فلسفہ۔ درشن ودیا۔ اوتاری جلوہ۔ (اوتاروں۔ مہاتماؤں۔ مہاپرشوں کا مختصر ذکر) راج رشی جیون (بھارت کے راجاؤں کا مختصر ذکر) +

اس کتاب میں بھی حسب قاعدہ ہر ایک فصل میں مشرقی اور مغربی تحقیقات علوم کا مقابلہ کیا جاوے گا۔ مصنف امید رکھتا ہے کہ تعلیم یافتہ سوسائٹی اس کی اس کوشش کی داد دے گی۔ اور رشیوں کے اعلےٰ خیالات کی اشاعت میں اس ناچیز محنت کو قابل قدر نگاہ سے دیکھے گی۔ حتے الامکان اس امر کی خاص احتیاط کی گئی ہے کہ ارزاں قیمت پر یہ تمام لٹریچر بہم پہنچایا جاوے۔ تاکہ اس قسم کی کتابیں ہر ایک خاص و عام کو میسر آسکیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمالیہ سے ایک آواز

اسرار زندگی اور موت پر ایک محققانہ کتاب

یہ کتاب مصنف کی سالہا سال کی محنت اور مطالعہ کا نتیجہ ہے اس میں زندگی اور موت کے نہایت سنجیدہ مسایل اور باریک امور کو نہایت عام فہم عبارت میں حل کیا گیا ہے۔ قانون زندگی اور موت کے حالات کے متعلق مشرقی اور مغربی تحقیقات سے پورا فایدہ اٹھایا گیا ہے۔ اس کا طرز تحریر مشہور انگریزی مصنف ریلف والڈو ٹرائن کی اخلاقی تصانیف سے ملتا جلتا ہے۔ جن رموز کے سامنے بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے ہیں اور جن کی واقفیت سے انسانی زندگی برکت فیض آب بن جاتی ہے۔ اور جن کی لاعلمی سے یہ دنیا مصیبتوں کا بھنڈار بن رہی ہے۔ ان تمام مسایل پر یہ کتاب نہایت عام فہم طریق سے بحث کرتی ہے +

مضامین حسب ذیل ہیں:-

قانون کرم۔ قانون موت۔ سائینس اور مذاہب دنیا۔ قانون زندگی۔

جن مشہور مغربی عالموں اور فاضلوں کی تحقیقات سے اس کتاب کی طیاری میں امداد لی گئی ہے یا جن کے خیالات کا مقابلہ مشرقی خیالات سے کیا گیا ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:-

ریلف والڈو ٹرائن۔ ایڈورڈ کارپنٹر۔ ہربرٹ سپنسر۔ جان سٹوارٹ مل۔ کارلایل۔ اسکن۔ جان لببک۔ ہکسلے۔ (انگلینڈ) فنچے۔ شاپین ہار۔ سیگل شلیگل (جرمنی)، اگسٹ کامٹی۔ فیگور۔ (فرانس)، ڈوڈر۔ ایمرسن (امریکہ) فیرینی (اٹلی)، مبڈیم بلیوٹسکے۔ ٹولسٹی (روس) +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس فہرست میں یورپ کے اعلےٰ نامور فاضل آچکے ہیں جن کی تصانیف نے مغربی علوم کو تمام دنیا کے سامنے قابل تعظیم بنا رکھا ہے۔ ناظرین خود اندازہ لگائیں کہ ان تمام فاضلوں کی تصانیف کو مطالعہ کرنے کے واسطے کس قدر وقت محنت درکار ہے اور کتنا روپیہ محض کتابوں پر صرف کرنا پڑیگا۔ مشرقی کتابیں جن کے خیالات کا مقابلہ کیا گیا ہے حسب ذیل ہیں:۔ دہم پد (بدھ دھرم)۔ قرآن مجید (مذہب اسلام)۔ مثنوی مولوی رومی شمس تبریز (صوفی ازم)۔ انجیل (عیسائی مذہب)۔ ویدا و پنشد۔ بھگوت گیتا۔ مہابھارت یوگ اوتر۔ سانکھہ درشن (ویدک دھرم) +

موت کے پردہ میں داخل ہونے کا شرف حضرت انسان کو حاصل نہیں ہے۔ مگر دنیا میں ایسے مہاتما ہوئے ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہو سکا ہے۔ ان کی تحقیقات سے محروم رہ کر سراسر جہالت یا نفس پرستی میں اپنے دن گذارنا ہمارا اختیار ہے۔ یہ ہماری اپنی مرضی ہے کہ ہم قوانین زندگی اور موت سے باخبر بن کر اپنی زندگی کو ایک پر فضا نعمت میں تبدیل کردیں یا اپنی جہالت اور بدہوشی سے اس دنیا کو عذاب گاہ یا دوزخ میں جیسا کہ قانون کرم کے مطابق یہ اب بن رہی ہے اسبدل کریں۔ قانون قدرت اٹل ہے۔ یہ ہماری ناواقفیت کا لحاظ نہیں کرتا +

کتاب تعداد میں متعدد طبع ہوگی۔ جو اصحاب خریدار بننا چاہیں وہ اپنے نام مصنف کے پاس یا منیجر بھارت لٹریچر کمپنی لاہور انارکلی کے پاس درج رجسٹر کروادیں۔ ماہ اپریل تک نام درج کروانے والے اصحاب سے قیمت محض ایک روپیہ لی جاوے گی۔ بعد طبع ہونے کے یہ کتاب اس قدر ارزاں قیمت کو نہیں مل سکے گی +

آپکا شبھ چنتک۔ مصنف

پنڈت بشنداس بی۔ اے۔ او۔ ٹی۔ ایس۔ فیروزپور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیباچہ

یہ کتاب کسی فرقہ بندی - تعصب - مذہبی عناد کے خیال سے ہرگز تحریر نہیں کی گئی ہے ہند و مذہب کا مقصد کسی خاص فرقہ کو فائدہ پہونچانا یا کسی کو نقصان پہونچانا ہرگز نہیں ہے - ایسا شیوہ اختیار کرنا ہندو مہاتماؤں اور ویدک رشیوں کی پاک تعلیم کو دھبا لگانا ہے - چونکہ ہندو رشی کل مخلوقات کو پریم کی نظر سے دیکھتے ہیں سبکی طرف ہت کی اچھا کرتے ہیں چرند و پرند حیوان و انسان - سب کو امان بخشتے اور قدرت کے ساتھ اپنا اصلی تعلق مفہوم کرتے ہیں جس تعلق کے مفہوم کرنے سے ہی آریہ ورت قدیمی ایام میں کل دنیا کا سرتاج بنا تھا - اور جس کی بلاگ پیروی سے و باریک جلوہ ہند و قوم میں عیاں ہو سکا تھا - پس اسی باریک تعلق کو یہ کتاب اپنا مضمون بناتی اور دُہراتی ہے فرقہ بندی کی تنگ خیالی سے نکل کر انسان اپنے سامنے قدرت کا وسیع دائرہ پاتا ہے جسمیں قدرت اپنے رموز کو عیاں دکھاتی ہے - خود غرضی اور نفسانیت کی عینک اُتار اس قدرت کو ملاحظہ کریں تو ہر طرف منبع نور ملتی ہے - یہ اپنے بھید کو خود بخود ظاہر کرتی ہے - اسی قدرت کی بیرونی سطح کو مطالعہ کرتی ہوئی مغربی اقوام اس وقت استاد زمانہ بن رہی ہیں - اسی کے اندرونی سطح کے مطالعہ سے ہندو رشی کل عالم کے گرو بننے کے مستحق بنے تھے - یہ تمام کتابوں کی کتاب ہے جب سے یہ کتاب بھارت ورش کے ہاتھ سے گم ہوئی ہے - انسان اپنے تنگ دائرہ میں بند ایک دوسرے سے لڑتے - دن رات بے چینی اور عذاب میں کاٹتے ہیں ۔

مصنف ہندوستان کی تاریخ تہذیب نہیں لکھتا ہے - وہ اسکی خوبصورتی کو اپنا مضمون بناتا ہے - ہندو آدرش کی پاکیزگی کو ظاہر کرنا اور اسکو دنیا کے اندر دوبارہ رونق پذیر دیکھنا ہر ایک اصلی قومی خیرخواہ کا مقصد رہا ہے - موجودہ سائنس کی تمام روشنی میں جب کہ ہر ایک مذہب میں ہل چل مچ رہی ہے انکے پیرو اپنے اپنے عقائد کو موجودہ سائنس کے مطابق لانے میں ہر ایک قسم کی جد و جہد کر رہے ہیں - اور مادی ترقی کی صدا دنیا کے تمام اطراف میں گونج رہی ہے - ویدک دھرم ایک نہایت پاکیزہ مشن رکھتا ہے - یہ مشن اس کائنات کے اندرونی رموز کا انکشاف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

ہے جسکے ہمدوشی رازداں ہیں۔ اس انکشاف کے انسانی زندگی میں جلوہ گر ہونے پر دنیا کی تمام اصلی بہبودی اور اقبال مندی کا دارومدار ہے۔ ایک بار رنگ جلود کا دنیا میں ظہور ہونے دو اور دیکھو تمام گمراہی تنگ خیالی۔ کم ظرفی۔ خود غرضی کسطرح کافور ہوتی ہے اور انسان بجائے ایک دوسرے سے لڑنے بھڑنے کے ایک دوسرے کی خیرخواہی۔ امن بہبودی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اخلاقی تکمیل رشی آئین کا اصلی مقصد ہے۔ یہی ہند و تہذیب کا معراج ہے۔ اسی معراج کا تمام پہلوؤں میں اظہار اس کتاب کا مقصد ہے۔ جلد اول مرد اور عورت کے تعلقات کا ذکر کرتی ہے۔ جلد دوئم میں مذہب سائنس ہند۔ وجیون۔ ویدک عظمت۔ اوتاری جلوہ کا ذکر کیا جاوے گا۔ جلد سوئم میں ہندو مدارج کا ذکر ہوگا۔ فی الحال جلد اول ہدیہ ناظرین ہے۔ باقی جلدوں کا ظہور ہندو پبلک اور عام خیرخواہان عالم کی قدردانی اور مصنف کی حوصلہ افزائی پر منحصر ہے۔ مصنف نے اس بات کی خاص احتیاط رکھی ہے کہ اس کتاب سے کسی فرقہ انسان کا خواہ وہ ایشیائی ہو خواہ یورپین ہو۔ خواہ ہندو ہو یا مسلمان ہو۔ عیسائی ہو یا موسائی ہو۔ دل ہرگز نہ دکھایا جاوے۔ فقط ہندو مدارج کی خوبصورتی کو ظاہر کرنا اس کا مقصد ہے۔ لہذا مصنف تمام تعلیم یافتہ اشخاص سے امید واثق رکھتا ہے کہ وہ اسکی حوصلہ افزائی سے اس نیک کام میں مددگار بنیں اور اس کی انجام دہی سے راحت دارین حاصل کریں۔ سب کا بھلا ہو یہی مصنف کی دعا ہے اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی +

ویدک دھرم کا سیوک

مصنف

۲۱ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

धर्मो विश्वस्य जगतः प्रतिष्ठा लोके धर्मिष्ठं
प्रजा उपसर्पन्ति धर्मेण पापमनुदन्ति धर्मे
सर्वं प्रतिष्ठितं तस्माद्धर्मं परमं वदन्ति। तै.तिरीया१०७९

دہرم تمام جگت کو قایم کرنے والا ہے۔ دنیا میں مخلوقات کا قیام دہرم سے ہے۔ دہرم سے ہی پاپ کو دور کیا جاتا ہے۔ دہرم ہی یہاں ایک چیز کا قیام ہے۔ اس واسطے دہرم سب سے اعلےٰ ہے۔

ہند و تہذیب

باب اوّل

فصل اوّل

مشرقی تہذیب اور سائینس

مغرب سائنس۔ صنعت اور ہنر کا دیش ہے۔ مغربی ممالک میں آج ہر قسم کے کارخانے صنعت و ہنر کے دار العلوم موجود ہیں۔ تعلیم اور درس کا اشتیاق ہر ایک بلد اور ملک کے باشندگان کی توجہ یونیورسٹی تعلیم کی جانب راغب کرتا ہے۔ ہر ایک ملک اپنی اپنی یونیورسٹیاں علیحدہ علیحدہ رکھتا ہے۔ ہر ایک قوم کروڑوں روپیہ تعلیم پر صرف کرتی ہے۔ بڑے بڑے کالجوں میں صنعت اور ہنر کی تعلیم مفت ملتی ہے۔ اکثر ممالک میں رعایا کا حق خیال کیا جاتا ہے کہ ان کو ہر ایک قسم کی تعلیم نہایت معمولی اخراجات سے دی جاوے۔ بعض ملکوں مثلاً جرمنی میں تعلیم کا حاصل کرنا ہر ایک مرد کے لئے لازمی پابندی ہے۔ ملکی قوانین اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تعلیم کا دروازہ ہر خاص و عام کے لئے کھلا رکھتے ہیں۔ امریکہ میں ہر ایک ریاست اپنا علیحدہ دار العلوم رکھتی ہے جسمیں صنعتی تعلیم عموماً مفت دی جاتی ہے +

علم والے پروفیسر یورپ میں وہ عزت رکھتے ہیں جو ہندوستان میں بڑے بڑے راجاؤں کو بھی نصیب نہیں انکی آواز انکے اہل قوم بڑے شوق سے سنتے ہیں انکی تحریر عوام الناس کے دلوں پر مقناطیسی اثر پیدا کرتی ہے۔ یورپ کے تمام ممالک میں اشاعت تعلیم و سائینس کے لئے سوسائیٹیاں موجود ہیں جو ہر ایک عالم و فاضل کی قدر و منزلت کرنا اپنا اعلےٰ فرض خیال کرتی ہیں ایک ایک ایجاد سائینس پر لاکھوں روپیہ صرف کرتی ہیں۔ لوگ علم کو جان سے زیادہ عزیز خیال کرتے ہیں ایک تحقیقات کی خاطر مغربی لوگ زندگی صرف کر ڈالتے ہیں۔ مسئلہ کے نہ حل ہونے پر ہرگز مایوس نہیں ہوتے استقلال اور ہمت سے اپنے کام میں مصروف رہتے ہیں۔ متواتر مایوسی انکے اوسان ہرگز خطا نہیں کر سکتی۔ ایک محقق کا جانشین دوسرا بنتا ہے۔ اسکے کھوج پر اپنا قدم دھرتا ہے اور اس سے بھی بڑھکر استقلال سے ان رموز کائنات کی تحقیقات میں مصروف ہوتا ہے آخر قدرت محنت اور استقلال کا اجر نیک دیتی ہے۔ محقق کامیاب ہوتا ہے۔ مگر اپنے علم کو اپنے دل میں مہر لگا کر بند نہیں کر رکھتا ہے۔ اپنے علم کا اعلان کل دنیا کے روبرو اخباروں میں مشتہر کرتا ہے انکی تحقیقات کو اسکے اہل قوم کاروبار دنیوی میں مستعمل کرتے ہیں۔ کروڑوں روپیہ انکی بدولت کماتے ہیں +

اس دنیا میں علم کی ہی بادشاہت ہے۔ نادان جاہل اپنے جذبات پر بھی حکمرانی نہیں کر سکتا کسی دوسرے پر تو کیا خاک اثر ڈالے گا۔ مغربی لوگ عالم ہیں اسی واسطے حاکم ہیں۔ علم ہی اس دنیا میں سب سے بڑی طاقت ہے۔ موجودہ مغربی ترقی و اقبال کا موجب مغربی سائنس ہے۔ اسکی بدولت مغربی تجارت کرہ زمین پر اسوقت شہرۂ آفاق بن رہی ہے۔ ایشیا کے ممالک میں لوگ سائینس کی تحقیقات سے ناواقف ہیں۔ ایشیائی اقوام اپنے آباو اجداد کے علوم و فنون سے بے خبر۔ انکو دوبارہ فروغ دینے کے ناقابل محض تقلید کی مشتاق ہیں۔ مگر یاد رکھئے ادھوری تقلید سے کوئی قوم معراج ترقی پر نہیں آ سکتی۔ ترقی کا راز آزادانہ تحقیقات ہے۔

(۲) بھارت فلسفہ کا دیش تھا۔ رشی علوم روحانی کے محقق تھے۔ وہ مادی علوم کی تحقیقات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو علم روحانی سے تعلیم رکھتے تھے۔ دھرم بھگتی اور دیش بھگتی بھارت کی تاریخ میں ہمرکاب چلتی ہے جو دھرم کا بدخواہ ہو وہ دیش کا خیر خواہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسواسطے ملکی ترقی اور اخلاقی ترقی تاریخ بھارت میں ہمیشہ ہمرکاب چلتی ہے۔ ملکی ترقی ملک کی اخلاق پر مبنی ہے۔ جہاں اخلاق سدھرا وہاں سب کچھ سدھرا۔ جہاں اخلاق بگڑا وہاں سب کچھ بگڑا۔ قوم کی روح سدھارو تو قوم کے اندر طاقت نہاں نمودار ہوتی ہے جو اپنے سامنے پہاڑوں اور سمندروں کو بہالیجاتی ہے آتما سے ایک بار پردۂ غلاظت دور کرو اور اسکے جلوہ کو دیکھو۔ تمام زمین اور آسمان کی طاقتیں سلام کرتی ہیں۔ اپنے افعال۔ اپنے اعمال ہر ایک کے گرد حلقہ بند ہیں۔ اپنا آپ اپنا خیر خواہ ہے یا بدخواہ اپنا حساب صاف رکھو پھر کسی کا خطر نہیں۔ (آنرا کہ حساب پاک است۔ از محاسبہ چہ باک) آپ پاپ کرو۔ خواہ تمام جہان سے پوشیدہ ہو کر کرو۔ پھر کوئی بچا نہیں سکتا۔ آہستہ آہستہ وہ پاپ عادت بن جاتا ہے۔ جو کچھ پہلے پوشیدہ کیا جاتا ہے وہ اب بے خوف ہو کر کیا جاتا ہے قومی اعتدال اور امن میں فرق آتا ہے۔ قدرت آخر سزا دینے کی جانب رجوع ہوتی ہے۔ قانون فاعل کو مجرم ٹھہیراتا ہے۔ جرم کی باضابطہ تحقیقات شروع ہوتی ہے۔ ظالم اور مظلوم کا انصاف قدرت خود اپنے ہاتھ میں لیتی ہے۔ ظالم مع اپنے تمام دوستوں۔ آشناؤں کے گرفتار بلا ہوتا ہے۔ قدرت ہر ایک حصہ دار جرم کو انتقام کا بھی حصہ دیتی ہے۔ جو کچھ ایک بشر کی صورت میں واقع ہوتا ہے۔ عین وہی اقوام کی صورت میں وقوع میں آتا ہے۔ آسمانی احکام کو کوئی انسانی طاقت روک نہیں سکتی کسی انسانی کوشش سے خدائی احکام الٹ نہیں سکتے۔ پاپی اس جگت میں ہرگز ہرگز بچ نہیں سکتا۔ رشی اس اصول کو بخوبی سمجھتے ہیں اسی واسطے روح سے شروع کرتے ہیں۔ روحانی

ہندو سوشیل معراج

علوم کو اپنا تمام غوض و فکر بناتے ہیں انہی علوم پر اپنے مدارس اور معراج قائم کرتے ہیں۔ بھارت کی تمام سوشیل عمارت روحانی مدارج پر مبنی ہے روح کی آزادی۔ پاکیزگی ہی ان سب کا معراج ہے۔ تمام ذات پات۔ تمام آشرم اس روحانی آزادی یا مکتی کے مسئلہ پر قائم ہیں۔ شودر خدمت اس غرض سے کرتا ہے کہ اسکا روح نفسانیت کی قیود سے آزاد ہو۔ وہ دوسروں کے سکھ کے لئے اپنا سکھ خیال کرے۔ ویش دان اس غرض سے دیتا ہے کہ اس کا آتما خود غرضی و سلفش پن سے بچکر تنگ خیالات سے آزاد ہو وہ دوسروں کے آرام کی خاطر اپنی محنت سے پیدا کردہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کمائی کو وقف کرتا ہے تاکہ انکے سوکھ کو اپنی خاطر ہو جب راحت خیال کرے - گرہستہی و دھرم پر بلی
دان ہوتا ہے اپنی جان حفاظت و دھرم پر تصدق کرتا ہے تاکہ اس کا دیش غنیم کی خونخواری سے بچے
وہ دیش کی راحت میں اپنی راحت دارین سمجھتا ہے - براہمن اس آزادی کو اپنی زندگی کا مقصد
بناتا ہے وہ ہمیشہ دان دیتا ہے - کل جگت کو آشیرباد دیتا ہے - اپنے دل کو تمام نفسانی اغراض
سے پاک صاف کرتا ہے - دان - دیا - دمن - سب کو اپنی زندگی میں یکجا ملاتا ہے -
سخاوت - رحم - خود ضبطی کا ایک جا انکشاف کرتا ہے یہ بھارت کے مدارج ذات پات ہیں جن پر
ٹوٹے پھوٹے طور پر اسوقت بھی چند خالص لوگ کاربند ہیں ہندؤں کے آشرم بھی اس آزادی
کے اصول کو مدنظر رکھتے ہیں - برہمچاری ریاضت اور جفاکشی سے اپنے بل بیرج کو تقویت
دیتا ہے - بل - بیرج کو ودیا کے حصول میں لگاتا ہے - نفس پرستی اور شہوت پرستی سے
کوسوں بھاگتا ہے - عیاشی اور بدمعاشی اپنے دل کے ہرگز نزدیک نہیں آنے دیتا ودیا سے
بدھی - یعنی ضمیر صاف ہوتی ہے اس صفائی سے گیان کا حصول ملتا ہے - گیان سے پردہ کدورت
دور ہوتا ہے - انسان نور العالمین کو اپنے اندر محسوس کرتا ہے اپنا تعلق تمام کائنات سے مفہوم
کرتا ہے - خود پرستی اور نفسانیت کے ناپاک جذبات سے پاک ہوتا ہے ودیا سے آتما اپنے اصلی
سروپ کو پہچانتا ہے - پس اس ودیا کے حصول پر ہندو کمار گرہست آشرم میں داخل ہوتا ہے
اب سوسائٹی فرائض کو پورا کرنے کا وقت آتا ہے - جس سوسائٹی نے اسکو امن زندگی بخشا
ہے جسکی بدولت اس نے ودیا حاصل کی ہے - اسکا قرضہ بیباق کرنا پڑتا ہے - جن والدین
نے اسکو پیدایش بخشی ہے - جن دیوتاؤں نے اسکو زندگی - بصارت - طاقت - زینت
بخشی ہے - اُن کا قرضہ ادا کرنا پڑتا ہے - پس رشی رن - پتری رن - دیو رن سب کو بیباق کرنا
پڑتا ہے - گرہستی اپنے گھر میں محبت اور ہمدردی کا سبق سیکھتا ہے - اپنے بال بچوں کے پیار
سے دوسرونکے بال بچوں کا پیار سیکھتا ہے - گھر ایک چھوٹی دنیا ہے - گرہستی خانگی تکلیفات سے
دنیاداروں کی تکالیف کا اندازہ لگاتا ہے - وہ اپنے تفکرات سے دوسرونکے دکھ درد کو محسوس کرتا ہے
قدرت اسیطرح اسکو ہمدردی کی طرف رجوع کرتی ہے - سوسائٹی کی ساری بنیاد اسی اصول
پر ہے اور گرہست آشرم اس کا درس گاہ ہے + ہندو گرہست قبلہ عصمت ہے - پتی استری سی -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا جان و جگر ہے - دونوں کا تعلق ناتسناہی تعلق ہے - اگنی دیوتا اسکا شاہد ہے - دونوں اپنے اپنے برت کو لوک پرلوک میں نبھاتے ہیں - استری پتی برت کو دھارن کرتی ہے اور پتی استری برت کو مقصد زندگی خیال کرتا ہے - عورت دوسرے مردوں کو بھائی باپ کی بجائے خیال کرتی ہے - پتی دوسری عورتوں کو بہن - ماں کے برابر سمجھتا ہے گرہست اس پتی برت دھرم کی بدولت پھلتا پھولتا ہے - سعادت مند والدین کے گھر میں سعادت مند اولاد پیدا ہوتی ہے والدین کا چال چلن اولاد میں منعکس ہوتا ہے ہندو گرہست شہوت پرستی کو پاپ خیال کرتا ہے عورت کو لذات نفسانی کا وسیلہ ٹھیرانا مہاپاپ قرار دیتا ہے - استری اور مرد ملکر ایشوری پرتاپ کو جگت میں پرکاش کرتے ہیں - دونوں کے روحانی ملاپ سے اخلاقی تکمیل ہوتی ہے - دونوں ملکر قدرت کا اصلی منشا ہستی کو پورا کرتے ہیں - مادی اور اخلاقی قدرت اس روحانی ملاپ کو یکساں طور پر اپنا معراج تحقیقات ٹھیراتی ہے - پس ہندو گرہست اخلاقی آزادی - ہمدردی - پریم کا درس گاہ ہے +

اس آشرم میں احاطہ خیالات وسیع ہو کے ہر ہندو بان پرست کا اوپکاری بنتا ہے -

ہندو سوشیل معراج لذات دنیا سے صبر - انکی اصلیت سے باخبر دل راغب تیاگ ہوتا ہے ترک دنیا آزادی کی اعلیٰ منزل ہے - خواہشات رہتا ہے - نفسانی اغراض سے کلی انحراف حاصل کر ہندو سا کفنات مکتی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے - اس درجہ کے اصول پر ہندو سنیاس کا مستحق بنتا ہے - خالص سنیاس آسمانی بادشاہت ہے - ہندو سنیاسی اس بادشاہت کا حصول اسی زندگی میں اور اسی دنیا میں ہی حاصل کرتا ہے مایا کی تمام بندشوں سے آزاد - تمام توہمات اور تفکرات سے مبرا - دکھ سکھ برائی بھلائی کے تمام تعلقات سے کنارہ کش - مہاتما اپنے نور کو تمام جگت میں آشکارا دیکھتا ہے - اسکے حالات کو نہ کوئی قلم لکھ سکتی ہے نہ کوئی زبان بیان کر سکتی ہے - اسکے آنند کو نہ کوئی دل ماپ سکتا ہے اس کائنات کا خالص آنند اسکا مقبوضہ ہے اسکی خالص آزادی اُسکی آزادی ہے اس کا علم اس کا اصلی خزانہ ہے - بس یہ جیون مکت مہاتما برہم آنند میں مجذوب اپنے باقی ایام گذارتا ہے - یہ کھلا ثبوت سوشیل کا فلسفہ ہے جسکی خوش اسلوبی اور عمدگی کے مقابلہ میں دنیا کی دیگر تمام سوشیل فلاسفی محض بچوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا کھیل ہے - رشی فلسفہ روحانی کو انسانی زندگی میں داخل کرتے ہیں ہر ایک فعل کو فلسفہ کے نور سے منور کرتے ہیں - ہر ایک عمل کو دھرم کی پوشاک پہناتے ہیں - دیگر اقوام میں فلسفہ جائے خوض و فکر رہا ہے جسکو چند عالم زندگی کے کاروبار سے بے فکر اپنی فرصت کے وقت مطالعہ کرتے ہیں - مذہبی رہنما - فقیر - عابد اسکا شغل رکھتے ہیں - صوفی یا [illegible] اسکا وچار کرتے ہیں گرجاؤں میں - مسجدوں میں اسکا وعظ کبھی کبھی ہوتا ہے - چند کتابوں میں اسکے خیالات کا درس ملتا ہے - مگر ہندو اس فلسفہ کو انسانی زندگی میں داخل کرتے ہیں - ہر ایک ہندو فعل فلسفہ سے شروع ہوتا ہے اور فلسفہ میں ہی ختم ہوتا ہے - ہندو کا کھانا پینا - جاگنا - سونا - بیوپار کرنا - مقدمہ کرنا لڑائی کرنا - مرنا مارنا - جینا جلانا سفر کرنا - ملازمت کرنا - کھیتی باڑی کرنا - سب کچھ فلسفانہ ہے - دھرم کے رنگ میں ہر ایک چیز رنگی ہوئی موجود ہے - اسی کا نام فلسفانہ زندگی ہے - جبتک بھارت اس فلسفانہ زندگی پر کاربند رہا - اسکی عظمت روے زمین پر سب سے فائق رہی - ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر بھارت نہ ہوتا تو آج دنیا میں شخص حیوانی زندگی کا دور دورہ ہوتا - بھارت کے فلسفہ کو اس زمانہ میں بھی دنیا سے علیحدہ کردو تو باقی تمام پشو جیون ہی نظر آتا ہے - بھارت سے قدیمی ایام میں - مصر - یونان - ایران - اٹلی - چین - امریکہ - وغیرہ ممالک روحانی علوم سے بہرہ ور ہوئے - آج پھر بھارت میں مغرب اور مشرق ملتے ہیں مغرب آج مادی علوم کا خزانہ رکھتا ہے - قدیمی ہندوستان کے مہاتما روحانی علوم کے بیش بہا جواہرات رکھتے ہیں - اس زمانہ کے عالم مادی علوم کے معتقد ہر ایک شے کو مادی نظر سے دیکھتے ہیں - اس دنیا کی ہر ایک شے کا محض مادی پہلو اُن کے سامنے پیش ہوتا ہے - اسی وجہ سے موجودہ دنیا میں جہاں ایک طرف دولت - مال - مملکت - حکومت اور طاقت کے عظیم الشان کرشمات نظر آتے ہیں - دوسری طرف دلی بے چینی - روحانی عذاب - [illegible] چال بازی - باہمی مقابلہ - حسد و کینہ کے خیالات سے انسانی زندگی محض وبال بن رہی ہے جس سے مخلصی کا ذریعہ تعلیم یافتہ لوگ یا تو عیش و عشرت کے لوازمات میں یا مادی اشیا کی تحصیل کی خاطر طرح طرح کی [illegible] حکمت عملی میں پاتے ہیں انسانی زندگی کی روحانی برکت سے بے خبر - اس کائنات کو محض مادی خیال کرتے ہوئے وہ اس کرۂ زمین کا تمام عالم ہستی سے علیحدہ مطالعہ کرتے ہیں - دین کو دنیا سے علیحدہ کرنے ہوئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ دنیا کو ہی آخرت سمجھتے ہیں۔ ایسی سوسائٹی میں مذہب فقط ایک فیشن کا کام دیتا ہے۔ مادی تہذیب نے انسان کو مادی اشیاء کا غلام بنا دیا ہے جنکے بغیر وہ اپنی زیست ہی ناممکن پاتا ہے۔ اسی واسطے وہ ان اشیاء کے حصول کی خاطر یا قبضہ قائم رکھنے کی خاطر طرح طرح کی ... چال بازی اختیار کرتا ہے۔

مغربی ممالک میں مدارج سوسائٹی اسی مادی ترقی کے رنگ میں رنگے ہوئے موجود ہیں مغربی سوشیل اور گنیزیشن انہی مادی خیالات کی عمارت ہے۔ مغربی لوگ ہر ایک کام میں اپنے ذاتی فوائد اور قومی نتائج کا ضرور خیال رکھتے ہیں۔ مغربی ذات پات قومی فوائد کے اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھتی ہے۔ مغربی ممالک میں ہر ایک گویا ایک ذات کی شاخیں ہیں جو اپنے ہر ایک ممبر کے حقوق کی حفاظت کو اپنا خالص فرض خیال کرتی ہیں۔

ممبران اپنے اپنے کلب کی حدود کی حفاظت کرتے ہیں قومی ہمدردی کا خیال انہی وجوہات سے مغربی اقوام میں زیادہ زبردست موجود ہے۔ ہر ایک ممبر سوسائٹی اپنے حقوق اور فواید کو سوسائٹی کی بہبودی اور بہتری میں شامل خیال کرتا ہے۔ انسان فرداً فرداً ایک دوسرے سے علیحدہ رہکر اپنی ترقی کو ناممکن پاتے ہیں۔ مغربی سوسائٹی نہایت عمدہ معنوں میں کنگال خود غرضی کی سوسائٹی ہے۔ مگر اس کشادگی نے ہی اہل غرب کو آج تمام دنیا پر حاکم اور مالک بنا رکھا ہے۔

ہندو رشی اس کشادگی کو صرف اپنی قوم پر محدود نہیں کرتے ہیں بلکہ تمام جیوماتر کو اس میں حصہ دار بناتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندو سسٹم کے ہر ایک مدارج میں جیوماتر پر اوپکار کا خیال اس مضبوطی سے جانشین موجود ہے اس کشادگی نے اہل ہند کو کبھی تمام دنیا کا گرو بنا رکھا تھا۔

(۳) ہندوستان کا زوال ایک طے شدہ امر ہے۔ اس زوال کا اندازہ اس معراج سے ہو سکتا ہے جن پر ہندو قوم زمانہ قدیم میں پہونچ چکی تھی۔ تاریخ دنیا میں بالکل نئی اقوام جن کے نام و نشان سے دنیا ناواقف تھی۔ دوران زمانہ میں چند اخلاقی صفات کی بدولت عظیم الشان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترقی و اقبال پا کر مالک حشمت و ملک ہو گئی ہیں - انکے اقبال کا ستارہ آج نصف النہار پر چمک رہا ہے - مگر مردہ قوم کے جسم میں خون زندگی کا داخل ہونا ایک امر محال ہے - بعض اقوام ایسی گذری ہیں کہ پھر ان کا نام و نشان - مذہب و ملت - تمدن و مملکت بالکل صفحہ ہستی سے غائب ہو گئے ہیں - اہل یونان - اہل روما - اہل مصر - اہل بابل تمام اپنی تہذیب کا نقشہ دنیا سے مٹا چکے ہیں - مگر بھارت آج نور زندگی سے دوبارہ منور ہونے کی امید رکھتا ہے - یہ امید بادی النظر میں تو خلاف امید کے خلاف امید والی مثل نظر آتی ہے مگر بھارت کا ان آفات سے بچ نکلنا جن کے مقابلہ میں روما یونان اور مصر کی عظیم الشان تہذیب بالکل تباہ ہو گئی - ایک اعلےٰ تاریخی سبق ہے - بھارت میں اسقدر انقلابات کے بعد مغربی روشنی - مشرقی علوم کا ایک جا ملاپ ایک معنی خیز واقع ہے - بھارت کی دوبارہ زندگی کا سوال ایک معمہ ہے جسکا حل اس ملاپ کا نیک نتیجہ حاصل کرنے پر منحصر ہے - مغربی تہذیب کے بیرونی کرشمات پر فریفتہ ہو بھارت کی برہم ودیا کے گراں بہا خزانوں کو ہاتھ سے کھو دینا سب سے اعلیٰ بدقسمتی ہے جو آج تک اس قوم پر واقع ہو سکتی ہے - مگر موجودہ بھارت باسی نہ تو اس برہم ودیا کو سمجھنے کے قابل ہیں اور نہ مغربی تہذیب کے اعلیٰ فوائد کو اپنا بنا لینے کے قابل ہیں یہی وجہ موجودہ ہندو قوم کی پریشانی کی ہے - ہمارے قدیمی منتی ٹیوشن (ہندو شاستر وغیرہ کا) بالکل خستہ حال ہو چکے ہیں ہر جگہ اصول بالکل مفقود ہو چکا ہے - لوگ مردہ جسم کو ہرگز دیر تک قایم نہیں رکھ سکتے - محض چھلکے پر قومی زندگی کا انحصار بالکل ناممکن امر ہے - اسی واسطے موجودہ تعلیم یافتہ گروہ اعتراضات پر کمربستہ ہے - اپنی حالت کی سدھارنے کے ناقابل - محض بداعتقادی - ناستک پن پر گرویدہ ہو رہا ہے ایسے حالات میں قوم کے اندر نئی زندگی داخل کرنے کی خاطر یہ از حد ضروری ہے کہ نہایت صبر اور بردباری سے پاک محبت اور استقلال سے قومی تکالیف کا مناسب علاج کیا جاوے - قومی اخلاق کی درستی کیواسطے قومی روح کو پاک کیا جاوے +

(۴) مغربی اقبال کی دوسری وجہ مغربی جاتی کا آزادی کا خیال ہے ہر ایک مملکت یورپ میں لوگ سوشیل آزادی کو اعلیٰ نعمت سمجھتے ہیں مغرب کے ہر ایک البشر کے اندر آزادی کا خیال طبعاً موجود ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مغرب مین ہر ایک قوم اپنے حقوق کو محفوظ رکھتی ہے اپنے بزرگون کے قایم کردہ آئین کو قدم بقدم آگے لیجاتی ہے مغربی لوگ عملی زندگی کے قابل ہین وہ عالم فرضی مین بود وباش نہین رکھتے ہر شخص اپنے ہر ایک کام کو پوری محبت سے نبھاتا ہے۔ یہ مبارک خیال تمام مغربی ارواح مین کم وبیش جاگزین ہے۔ یہ ایک زندہ قوم کا خاصہ ہے یہی خیال مغربی حسن انتظام وحسن ترتیب کا موجب ہے مغربی لوگ وقت کی قدر جانتے ہین۔ انکی امور خانہ داری مین ہر ایک بات مین ضابطہ سے کی جاتی ہے بچے چھوٹی عمر سے اُن عادات کے خوگر بنجاتے ہین یہی اصول مغربی حسن انتظام کا موجب ہین یہ مغربی اقوام کی اخلاقی شجاعت اور قوی ہمت ہے۔ ملکی حب الوطنی اس سوشیل آزادی کی والدہ ہے۔ مغربی عالم قومی زندگی بسر کرنا اپنا فرض خیال کرتے ہیں۔ انکا مذہب اور ایمان انکی قوم ہے۔ وہ دیگر مذہبی جھگڑوں اور فسادوں سے بالکل کنارہ کش ہیں ÷

مگر یہ تمام صفات باہمی مقابلہ اور کشمکش کے خیالات کو دور نہیں کرسکتی ہیں بلکہ موجودہ دُنیا کا غلبہ ان صفات کی موجودگی میں حیرت خیز معمہ بنا ہے۔ اور ... جھگڑوں کا بازار ہر طرف گرم ہو رہا ہے ÷

امریکہ کا مشہور ہاریک بین محقق ایمرسن تحریر کرتا ہے:-

"ہم خیال کرتے ہیں کہ ہماری تہذیب اپنے نصف النہار پر پہنچ گئی ہے۔ مگر ہم ابھی تک مرغ سحر کی آوازہی سن رہے ہیں۔ ہماری وحشیانہ سوسائٹی میں اخلاق کا اثر ابھی تک اپنی ابتدائی منزل میں ہے ...... محبت کی طاقت کو سوسائٹی کا مرکزی اصول بنانے کا آجتک کبھی موقعہ نہیں دیا گیا ہے ہمیں یہ نہیں خیال کرنا چاہیئے کہ دُنیا میں سب کچھ برباد ہو جائیگا۔ اگر ہر ایک نرم دل معترض کو مجالس میں اپنا حصہ لینے کیواسطے مجبور نہ کیا جاوے اور نہ ہی اس قسم کے شکوک دل میں پیدا کرنے چاہیئے کہ سڑکیں اور ڈاکخانہ انجاب بند ہو جاوینگے۔ جبکہ ہمیں شرق و شمس ختم ہو جاوینگی۔ کیا ہمارے قوانین ایسے عمدہ بن گئے ہیں کہ تمام مقابلہ کا خیال معدوم ہو گیا ہے کیا دوستی اور محبت کے رشتہ میں منسلک ہو انسان بہترین طریق ایجاد نہیں کرسکتے دوسری جانب بزدل ہو کر بیہودہ طاقت کی محرومی سے خوف کھائیں جبتک انسان خود غرض رہینگے تبتک کوئی بندش قایم نہیں ہوگی ...... دُنیا کی بڑی بڑی مہذب اقوام نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ اشخاص میں بھی اخلاقی عنصر بہت کم ہے"

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور نہ ہی دنیاوی یگانگت میں اسقدر یقین ہے کہ سوسائٹی بغیر بیرونی بندشوں کے قائم رہ سکتی ہے جیسے کہ نظام شمسی قائم ہے یا کہ انسان بغیر جیلخانہ یا مال کی ضبطی کے خوف کے نیک اور معقول بن سکتے ہیں +

(۵) تاریخ بھارت مذہبی آزادی کی تاریخ ہے - یہاں عذاب دینا یا عذاب روا رکھنا

اخلاقی معراج

دونوں قابل نفرت امور ہیں - ہندو نہ کسی کو ستاتا ہے اور نہ کسی جیو کو ستانے کے فعل کو روا رکھتا ہے - وہ ہر ایک مخلوق کی طرف نگاہ رحم ڈالتا ہے - کسی کا کوئی اعتقاد ہو - کوئی ایمان ہو - وہ اس ایمان کے واسطے اپنے مالک کا ذمہ دار ہے - اسکا حساب کتاب خالق مخلوقات سے ہے - انسانوں سے اسکا اعتقاد صرف اس صورت میں قابل پرسش ہے جب کہ وہ دوسروں کے اعتقاد یا امن میں مخل انداز ہو - خالص ہندو ہر ایک کے اعتقاد کی عزت کرتا ہے - بلکہ جس منزل پر وہ کھڑا ہے اسکو اس سے آگے جانے کی خاطر سعی کرتا ہے ویدانت اسکا اعلی فلسفہ ہے - جو ہر ایک بشر کو شانتی اور سنتوش کا پیغام سناتا ہے سب طرف پریم کا اظہار کرتا ہے - ہندو کبھی انتقام کی آگ نہیں جلاتا ہے - وہ مذہبی اعتقاد پر آگ جلانا نہایت مکروہ اور گناہ کبیرہ خیال کرتا ہے - تمام راستے اسکے خیال میں ایک ہی منزل مقصود پر جا ملتے ہیں - معتقد کو اعتقاد نیک رکھنا چاہیئے - اپنے اعتقاد کی پیروی نیک طریق پر کرنی چاہیئے - پھر مقصد کا حصول لازمی شرط ہے - جس کی انسان پرستش کرتا ہے اسی کو حاصل کرتا ہے - بد اعتقاد بد مزاج بنتے ہیں - جسکا معبود مکروہ ہے وہ خود ہی مکروہ بن جاوے گا - اسواسطے نیک معبد - نیک معبود - اور نیک اعتقاد لازمی ہیں - بد اعتقادی باطل پرستی سے بھی بری بلا ہے یہ عابد کو ایسے چاہِ ضلالت میں غرق کرتی ہے جس سے پھر نکلنا محال ہو جاتا ہے +

ہندو دھرم سب چرند - پرند - نباتات - حیوانات - انسان کو امان بخشتا ہے - اوّل ہی اوّل اس دھرم نے اپنے پیٹ کے واسطے دوسروں کی جان ذبح کرنا پاپ ٹھیرایا ہے - عیسائی - موسائی - اور اسلامی آئین حیوانات پر کوئی رحم نہیں رکھتے - حیوانانی قربانی حلال اور کفارہ کے واسطے لازمی شرط ٹھیرائی جاتی ہے - بے زبان جانداروں کے گلے پر انسانی گناہوں کی تلافی کے واسطے چھری رکھی جاتی ہے - گویا مالک کائنات کی خوشی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اسکی اپنی محنت سے پیدا کردہ سرشٹی کی بلا وجہ اور بلا قصور تباہی میں ہے - یہ سب کچھ حضرت انسان کی عجیب اختراع کردہ فلاسفی ہے - ان ہی خیالات کے لوگ اپنی جان کو عزیز اور حیوانات کی زندگی کو اپنی خاطر پیدا شدہ خیال کرتے ہیں - گویا انسان کا اشرف المخلوقات ہونا شر الملائکن ہونا ہے - ہندو دھرم گوشت خوری کو مہاپاپ ٹھیراتا ہے - انسان کی ہستی اس زمین پر تمام اقسام کی ہلاکت کو دور کرنے کے واسطے ہے نہ کہ ازدیاد کرنے کے واسطے - اس موقعہ پر گوشت خوری اور بناتاتی غذا کے مضمون کا امتحان کرنا دلچسپی سے خالی نہوگا +

(۲) ہر چیز جوں جوں خونخواری سے منزل بمنزل بڑھتی جاتی ہے وہ اپنے اندر دیا اور دھرم کا بھاؤ آشکارا کرتی جاتی ہے - خونخوار حیوان مثلاً بھیڑیا - چیتا وغیرہ عموماً بزدل - ریاکار حیلہ ساز ہوتے ہیں جب کہ بناتات پر زندگی بسر کرنے والے حیوان عموماً بہادر - قوی ہیکل - راستی پسند - نیک رو ہوتے ہیں مثلاً گینڈا - ہاتھی - گھوڑا - بیل وغیرہ - اسی واسطے زیادہ تر مفید ہوتے ہیں - جس قدر معصومیت بڑھتی جاتی ہے حیوانات کا مفید پن بڑھتا جاتا ہے - حضرت انسان کے قالب میں پہونچکر پنچر اپنی اصلی خوبصورتی کو عیاں کرنے کا موقع حاصل کرتی ہے جب انسان نفسانیت کا غلام بن قدرتی زندگی سے انحراف کرتا ہے تو گویا قدرت کے پاکیزہ اصول کو جان بوجھ کر توڑتا ہے گوشت خور حیوان پانی کو چاٹتے ہیں - زبان سے پانی کو چاٹ کر پیتے ہیں گھونٹ بھر کر ہرگز نہیں پیتے ہیں - برخلاف اسکے وہ حیوان جو محض بناتات پر گزران کرتے ہیں پانی کو گھونٹ بھر کر پیتے ہیں - چونکہ انسان بھی پانی کو گھونٹ بھر کر پیتا ہے اور چاٹتا نہیں ہے اسواسطے یہ صریحاً ظاہر ہے کہ قدرت کا منشا کیا ہے - انسان کے دانت

گوشت خوری

اور اندرونی انتڑیوں کی ساخت اسکی زیادہ تر شہادت دیتی ہے کہ وہ ہرگز گوشت کھانے کے واسطے نہیں بنایا گیا ہے - مغربی ممالک میں سائینس اور قدرت کی تحقیقات اہل علم کی توجہ گوشت خوری سے بناتاتی غذا کی جانب مائل کر رہی ہے - مغربی ممالک میں بناتاتی غذا کو ہی انسانی غذا قرار دینے والی (Vegetarian) سوسائٹیاں بڑھ رہی ہیں - اگرچہ ان کا اثر ابھی تک خاص حدود کے اندر ظاہر ہوا ہے مگر تاہم قابل داد ہے - امریکہ - انگلینڈ - اٹلی - تمام مہذب ممالک میں باریک بین عالم گوشت خوری اور حیوانات کشی کے خلاف اعلان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دے رہے ہیں کہ یہ آخر مادی تہذیب کی بربادی میں جزاعلیٰ بنے گی۔ جو لوگ قدرتی زندگی کو محض
اپنے سلطنت کی خاطر تباہ کرنے میں دلچسپی لیتے ہیں وہ گویا قدرت کے نہایت عمدہ سبزہ زار کو
بلاوجہ برباد کرتے ہیں ؂

انگلستان کا ایک بڑا محقق آدم سمتھ ارقام فرماتا ہے۔ "برٹش مملکت میں سب سے بڑی خوبصورت
عورتیں عموماً آئرلینڈ کے ادنیٰ باشندگان سے پیدا ہوتی ہیں جنکی عموماً غذا آلو ہوتی ہے لنکاشائر اور
کے شائر کے دہقان جو عموماً چاچھ اور آلو پر گزران کرتے ہیں انگلستان میں سب سے بڑی خوبصورت
نسل ہیں۔ ویلز۔ ناروے سویڈن۔ روس۔ ڈنمارک۔ پولینڈ۔ جرمنی۔ روم۔ یونان۔
سوئٹزرلینڈ ہسپانیہ۔ پرتگال اور یورپ میں تقریباً ہر ایک ملک۔ روس کے نہایت شمالی حصہ
سے جبرالٹر کے ابنائے تک کے دہقان لوگ خاص طور پر اور اکثر کلی طور پر نباتاتی غذا پر گزران
کرتے ہیں۔ اہل ایران۔ اہل ہنود۔ اہل برہما۔ اہل چین۔ اہل جاپان۔ اور جزائر مشرقی ہند
کے باشندگان۔ ہمالیہ پہاڑ کی اقوام اور درحقیقت اکثر اقوام ایشیاء نباتاتی غذا پر گزران کرتی ہیں
قدیمی اہل مصر اہل ایران خصوصاً نباتاتی غذا پر انحصار رکھتے تھے۔ موجودہ زمانہ کے مصری
لوگ۔ اور اہل حبش جنکی جسمانی طاقت مشہور و معروف ہے۔ عام طور پر نباتی غذا پر گذران
کرتے ہیں۔ بہادر اہل سپارٹا۔ جو جسمانی طاقت یا توانائی کے واسطے تکالیف کو برداشت کرنے
کی قابلیت میں شاید تمام اقوام کی تاریخ میں لاثانی ہو گزرے ہیں۔ خالص نباتاتی غذا
پر انحصار رکھتے تھے۔ جب انہوں نے اس غذا سے انحراف کیا انکی قوم کا جلدی ہی ستیاناس
ہو گیا۔ اہل یونان۔ اہل روما کی افواج ان اقوام کی نہایت اعلیٰ اقبال مندی اور فتوحات کے
زمانہ میں خالص طور پر نباتاتی غذا پر زندگی بسر کرتی تھیں۔ ملک یونان کی نیزہ بازی وغیرہ کھیلوں
میں جہاں طاقت اور جسمانی قابلیت کا پورا پورا امتحان ہوتا تھا نباتاتی غذا کی خاطر ہمیشہ تاکید کی
جاتی تھی۔ لیکن جب گوشت خوری کا استعمال رائج ہوا۔ وہ طاقتور جانباز پہلوان بالکل
کاہل اور سست مزاج بن گئے۔ دو تہائی سے تین چوتھائی تک تمام انسان روز پیدائش
سے آجتک عموماً اور خصوصاً نباتاتی غذا پر زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ اور ہمیشہ جب ان کو اچھی
اور عمدہ نباتاتی غذا کھانے کو ملتی رہی ہے اور انکی عادات اور حرکات ٹھیک اور مناسب رہی ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ طاقت ور جسیم - اور اپنی نیچر کی تمام اطراف میں عمدہ طور پر خوبصورت اور باسلیقہ رہے ہیں + نباتاتی غذا انسان کی قدرتی غذا ہے - ہندو رشی اسکے مکمل طور پر عامل رہے ہیں - گوشت خور لوگ اس قدرت کے اعلیٰ راز مفہوم کرنے کے ہمیشہ ناقابل ہوتے ہیں - دنیا کے تمام بڑے بڑے محقق اس عیب سے ہمیشہ مبرا رہے ہیں - حقیقی خیرخواہ عالم ہمیشہ اس گناہ سے آزاد رہے ہیں - سرآئیزک نیوٹن - جان ہاورڈ بڑے مشہور نام ہیں - تحقیقات علمی کے لحاظ سے اوّل نام برگزیدہ دنیا ہے - وسیع فیاضی اور سخاوت کے میدان میں جان ہاورڈ تمام مفلسوں اور بےکسوں کا مددگار رہا ہے - مگر یہ دونوں نیک خیال عجب دنیا نباتاتی غذا پر ساری عمر گذران کرتے رہے +

تاریخ اس امر کا مکمل ثبوت دیتی ہے کہ گوشت خوری کسی قوم کو بہادر اور شجاع بنانے میں ہرگز مددگار نہیں بنتی - بلکہ اس کے برخلاف مبتلائے کاہلی سستی - عیاشی اور نفس پرستی بناتی ہے - موجودہ جاپان جو رشیا کی جنگ اعظم میں روسی سپاہی عموماً گوشت خور تھے برخلاف اسکے جاپانی خاص طور پر نباتاتی غذا پر اوقات بسر کرتے تھے - مگر ہر ایک جنگ میں شروع سے آخر تک جاپانی فتح یاب رہے +

قومی اقبال قومی عادات کا معمول ہے - ہر ایک قوم اپنی عمارت اقبال کو خود ہی بناتی اور خود ہی مسمار کرتی ہے غذا قومی عادات کے بنانے میں سب سے اعلیٰ جز ہے - غذا سے جسم غذا سے ہی دل - غذا سے ہی خیالات اور خواہشات بنتی ہیں - جس شخص کی غذا ناپاک ہو اسکے دل میں اعلیٰ اور پاک خیالات ہرگز پیدا نہیں ہو سکتے - سائنس کا منشعہ انسان کو حیوانات کی امداد سے آزاد کر دینا ہے انسان کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اس قدرت کے بے زبان - معصوم جانداروں کو اپنی لذت کا شکار بنائے یہ سب ظلموں سے سخت ظلم ہے کہ انسان شہوت اور لذت کے غلام بن ان بے زبان مخلوقوں کو اپنی چند منٹوں کی لذت کی خاطر ہلاک کرتے یا کرواتے ہیں اس لذت پر دلدادہ اصحاب نے اپنے مطلب کی ہزاروں دلائل گھڑ رکھی ہیں اگر ہم جانوروں کو نہ کھاتے تو انکی تعداد اسقدر بڑھ جاتی کہ تمام زمین ان سے بھر جاتی خدا نے ان کو ہماری خاطر پیدا کیا ہے وہ بروز قیامت خدا سے فریادی ہوں گے کہ ہم کو انسانوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے نے نہیں کھایا - یہ عجیب فلسفہ ہے - کوئی ان منطق داں اصحاب سے دریافت کرے کہ کیا

گوشت خوری

چیتے - شیر - درندے خدا سے فریادی نہیں ہوں گے کہ انسانوں نے ہم سے بھاگ کر شہروں میں کیوں پناہ لی - وہ ہماری غذا تھے - انہوں نے ہماری خاطر آپ اپنے کو خود بخود ہمارے سامنے پیش کیوں نہ کیا - اگر جانوروں کی زیادتی سے زمین بھر جاتی ہے تو کیا انسانوں کی زیادتی آبادی سے زمین نہیں بھرتی - تو پھر اس صورت میں کیا انسانوں کو لازم نہیں ہے کہ وہ درندوں کی غذا بنیں - اور زمین کا بوجھ ہلکا کر دیویں - یہ ایسے ہی منطق داں اصحاب کی بدولت ہے کہ لاکھوں جانیں ہر روز اس پاک زمین پر محض حضرت انسان کی لذت کا سامان بہم پہونچانے کی خاطر ہلاک ہوتی ہیں - کیا موت کی سزا موت نہیں ہے کیا یہ غلط ہے کہ جو خنجر اٹھاتے ہیں وہ آخر خنجر سے ہی قتل ہوتے ہیں - کائنات کی ہر ایک جان قیمتی ہے - اس سرشٹی میں کیا ایک ذرہ بھی بلا ضرورت نہیں ہے - جو شخص اس کائنات کے انتظام کو بگاڑتے ہیں وہ گویا مخلوقات کو عذاب میں ڈالتے ہیں - وہ مویشی جنگی انسان کو اپنے ہر ایک کام میں اشد ضرورت ہے برباد ہوتے ہیں - آج بھارت کو کیسی کم بختی کا سامنا کرنا پڑا ہے گائے اور بیل کی کثرت ہلاکت نے دودھ اور گھی بھارت باسیوں کے ہاتھ سے کھو دیا ہے انکے دماغ اور دل اب وہ اعلےٰ خیالات کو کیسے پیدا کر سکتے ہیں جو انکے آبا و اجداد کی جائداد تھے جس قوم کی غذا خراب ہو جاوے اسکا جسم و دل کسطرح مقوی اور طاقت ور رہ سکتا ہے - یہ ایسے سوالات ہیں جنکے جواب میں سوائے ہمہ تن گم رہنے کے اہل ہند کو کوئی دوسری تدبیر نظر نہیں آ سکتی اسواسطے سب سے اعلیٰ فرض اہل ہنود کا یہ ہے کہ وہ گھر - نگر - گاؤں - گاؤں شہر بہ شہر - اس نیک خیال کا پرچار کریں کہ لوگ مویشیوں کی ہلاکت سے باز آئیں - جو شخص اپنی لذت کی خاطر جانوروں کی ہلاکت کا موجب بنتے ہیں وہ نہیں محسوس کرتے کہ وہ کتنی بڑی ذمہ داری اپنے سر پر لیتے ہیں - جانور ہلاک ہوتا ہے مگر اپنے عارضات جسمانی اور اخلاقی دونوں کو اپنے گوشت خور دشمنوں کے حوالہ کر جاتا ہے - جنکے سبب زندگی اکثر اوقات محض وبال بن جاتی ہے - حیوانی عارضات انسانی اجسام میں سرایت کرتے ہیں - اور انسانی آنتوں کی زیادتی میں غضب ڈھاتے ہیں - منو مہاراج فرماتے ہیں ٭٭

٭ جس کا گوشت میں یہاں کھاتا ہوں وہ آئندہ میرا کھاویگا - ایسا ہی مہاتما فرماتے ہیں - یہی مانس کا فلسفہ ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

मांसभक्षयिताऽमुत्र यस्यमांसमिहाद्म्यहं ।

एतन्मांसस्य मांसत्वं प्रवदन्ति मनीषिणः ॥

پس ہندو دہرم کا اعلیٰ اصول دیا ہے - دیا دہرم کا مول ہے - شجاعت کی کان ہے
دیا دہرم کا موُل ہے جس دل میں دیا نہیں وہ بالکل کمزور - بزدل - اور مکروہ دل ہے - دیا دان ہی اصلی بہادر ہوتے ہیں - کرن بھیشم جیسے دیا دان تھے مگر اپنے زمانہ میں دونوں لاثانی بہادر تھے - بھارت کے بہادروں میں یہ صفت ہمیشہ رہی ہے - دہرم کا سب سے اعلیٰ معراج دیا ہے - دل سے - زبان سے - ہاتھ سے کسی کو ہرگز مت ستاؤ - سب کی طرف پریم کی نگاہ ڈالو - پھر دشمن دوست بن جاتے ہیں - منو مہاراج فرماتے ہیں - جو اس سنسار میں ایکتا ہی کو دیکھتا ہے اسکو کسی سے خوف دہراس کا خیال پیدا نہیں ہو سکتا - جو کسی کو آزار نہیں دیتا جسکے دل سے آزار دینے کا خیال دور ہو جاتا ہے اسکے سامنے کائنات کی تمام آزار دینے والی طاقتیں شانت ہو جاتی ہیں +

مہاتما بدھ دیو نے اس اصول کو اپنی تمام تعلیم کا مرکزی اصول ٹھیرایا تھا - جہاں جہاں بدھ دیو کی اس پاک تعلیم کی شعاع پہونچی - حیوانات اور انسان کو امان ملا - اخلاق دنیا کے اندر نمودار ہوا دیا ہی سچی آزادی کا معدن ہے - جہاں دیا نہیں وہاں آزادی کا خیال بالکل عنقا ہے - ایک دفعہ اس بھاو کی صلوۃ روشنی سے انسانی زندگی کو منور کرو - حاکم محکوم - رعایا اور بادشاہ ایک سے ہی رنگ میں رنگے جاتے ہیں - انسانی تقسیم اور باہمی مقابلہ کے تمام جھگڑے قضیے خود بخود مٹ جاتے ہیں +

زندگی شطرنج بازی کی چالوں میں صرف ہونے کے بجائے تمام مخلوقات کی بھلائی - ہمدردی اور محبت میں صرف ہوتی ہے - تم دوسروں کی تکلیف میں ویسے ہی حصہ دار بننے کی آرزو کرتے ہو - دل کی وسعت خیالات کی پاکیزگی خود بخود سب کو راغب محبت و ہمدردی بناتی ہے - تنگ دلی - کم ظرفی - خود غرضی خود بخود انسانی دلوں سے کافور ہوتی ہے - جب سے بھارت سے یہ بھاو اُٹھا ہے یہاں ریاکاری - کمینگی ضمیر کشی اور حیوان کشی نے ڈیرا جمایا ہے - لوگ ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں - اخلاقی شجاعت صادق قربانی کا خیال انکے جیون سے ویسے ہی معدوم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے جیسے کہ انکے آباؤ اجداد بہادروں کے دلوں سے بے رحمی کا خیال معدوم تھا۔

(۸) حب الوطنی عجب طاقت ہے۔ مغربی تہذیب کی پیشانی پر یہ الفاظ سنہری حروف میں کندہ ہیں۔ ان ایام میں جرمنی۔ امریکہ اور اٹلی کی اقبال مندی حب الوطنی کا اعلیٰ کرشمہ تھا۔ یہی حب الوطنی مغربی اقوام کو ان کے مختلف ممالک میں قومی محبت کے سلسلہ میں منسلک رکھتی ہے۔ یہی مغربی اقوام کی تمام طاقت کا مصدر ہے مغربی اقوام کی تمام انتظامی طاقت اسی کی بدولت فروغ حاصل کر سکی ہے۔ یہی مغربی اخلاقی طاقت ہے

مغربی تہذیب کا اعلیٰ عنصر

مغربی حب الوطنی واقعی قابل آفرین ہے۔ مغربی تہذیب اسی حب الوطنی کی عمارت ہے۔ وہ لوگ اپنی احاطہ بینی کیا کرتے ہیں۔ اپنے بھائیوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔ انکے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ مغرب کا اصلی مذہب یہی آزادی ہے۔ وہ لوگ اپنے معاملات میں ہر ایک قسم کی قربانی و فراخدلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس دنیا میں کینہ روح سب سے بڑھکر مکروہ چیز ہے۔ جس روح کے گرد کمینگی کا پردہ چھا جاتا ہے اس کا دوبارہ زندہ ہونا امر محال بن جاتا ہے۔ کمزور دل ہمیشہ کمینہ ہوتے ہیں۔

(۹) اس جہاں میں ایک قسم کی جنگ جدل ہر ایک کثیف طبقہ عالم پر موجود ہے۔ نباتات حیوانات انسان سب طبقات میں یہ باہمی کشمکش اپنا اثر نمایاں کر رہی ہے۔

طبقات عالم میں کشمکش

ہر ایک باغ میں جہاں کمزور درخت موجود ہوں وہاں بڑے بڑے طاقتور درخت لگاؤ۔ کمزور پودے خود بخود رفتہ رفتہ غائب ہو جاوینگے۔ پھر انکی پیدائش اس زمین میں ناممکن ہو جاوے گی۔ جس جنگل میں کمزور حیوان موجود ہوں وہاں طاقتور حیوان لاکر چھوڑ دو تھوڑے عرصہ بعد کمزور حیوان خود بخود غائب ہو جاوینگے۔ نئے حالات میں کمزور درخت۔ کمزور حیوان ہرگز زندہ نہیں رہ سکتے۔ وہ اپنے آپ کو نئے حالات کے مطابق نہیں پاتے۔ اور نہ اپنے آپ کو انکے مطابق بنا سکتے ہیں اسواسطے معدوم ہو جاتے ہیں۔ قدرت طاقتور کی مددگار ہے۔ کمزور کی دشمن ہے۔ جب کوئی جاندار کمزور ہو جاتا ہے موت سے دوچار کیا جاتا ہے قدرت کسی کے واسطے خاص رعایت ملحوظ نہیں رکھتی۔ یہی نقشہ انسانی عالم میں ظہور میں آتا ہے۔ تاریخ دنیا کو غور سے پڑھیئے جن ممالک میں اعلیٰ اور ادنےٰ اقوام کا واسطہ پڑا ہے جہاں ایک طاقتور اور کمزور قوم کا تعلق پڑا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھ عرصہ بعد کمزور قوم نئے حالات کی نامطابقت سے معدوم ہوگئی۔ جیسے امریکہ میں مغربی اقوام کی
بود و باش کے بعد امریکہ کے اصلی باشندے غائب ہونے شروع ہوگئے۔ کچھ تو ہلاکت سے۔
کچھ شراب خوری سے۔ کچھ مغربی بدعادتوں کے اختیار کرنے سے نیست و نابود ہونے لگے۔
یہی حال آسٹریلیا کا ہوا۔ وہاں کے اصلی باشندے اب برائے نام کہیں کہیں دیکھنے میں آتے
ہیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اخلاقی نور سے منور لوگ ہی اس صفحۂ ہستی پر ہر ایک اقسام کے حالات کا مقابلہ
کر سکتے ہیں۔ کمزور اور کمینہ لوگ ہمیشہ خوار و خستہ حال ہوتے ہیں۔ آتما ہی تمام طاقتوں کا مخزن ہے جہاں
اسکے تمام بیرونی تعلقات ٹھیک رکھے جاویں وہاں یہ اپنی طاقت کا انکشاف پورے طور پر کرتا ہے
جسم تندرست ہو۔ دل درست ہو۔ پھر دیکھو خدائی جلال کیسے چمکتا ہے۔ جہاں جسم طاقت سے
خالی۔ دل اخلاق سے خالی ہو۔ وہاں بربادی لازمی امر ہے +

(۱۰) تاریخ دنیا میں شائستہ اقوام۔ اہل مصر۔ اہل یونان۔ اہل روما کے عروج و زوال کی تاریخ
کو غور سے پڑھیئے مفصلہ بالا اصول کیسے حیرت ناک طریق سے کام کرتا ہے۔ ان اقوام کے عروج کے ایام میں
ہر ایک شخص کیسی زبردست دلاوری سے قومی بہبودی پر اپنی جان نثار کرتا ہے۔ اپنے آرام کو قربان
کرتا ہے تاکہ اسکے اہل وطن آرام کی زندگی بسر کر سکیں۔ سپارٹا کی عورتیں ایسے بہادر بچے جنتی
ہیں جو یونان کے واسطے دیوار آہنی سے بھی زیادہ مضبوطی کا کام دیتے ہیں۔ ایتھنز کی عورتیں نہایت
اعلیٰ فلسفہ دان۔ عالی دماغ۔ مبارک ارواح اس صفحۂ ہستی پر پیدا کرتی ہیں۔ لیونی ڈاس اور اسکے
بہادر سپاہی سپارٹا کی بہادری کو اسوقت تک یاد دلاتے ہیں۔ سکندر کی وہ خوفناک فوج الٰہی
سپاہ روما کے بہادروں کی بدولت دارا کے عظیم الشان لشکر کو تباہ کر سکتی تھی۔ مگر اہل یونان محض
جنگجو بہادر نہیں تھے۔ وہ اخلاقی برکات سے پورے بہرہ ور تھے۔ عقلمند۔ حکیم۔ سخی مزاج
اور وسیع الخیال تھے۔ سقراط۔ افلاطون۔ ارسطو جیسے نیک خیال۔ نیک معاش۔ بیدار مغز
ارواح یونانی تہذیب کے باغ میں نہایت خوشبودار پھول ہیں۔ جنکے نزدیک جانے سے انسان
کا دل و دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ افلاطون ساری عمر مجرد رہا۔ اسکے ایما تام بن نیج۔ برہمچاریہ نے
ترقی میں لگا دیا۔ جب تک روحانی اور جسمانی قابلیت یونان میں ہم رکاب چلتی رہی اہل یونان دشمنوں
کی نظر سے محفوظ۔ اپنی زندگی کا ثمر اس زمین پر حاصل کرتے رہے۔ جب یونان کا روح گر۔ لذت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نفسانی کا خیال اہل یونان کے دلوں میں جانشین ہوا۔ آرام و دولت نے انکی زندگی کو عیاشی کی جانب
مائل کیا۔ وہ لوگ جو اپنی حانیت کے خیال کو سب سے آخر خیال رکھتے تھے اپنی نفس پروری کو زیست
کا مقصد شمار کرنے لگے +

... کے خیالات یونانی دماغ میں پھیل گئے۔ طرح طرح کے اختراعات عیش پرستی
(یونان کیوں گرا) میں ایجاد ہونے لگیں۔ کارنتھ کے لوگ ہر روز نفس پرستی کا نیا نسخہ گھڑنے لگے
آہستہ آہستہ یہ زہر ساری قوم میں پھیل گیا۔ طاقت جسمانی لذات میں صرف ہونے لگی۔ طرز معاشرت
اور طریق تمدن سے یونانی بالکل لاپرواہ ہوئے۔ تو یونان دیگر ممالک کا غلام و مطیع بنا۔ یونانی
دیگر زبردست اقوام کے مطیع بنے اور ایسے گرے کہ پھر اٹھنا محال ہو گیا۔ آج عرصہ ڈیڑھ ہزار سال کا ہو گیا
وہی اسپارٹا۔ ایتھنز موجود ہیں مگر وہ عورتیں اور مرد آج صفحہ ہستی سے گم ہیں۔ جنہوں نے یونان
کے نام کو روشن کیا تھا۔ تاہم بزرگوں کا خون کبھی کبھی یونانی رگوں میں متحرک ہوتا ہے چنانچہ ۱۸۲۱ء
کی جنگ و جدل اور یونانی آزادی کا اعلان اسی جوش کا ایک نتیجہ تھا مگر وہ عالمگیر طاقت اب اہل
یونان کے دل و دماغ سے کوسوں دور ہے جو انکے بزرگوں کے اندر ہمیشہ جلوہ گر تھی۔ یونان گرا کیونکہ
اسکے اندر اپنے وسیع اسباب تجارت۔ اپنی ملکی دولت کا بھی استعمال کرنے کی قابلیت نہیں تھی۔
لوگ عیش پرستی کے خواہاں درو دیوار پر ملکی دولت کی بربادی کو اپنا لطف خیال کرنے لگے
عوام الناس کا طرز تمدن ملکی اقبال مندی کو ہرگز دیر تک قائم نہ رکھ سکتا تھا۔ صنعت حرفت تجارت غلاموں
کے ہاتھ پڑی۔ یونانی دماغ نفسانی اختراعات میں لگا۔ اور ملک تباہ ہوا +

(۱۱) اہل روما کی اخلاقی صفات اس وقت تک مغربی اقوام میں عیاں نہیں ہوسکیں۔ وہ
(روما کیوں گرا) لیاقت بروازمانی۔ وہ شجاعت و قربانی۔ وہ عزت و حرمت قومی حقوق کی حفاظت
اب دنیا میں شاذ و نادر ہی اپنا جلوہ دکھاتی ہے جو اہل روما کی روزمرہ زندگی کا شیوہ تھی۔ رومن
اپنی جان اپنی عزت کی خاطر نثار کرنا ہمیشہ فخر خیال کرتا ہے۔ خود غرضی اور دیانتداری رومن کی نظر میں
موت زندگی کا سوال ہے۔ جینا وہی بھلا ہے جو نیک نامی اور عزت کے ساتھ ہو ورنہ مرنا بھلا ہے
یہ رومن زندگی کا ماٹو ہے۔ تمام رومن جاہ و جلال کی بنیاد اسی اخلاقی وصف پر رکھی گئی تھی۔ رومن
اپنی دیانتداری میں کمال اپنا سمجھتا ہے۔ اپنی عزت کو خوب سمجھتا ہے۔ ایک اچھی زندگی کی مطالعہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کریں بروٹس کے اخلاق کو۔ اسکی عورت پورشیا کی وفاداری کو ملاحظہ کریں۔ بروٹس نیکی کا عابد ہے بدی کا دشمن ہے۔ بدی اور ظلم خواہ شاہنشاہ سیزر کی شکل بنکر آوے لیکن وہ ضرور اسکو کچلیگا۔ وہ بدی کو دنیا میں سرفراز دیکھنا گوارا نہیں کرسکتا؛

درجل کے کارنامے۔ مارکس ریلوری سس کی دانشمندی اگسٹس سیزر کی فتوحات یادگار زمانہ ہیں۔ رومن لوگوں کا طریق تمدن۔ متقن دماغ۔ مصوری اور سنگ تراشی۔ اسوقت تک یادگار روزگار ہیں آخر رومن بادشاہوں کی عیش پرستی۔ انکے درباریوں کی نفس پروری نے اہل روما کا دل تماشاؤں میں لگایا۔ وہ نفیس دماغ جو علمی تصانیف کا شغل رکھتا تھا نفس پرستی کے اختراعات میں مصروف ہوا۔ قومی خزانے تماشہ گاہوں پر صرف ہونے لگے۔ ان تماشہ گاہوں کے کھنڈرات اسوقت تک شہر روما کے باہر رومن تہذیب کی بربادی کا نقشہ ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ ان تماشہ گاہوں میں سینکڑوں بندگان خدا غلام شیروں کے پنجوں سے ہلاک ہوتے تھے اور تماشہ بین اصحاب خوش ہوتے تھے۔ ایکطرف عیش پرستی کا یہ عالم ہو گیا کہ تمام درو دیوار پر فحش تصاویر کندہ تھیں۔ دل ناپاک بنے۔ جسم کمزور ہوئے۔ دوسری طرف حکام کی بے جا زیادتی نے رہا سہا کام قوم کا تباہ کیا۔ تجارت و صنعت قوم کے ہاتھوں سے حکام کے ہاتھ میں جا پہنچی۔ دولت مند عیاش اور غریب بیکار ہوئے حتیٰ کہ آخری ایام میں محض تلوار اہل روما پر حکومت کرنے لگی۔ آخر قومی روح گرا۔ اور رومن حکام کو اپنے جبر و ظلم کی پاداش میں گرفتار ہونا پڑا۔ قدرت کی خوفناک طاقتیں غضب میں آئیں۔ اور جلاد اقوام رومن عیاشی کے تماشہ گاہوں کو برباد کرنے کے واسطے روما پر حملہ آور ہوئیں۔ نہ روما رہا نہ اسکا جاہ و جلال بچا سب کچھ آگ و تباہی کی نذر ہوا۔ اٹلی مطیع ہو گیا اور سینکڑوں برس مطیع رہا؛

(۱۲) تاریخی نظر سے اہل روما کی تباہی ونڈال اور گاتھ اقوام کے ہاتھ سے۔ اور اہل ہند کی تباہی اسلامی افغانی حملہ آوروں کی تلوار سے دونوں یکساں واقعات ہیں۔ دونوں اقوام کی تباہی کے اسباب بھی قریباً قریباً یکساں ہیں۔ تاریخ اپنے نتائج کو دہراتی ہے۔ قومی زوال ہر جگہ اخلاقی اور روحانی زوال کا معلول ہے۔ یعنی روحانی زوال ہر جگہ علت ہے پولیٹیکل زوال معلول ہے جب تک کسی قوم کے اندرونی اجزا میں فرق نہیں آتا۔ تب تک اس قوم کا نخ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوسے زوال نہیں ہوتا - یونان اور روما کے معبد ناپاک ہوے - انکے مزاج بگڑے - ان کا طریق تمدن و طرز معاشرت خستہ حال ہوا - دل عیاش اور دماغ عیاشی کے اختراعات میں لگا - جسم کمزور اور دل بزدل بنا - اور سارا قومی نقشہ پلٹ گیا - تاریخ بھارت میں ہندوستان کا زوال عین یہی رخ اختیار کرتا ہے اگرچہ پیرایہ میں کسی قدر اختلاف ہے - بھارت کے مندر اول ہی اول ناپاکیزگی کا شکار ہوئے - سومناتھ کے بڑے مندر سے لیکر چھوٹے چھوٹے دیوستھان تک تمام میں بد اعتقادی کا - بداخلاقی کا بیج بویا گیا - دیو پوجا بجاے اخلاقی جلوہ قائم رکھنے کے نمونہ دراچار میں تبدیل ہوگئی مندروں میں ہزاروں عورتوں اور مردوں کا یکجا ملاپ بجائے اخلاقی طور پر مفید بننے کے شہوت پرستی اور عیاشی کا موجب بن گیا - اسی واسطے بھارت کے زمانہ ادبار میں اول ہی اول یہ مندر افغان فاتحوں کے ہاتھ سے مسمار ہوئے ؎

جس قوم کی عبادت کا یہ حال ہوتا ہے سوشیل سسٹم میں بے اعتدالی لازمی شرط ہے -

ہندوستان کیونکر گرا

براہمن خالص خودانکاری کی زندگی بسر کرنے کے بجائے نفس پرستی کے خواہاں ہوے - کھشتری دھرم اور دیش کے محافظ رہنے کے بجائے تنگ خیالی - کم ظرفی میں مبتلا اپنے چھوٹے چھوٹے تمبگروں کو قوم کے وسیع و متبرک پلیٹ فارم پر قربانی کرنے کے بجائے آپس میں ہی لڑنے جھگڑنے لگے - ایک فرقہ دوسرے کا بدخواہ اور سارے ملکر قوم کے بدخواہ بنے - باہمی نااتفاقی کا ڈیرا بھارت میں لگا - اور ملک غیر قوم کے حملہ آوروں سے تباہ ہوا ؎

ویش صنعت و حرفت کے باریک رموز کی تعلیم سے عیاشی اور کاہلی غفلت و سستی کا شکار ہوے - شودر خدمت ملک کو شامت اعمال سمجھنے لگے - ہر ایک کا معبد اور معبود پہلے سے الگ تھا - مگر قدیمی بھارت میں ایک فریق دوسرے گروہ کو محبت اور پیار سے دیکھتا تھا - ایک دوسرے کی عزت کرتا تھا - مگر جب ادبار کا وقت آتا ہے - تو عقل سب سے پہلے رفوچکر ہوتی ہے وشنو کے پجاری شیو جی کے اپاسکوں سے آمادہ پرخاش ہونے لگے - سب سے بڑھکر وام مارگیوں نے غضب ڈھایا - دھرم کے پاک خیالات گندے ہو جانے سے لوگ لذات نفسانی کے غلام بننے لگے - شراب خوری - گوشت خوری - زناکاری لوگوں کا دھارمک اعتقاد بنا - قوم کی روح گرتے گرتے اس منزل پر آن پہونچی و دیادرن پنڈت ان بد رسومات کو دھرم کا جز بتلانے لگے سوم کا رسہا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دہرم کافور ہوا - غرضیکہ سوشیل معراج اور اخلاقی معراج دونوں گر گئے - پھر پولیٹیکل زوال چند ایام کا سوال تھا - افغانی حملہ آوروں نے اہل ہند کو بالکل بے سر و سامانی کی حالت میں پایا - اسواسطے جو چاہا ان سے انہوں نے سلوک کیا

مگر اس زمانہ ادبار میں بھی چند مہاتما کہیں کہیں وقتاً فوقتاً روحانی لیمپ کو روشن رکھتے تھے تاکہ رشیوں کے ست دھرم اور ست ودیا کا چراغ بالکل گل نہ ہوجاوے - یہ روشن ضمیر بھارت کے سپوت - ویدک دھرم کے اصلی محافظ بساوقات سخت تکالیف کا مقابلہ کرتے تھے - اپنا جان و ایمان خطروں میں ڈالتے تھے - مگر صداقت کے رہبر ست دھرم کے معتقد کسی دنیاوی رکاوٹ کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور آخر سب تکالیف پر غالب آتے تھے - لارڈ گورونانک دیو مہاپرش کے کارنامجات نہ صرف بیرونی مادی طاقت پر انکی فتوحات کا ذکر کرتے ہیں بلکہ پریم اور بھگتی کے کمالات کا ہر ایک عقل سلیم کو معتقد بناتے ہیں - مہاراج کا ہر ایک عمل و فعل اسوقت تک انسان کے دل پر مقناطیسی اثر کرتا ہے - جہاں جہاں انکی آواز پہنچی لوگ خبردار ہوئے اپنے ناپاک جیون سے توبہ استغفار کرنے لگے - انکے وجود نے ملک بنگال کا تمام نقشہ پلٹ دیا - مسلمان حکام کو اپنا گرویدہ احسان و اعتقاد بنایا - ویسے ہی شری تلسی داس جی کے رام چرتر نے ہندو دنیا میں اخلاق اور نیک اعتقادی کا چراغ جلتے رکھا - رامائن کے دلکش معنامیں - دلچسپ واقعات - رام چند کی سعادت مندروش - سیتا کی باعصمت زندگی - لکشمن کی جان بازو فاداری بھرت کی صادق محبت - ہنومان کی جان گداز خدمت نے عوام الناس کے دلوں میں ست دہرم کا بہاو زندہ رکھا - مہابھارت اور رامائن کی کتھائیں ہوتی تھیں اور لوگ بڑے ذوق و شوق سے جوق در جوق سننے جاتے تھے +

گورونانک نے پنجاب میں اسی حق خدمت کو ادا کیا جسکو بنگال میں چیتن دیو پربھو نے پورا کیا تھا - سنسکرت وِدیا کی کمی سے - زمانہ کی بے علمی سے - حکام وقت کی ابتری سے - دن رات کی بے امنی سے - انسانی زندگی پامال بن رہی تھی - جب کہ شری گرونانک جی کا ظہور پنجاب میں ہوا - اہل پنجاب کو ایک مجسم مہاتما کے دیکھنے کا فخر نصیب ہوا - ان کی صادق تعلیم - صوفیانہ روش - نیک خیالی - پاک زندگی نے اہل پنجاب کا دل اپنی طرف مائل کیا - انکی محبت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے وسیع اور عمیق جذبات نے مسلمان فاتحوں کو بھی اسیر کمند بنایا - اسی شکتی نے گرو انگد سے لے کر گرو گوبند سنگھ تک تمام کو مستفید کیا - اور آخر ہندو دھرم کی حفاظت میں ایک دیوار آہنی بنایا کی - سمرتھ ہیوبجات - مدھواسس - بمبئی احاطہ جات میں شری رامانج - شری ولبھ اچاریہ - شری تکارام جی - جیسے مہاتماؤں کی ودیا - دھرم - بھگتی اور گیان نے عوام الناس کے نیک اعتقاد کو ابھار دیا - بششٹ ادویت اور ادویت باد کے فلاسفی نے بھگتی مارگ کو جو تقویت بخشی اس سے کسی محقق زمانہ کو انکار نہیں ہو سکتا - ان مبارک ذاتوں سے پریم کا پرچار بھارت میں پھیلا +

(۱۴) بھارت کے ایام زوال میں پولیٹیکل دنیا میں عجیب و غریب ہل چل مچتی رہی - ایک اسلامی خاندان دوسرے کے ہاتھ سے تباہ ہوا - غلام خلجی کے ہاتھ سے - خلجی تغلق کے ہاتھ سے - تغلق سادات کے ہاتھ سے - سادات لودی کے ہاتھ سے - آخر لودی مغلیہ تلوار کا شکار ہوا +

ان سب بادشاہوں کے عہد میں ہندو راجے مہاراجے یا تو سلطنت دہلی کے فرماں بردار اور مطیع رہے یا کم زور شاہوں کے عہد میں آزادی کی ہوا تھوڑی دیر کے لئے ان کو کبھی کبھی نصیب ہوتی رہی - مگر یہ جائے حیرت ہے کہ افغانی تلوار جہاں اہل ہنود کو تابع اور مطیع بنا سکی - وہاں انکے دل عربی شریعت کے مطیع نہ ہوئے - چھ سو برس کی بادشاہت میں ویدک دھرم برابر مقابلہ میں ڈٹا رہا - ہندوستان نے مشرف بدین اسلام ہونے سے انکار کیا - ترکستان - ایران کی پیروی سے ہاتھ کانوں پر دھرا +

مغرب میں تبدیلی

یہ کرشمہ تاریخی نظر سے اپنی نظیر آپ ہے - اور تاریخی دنیا میں ایک لاثانی مثال ہے - اہل یورپ اہل ہنود کو لکیر کا فقیر ہونے پر مطعون کرتے ہیں - ہندون کے اندر قدیمی جذبات - پرانے خیالات بدستور قائم دیکھکر حیران ہوتے ہیں - موجودہ زمانہ کا یورپ تیرہویں اور چودھویں صدی سے بالکل مختلف ہے - نہ وہ زمانہ شولری ہے - نہ وہ نائٹ ہیں - نہ وہ زبان ہے نہ وہ دستور العمل ہے - نہ وہ لباس ہے نہ وہ طرز پوشاک ہے - نہ وہ طرز حکومت ہے نہ وہ طریقہ عبادت ہے - نہ وہ مونک ہیں اور نہ وہ پوپ کی مسلمہ تابعداری ہے غرضکہ ہر ایک پہلو میں موجودہ مغرب اور تین چار سو برس کے مغرب میں زمین اور آسمان کا فرق ہے - سوسائٹی ہر ایک طرز میں - ہر ایک امر میں بالکل دگرگوں ہو چکی ہے - اس تبدیلی کو اہل مغرب اپنی ترقی اور بہبودی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں شمار کرتے ہیں - اور اسکو اپنی نجات کا باعث خیال کرتے ہیں - انکے خیال میں جو سوسائٹی نئے اثر حاصل نہیں کر سکتی وہ مردہ ہے - جو قانون سوسائٹی کو ساکن رکھنا چاہتا ہے وہ خلاف قدرت ہے جیسے ٹھہرا ہوا پانی سڑ جاتا ہے ویسے ہی ساکن جماعت ابتری کا نشانہ بنتی ہے

اہل یورپ تبدیلی پسند ہیں انکی زندگی کے اندر سائنس کی نئی نئی اختراعات - نئی نئی ایجادیں - عجیب و غریب ہل چل پیدا کر رہی ہیں نئے نئے میدان انکے سامنے کشادہ ہوتے جاتے ہین وہ اپنے علم کو مہر لگا کر بند رکھنا نہیں چاہتے - وہ اپنے ہنر کو مشتہر کرتے ہیں اپنی اہل قوم - اہل ملک کو اپنی کشادگی خیالات و کاروبار میں حصہ دار بناتے ہیں - بڑے چھوٹوں کو بڑھنے کا حتی الوسع موقع دیتے ہیں - ہر ایک کے سامنے میدانِ زندگی کھلا ہے - ایک سپاہی کا بیٹا جرنیل بننے کی توقع رکھتا ہے - ایسی مثالیں موجود ہیں جنمیں غریب لوگ محض اپنی محنت سے کروڑ پتی بنکر ملک اور قوم کا فخر بن چکے ہیں یہ یورپ کی عظمت ہے جسکی تعریف اور تحسین سے کسی دشمن کو بھی انکار نہیں ہو سکتا +

مگر اہل ایشیا (عموماً [illegible]:) یا لکیر کے فقیر رہتے ہیں - ہندوستان نے چھ سو برس کی اسلامی بادشاہت میں افغانی شریعت کو اختیار کرنے سے صاف انکار کیا - گویا افغانی تلوار ہندوستان میں آکر کند پڑ گئی - اورنگ زیبی جبر و ظلم - شاہی فرمان جزیہ فی کس - اہل ہنود کے دلوں کو تسخیر نہ کر سکا - اکبر کی صلح کن پالیسی - شاہجہاں کی حکمت عملی - ان کے دلوں کو قابو میں نہ کر سکی - تمام پالیسی - حرص و لالچ ہندوؤں کی یک روئی کو نہ بدل سکا - اہل ہنود نے تبدیلی مذہب و ملت - تغیر خیالات و طرز زندگی سے قطعی انکار کیا - اورنگ زیب

ہندوستان میں تبدیلی مذہب سے انکار

کا فرمان کہ تمام مملکت ہند میں کسی ہندو کو ملازم نہ رکھا جاوے انکی مضبوطی کو ذرا بھی ہلا نہ سکا - خواہ زندگی اسیری غلامی میں کٹ گئے مگر دھرم تبدیل کر کے بادشاہ وقت کا ہم مذہب بنکر دولت اور اقبال کا مُنہ دیکھنا انہوں نے ہرگز پسند نہ کیا رشی دھرم اپنے اعلیٰ معراج سے گر چکا تھا - ارجن اور بھیشم جیسے مہارتھی اب بھارت میں موجود نہیں تھے - ویاس اور مارکنڈے جیسے فصیح اپدیشک - روحانی معجزہ گر - اب بھارت کے دلوں کو دھرم اور بھگتی کے جادو سے منور نہیں کرتے تھے - یہ سب باتیں چلی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گئی تھیں - مگر بایں ہمہ دھرم کا بیج ابھی ہندوستان سے نہیں نکلا تھا - راجپوتوں کی عورتیں میدان جنگ میں مردہ خاوندوں کے ساتھ ستی ہوتی تھیں - فاتح خوشی کے نعرے بجاتے محلات میں داخل ہوتے تھے - چتوڑ - مارواڑ کی مہمات ہندوؤں کے دلوں میں ایک وحشتناک سنسنی پیدا کر دیتی تھیں - مگر بایں ہمہ راجپوت دل مضبوط تھا - زندگی جاوے مگر دھرم نہ جاوے - وہ غریب تھے بے کس تھے - ملک کی نااتفاقی کا شکار تھے - بسبب باہمی فسادات مقتول تھے اپنے ہی بے وفا اہل وطن کے ہاتھ سے مجروح تھے - اپنے ہی سرداروں کی خود غرضی اور نفس پرستی کی وجہ سے اسیر تھے - آفت رسیدہ تھے - ویدودیا اور شاستری گیان سے محروم تھے - مگر ہندو دھرم پر جان دیئے - یہ وہ سیاہی دنیا اور آخرت میں اپنے نام پر نہیں لے گئے - ویدک دھرم پر سیاہ دھبہ نہیں لگا گئے - جو ہوا سو ہوا مگر پران اہم نام لکھ دیئے - یہ خالص مذہبی جوش تھا - جو راجپوتی عصمت کے بچاؤ کا باعث بنا تھا جہاں ہم یورپ کی تبدیلی خیالات کی تعریف و تحسین کرتے ہیں وہاں ہم اہل ہنود کی اس ثابت قدمی کی تعریف کرنے سے ہرگز رک نہیں سکتے - دراصل یہی دھرم ہے جس نے ہندو دنیا کو آج تک زندہ رکھا ہے - اور یہی طاقت ہے جس پر ہندو قوم کی آئندہ ہستی - قومیت - زندگی کا دارومدار ہے - اسواسطے بھارت دھرم اور ہندو قوم کا پیغام یہ ہے ✤

(۱۴) ہم نہیں بدلینگے - مگر کس بات میں - دھرم میں - ایمان میں - اعتقاد میں ہم نہیں بدلینگے - ہم ویدک دھرم کو چھوڑ کر دوسرا دھرم ہرگز قبول نہیں کرینگے - آفت آوے خواہ راحت ملے - اس سے زیادہ کشادہ - فراخ - پاکیزہ دھرم - اس روئے زمین پر نہ کوئی آج تک ہوا ہے اور نہ ہو ہی سکتا ہے ہم اسکے معراج اخلاق کو اگر نہ حاصل کر سکیں اور اسکی صداقت کو اپنی زندگی میں جلوہ نمائی نہ کر سکیں تو یہ ہماری نااہلیت ہے - نہ کوئی دھرم کی عظمت پر دال ہے - ہم زندگی اس کوشش میں صرف کر ڈالینگے کہ یہ دھرم ہمارا قائم رہے - ہم اسکے معراج کو اپنی زندگی میں نشوونما دینے کی کوشش جاری رکھیں - پرماتما ہماری سہایتا کریں اور ہمیں یہ لیاقت بخشیں کہ ہم اسکی صادق تعلیم کو اپنی زندگی میں مستعمل کر سکیں اور تمام عالم ہستی کو اس تعلیم کے جلوہ سے جلوہ گر بنا سکیں ✤

ہندو قوم کا پیغام

✤ رانا پرتاپ سنگھ کی زندگی اس پہلو کی اعلے شہادت ہے - راجپوتوں کی رسم جوہر بھی اسی کی مثال ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مگر ہم اپنی سوشیل اور اخلاقی حالت بدل لینگے ورنہ خستہ حال ہونگے - اقوام کی باہم کشمکش کا زبردست قانون ہمارے اوپر حاوی ہے - مادی دنیا کا بہاؤ ہمارے سامنے موج زن ہے مادی سمندر جوار بھاٹا کے تمام زور میں اوچھل رہا ہے - اگر ہم مضبوط سٹیم انجن سے - کمپاس سے - ہر ایک قسم کے علم ٹیکنیکل سے اس لہر میں اپنے قومی جہاز کو کنارہ سلامتی پر نہیں لیجا دینگے تو ہم ضرور فنا ہونگے - افغانی یلغار خالص مذہبی جوش تھا - اسکا مقابلہ ہم نے اسکے مقابل طاقت مذہبی جوش سے کیا لیکن مغربی تہذیب مادی جوش ہے یہ عقل وعلم کی تمام طاقت سے - ان ہنرات سے - ان لوازمات سے - ان سامانات سے آراستہ ومسلح ہے جنکا علم ہم صدیوں سے بالکل فراموش کر چکے ہیں - اسواسطے جب تک اہل ہنود کا اپنا طریق معاشرت - طرز تعلیم علوم زمانہ کے حالات کے مطابق نہیں بدلتا - ترقی ناممکن القیاس ہے مغرب کے ہنرات سے بیخبری ہماری موت کا باعث ہوگی - مگر مغربی اقوام کی ادھوری تقلید ہمکو ہرگز نجات نہیں دے سکتی - تقلید سے کوئی قوم منازل ترقی پر نہیں آسکتی +

پس ہم مغربی علوم صنعت کو حاصل کرینگے مغربی ہنرات کو اپنا بنا لینگے - انکے تمام نیک اثرات کو مفید کمالات کو اپنے اس قدیمی جذبہ سے اپنے اندر داخل کر لینگے - سائنس کے مفید کمالات سے نیک و پاک تعلیم سے - ہم مستفید ہونگے +

بغیر علوم زمانہ کے ہماری ہستی اسی زمانہ میں ناممکن ہو جاویگی - مگر ہم مغرب پر اکتفا نہیں کرینگے - ان ہنرات کو ہم قدیم آریہ ورت کی تعلیم کریم سے وصل کرینگے - سائنس کی بداعتقادی اور ناستک پن کو - خالص مادی تہذیب کی نخوت کو ہم اپنے دیا کے پوتر بھاؤ سے دنیا سے بدر کرینگے - ویدک روحانیت آتم ودیا کا آفتاب دنیا میں روشن ہوگا - ویدوں کی پاک تعلیم رشیوں کی صداقت کا کل جہان کو معتقد بنائینگے - یہی بھارت کا مشن ہے - اور اسی مشن کی تکمیل کے واسطے ہندو قوم کو اس خالق مخلوقات نے آج تک ان تمام آفات سے بچایا ہے جنکے مقابلہ میں تمام دیگر قدیمی قومیں غارت ہو چکی ہیں +

(۱۵) ہم کو اپنا طرز معاشرت - طریق تمدن (سوشیل - اکانومک) موجودہ سائینس کے علوم کے مطابق لانا پڑیگا - کوئی فلسفہ پیٹ کی آگ کو شانت نہیں کر سکتا - کوئی علمی قیل و قال - کوئی مذہبی عظمت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar.

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

موجودہ ضروریات کی تڑپ کو دور نہیں کرسکتی - بھارت کا فلسفہ بھارت کی ضروریات سے بہت زیادہ پہلے ہی موجود ہے - جیسے بھوکا آدمی کسی فلسفہ کو سُن نہیں سکتا - ویسے ہی بھوکی قوم کسی خوشنی کو اپنی زندگی میں ہرگز مستعمل نہیں کرسکتی - جب بھارت نے یادرائی اور گیان پیدا کئے تھے تو اسکے اقبال کا ستارہ نصف النہار پر چمک رہا تھا رشی خود تارک الدنیا تھے مگر تب زندگی کی ضروریات بھی بہت محدود تھیں جب بھارت نے بھیشم و ارجن جیسے ہیرو پیدا کئے تھے تب اسکی علمیت و قابلیت کل روئے زمین پر چمکتی تھی - یدھشٹر کے راجسُو یگیہ میں تمام روئے زمین کے اعلےٰ عالم سائنس یگیہ کی خدمت گذاری کے واسطے موجود تھے - وہ مہاتما اور ہیرو گئے وہ زمانہ بھی گیا +

موجودہ بھارت کا افلاس دنیا کے کسی ملک سے لگا نہیں کھا سکتا - بھارت کے قحط کو دنیا میں کسی ملک کے قحط سے نسبت نہیں دی جا سکتی - دیگر ممالک میں قحط پڑتا ہے تو لوگ کسیقدر خود انکاری کرتے ہیں عیاشی کے لوازمات چھوڑ ضروریات پر زندگی بسر کرتے ہیں - مگر مفلس بھارت میں لاکھوں زن و مرد ضروریات زندگی بھی حاصل نہیں کرسکتے - ہزاروں کو روٹی بھی میسر نہیں آسکتی - جب ضروریات کا قافیہ تنگ ہوتا ہے تو فاقوں پر نوبت آتی ہے - ہزاروں معصوم جانیں فاقہ مستی سے موت کے گھاٹ اُترتی ہیں جہاں زندگی کی قائمی کا یہ حال ہو وہاں دھرم کی حفاظت کا خیال خواب میں بھی نہیں آسکتا +

बिभुक्षितः किं न करोति पापम् ।

क्षीणाः नराः निष्करुणा भवन्ति ॥

بھوکا آدمی کونسا پاپ نہیں کرتا - بھوکے آدمی ہمیشہ دیا سے خالی ہوتے ہیں +

اس لئے بھارت کی تکالیف کا علاج اب محض فلسفہ سے نہیں ہوسکتا* - فلسفہ ویدانت مغربی ممالک کی نفس پرستی کے علاج کے واسطے کیمیائی دوائی ہو مگر بھارت کے پیٹ کی بھوک کو یہ ہرگز مٹا نہیں سکتا -

فلسفہ افلاس کا علاج نہیں - مگر فلسفہ کے بغیر افلاس دور نہیں ہوسکتا -

اور حقیقت میں جب تک پیٹ نہیں بھرتا کوئی فلسفہ یاد نہیں آتا - وہ ریفارمر جو محض فلسفہ کے جادو سے بھارت کی تکالیف کا علاج کرنا چاہتے ہیں - وہ بھارت کی موجودہ ضروریات زندگی کے سوال کو سراسر لاپرواہی سے دیکھتے ہیں - فلسفہ ویدانت ہندوؤں کے بزرگوں کی زندگی تھا ہندو

* فلسفہ کے علاوہ اسکے واسطے سائنس کے علوم صنعت کی یکساں ضرورت ہے،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تہذیب کے مسئلہ پر ہمیشہ فلک کی طرح ہم راجمان تھا مگر موجودہ گری ہوئی قوم کی زندگی میں یہ ہرگز مستعمل نہیں ہو سکتا جب تک اسکا طریق تمدن - طرز معاشرت نئے حالات کے مطابق صحیح طور پر مناسب طرز پر نہ تبدیل ہو سکے - علوم زمانہ سے غافل قوم کا نہ کوئی آشرم رہتا ہے نہ کوئی ورن رہتا ہے - نہ کوئی دھرم رہتا ہے +

مگر جہاں انسانی زندگی آئے دن آفات کا شکار ہو جہاں بے ایمانی - بیوپار لور رو کا مداری کا ایک جز ہو - جہاں بے اعتباری - دروغ گوئی معاملات میں - لین دین میں ایک اعلیٰ حصہ دار ہو - جہاں خیانت کا خیال امانت کے ساتھ لازم و ملزوم ہو - جہاں شراب آب حیات کباب لوازمہ زندگی ہو - جہاں دغابازی - ریاکاری لیاقت اور قابلیت میں شمار ہو - جہاں دھوکہ بازی اور شرارت بازی عقلمندی اور اخلاقی بہادری کی دلیل ہو - جہاں گرو ہو اسے اخلاقی غلاظت سے بدبودار ہو رہا ہو جہاں روپیہ حاصل ہو - خواہ کسی طرح ملے - دین جائے ایمان جائے - دھرم جائے - مگر پیسہ ملے - یہی روزانہ زندگی کا شیوہ ہو - وہاں فلسفہ کو جلا وطن کر خالص تبدیلی معاشرت یا تغیر طرز تمدن پر قومیت یا تکمت کی امیدیں قائم کرنا محض خیال خام ہے +

اسواسطے طریق معاشرت کو سائنس کے مطابق لاؤ مگر دھرم کو اسکے ہر ایک پہلو میں داخل کرو - جو کچھ بدلو دھرم سے - اور دھرم کی خاطر بدلو - دھرم کو ہی وسیلہ تبدیلی اور نتیجہ تبدیلی بناؤ - یہ یاد رکھو - دھن اور دھرم سے خالی قوم ہرگز اپنی ہستی اس زمین پر قائم نہیں رکھ سکتی - قومیت ان دو اجزا سے مرکب ہے - زندگی ان دو طاقتوں کا ہی نتیجہ ہے +

(۱۶) قدیمی آرین تہذیب کے مدارج کی بربادی - ویدک دھرم کے مواج زندگی کی غلط گری وید اور ویدانت کے عالمگیر اخلاقی فلسفہ سے غفلت - مادی تہذیب کے مطابق طریق معاشرت کی تکمیل و تحصیل میں ناقابلیت - طریق تمدن کی لازمی اور ضروری آراستگی میں بیجا مزاحمت ہماری موت کے آثارات ہیں +

مادی تہذیب کے ہنرات سے واقفیت انکے مطابق اپنے طریق صنعت و حرفت کے تبدیل کرنے میں قومی ریاضت - باہمی اعتبار و ایمانداری سے قومی کاروبار - بیوپار میں معروفیت

اخلاق کی ضرورت

ہندو سوسائٹی میں تبدیلی کس طرح کرنی چاہیے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خالص اخلاقی زندگی میں ہمہ تن کوشش قدیمی آرین علوم کے دوبارہ فروغ دینے میں دل وجان سے یگانگت - اور سب سے بڑھکر وید اور ویدانت کے عالمگیر خیالات سے واقفیت اور انکا روزمرہ زندگی میں استعمال - یہ ہماری قومی زندگی کے وسائل ہیں - پس اپنے طریق معاشرت کو بدلو - اپنے لائق وفائق قومی نوجوانوں کے ہاتھ میں موجودہ مغربی صنعت وحرفت کے آلات دو - موجودہ کاریگر جاتی کے ہنرات سے ہر ایک کو باخبر کرو مگر بھارت کے قدیمی معبد - قدیمی تیرتھ کی پرستش کو ہرگز ہاتھ سے نہ دو - اپنے سراج زندگی رام چندر اور بھیشم ہی رکھو - اپنے گرد بادرائین اور کنادی رکھو - قوم کے اندر ہندو مہاتماؤں کی عزت سے فائدہ اٹھاو - انکے دل میں انکی صادق محبت اور سچے پریم کا بھاؤ تازہ کرو - مغربی علوم کو اپنا بناو مگر مغربی رسومات - مغربی طرز زندگی سے پرہیز کرو - وہ تمہارے حالات کے مطابق نہیں ہیں - مشرقی طریق - مشرقی رواج مشرقی دستور العمل - مشرقی رسومات زندگی کو ہمیشہ قائم رکھو - اپنے معبد اپنے ہی قواعد وقوانین دنیا و آخرت پر ہمیشہ عامل رہو ÷

مگر جو کچھ مغربی تہذیب میں عمدہ - مفید - خوبصورت - نیک ہے - بلاشک وبلا دریغ اپنا بناؤ - ہر ایک قسم کی سہولیت پیدا کرو کہ تمہارے اہل وطن بلا ادائیگی فیس داخلہ ان تمام مغربی ہنرات سے باخبر ہوں - اپنے ہی دیش میں ان ہنروں کے سکھلانے کے واسطے صنعت کے دار العلوم و درسگاہ قائم کرو - ان کالجوں میں مغربی علوم وفنون کے علاوہ دیسی قدیمی ہنروں کے سکھلانے کے واسطے ودیادان پروفیسر مقرر کرو ÷

سائنس کے مطابق زراعت کا علم سیکھو - اپنے دیش میں آبی طاقتوں سے کام لینا سیکھو جن سے اہل مغرب آج کروڑوں روپیہ کماتے ہیں - سٹیم اور برقی طاقت سے اپنے کارخانوں کو فروغ دو - مغرب سے اصول تعلیم و ہنر سیکھو - مگر طریق اور ڈھنگ اپنا اختیار کرو - اپنے انتظام میں انہی اصولوں پر کام کرنا سیکھو - مغرب سے راستہ پوچھو مگر ہمیشہ مسافت اپنی ٹانگوں سے طے کرو ادھوری تقلید پر ہرگز کاربند نہ ہو ÷ اپنے بینک کھولو مگر ایمانداری سے کام کرو - گری ہوئی قوم میں دیانتداری اور ایمانداری خالص ضروریات ہیں یاد رکھو ایک بُرا نمونہ قوم کی رفتار کو سینکڑوں کوس پیچھے ڈال دیتا ہے اسواسطے خالص اخلاقی زندگی سب سے اول شرط ہے ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہندوستان کے اخلاق میں ترقی بہتری کی ضرورت

اپنے بھائیوں کی بدعادات پر زندگی بسر مت کرو۔ گرے ہوئے اہل قوم کی بداخلاقی کمزوری۔ بے علمی کا فائدہ مت اٹھاؤ۔ یہ کائنات آخر مردہ نہیں ہے۔ ایمان سے خالی شخص آخر گرفتار بلا ہوتا ہے۔ پاپ کا معاوضہ ہمیشہ سخت ہوتا ہے۔ اسواسطے گرے ہوئے اہل قوم کی بداعمالی۔ حماقت۔ نادانی جہالت سے کسی قسم کا فائدہ ہرگز نہ حاصل کرو۔ اگر اسکو اٹھانے کے ناقابل ہو۔ یا انکی امداد کرنے کی ہمت نہیں رکھتے ہو تو انکی بداخلاقی کو اپنا ذریعہ روزگار نہ بناؤ ٭

ہمارے بھائی پاپ کریں اور ہم انکے پاپ کو ذریعہ روزگار بنائیں یہ سب سے بڑی کمینہ پن ہے ایسا دھن اولاد کے لئے۔ آتما کے لئے۔ لوحقوں کے لیے ہرگز آرام و عافیت کا موجب نہیں ہو سکتا۔ پاپ کی کمائی پاپ میں انجام دیتی ہے ٭

اس بات کو خوب ذہن نشین کر لو کہ حب الوطنی کے معنے حکام وقت کو برا بھلا کہنا ہرگز نہیں ہیں بہر حالت میں ہمارا پاک فرض ہے۔ کہ ہم اُن حکام کا شکریہ ادا کریں جنہوں نے ہم کو موجودہ سائنس اور مغربی علوم سے فیض یاب ہونے کا موقعہ عطا کیا ہے۔ جن کے پُرامن عہد میں ہم ان مذہبی اور دنیوی تکالیف سے رہائی حاصل کر سکے ہیں۔ جو ہماری ترقی اور بہبودی کی خاص طور پر مانع تھیں۔ یہ مقام افسوس ہوگا۔ کہ برٹش گورنمنٹ کے بامن زمانے میں ان اخلاقی اور سوشیل تکالیف کو جو ہماری اپنی کردہ ہیں ہم حل کرنے کی سعی نہ کریں۔ خیال رکھیں اپنی پیدا کردہ اخلاقی کمزوریوں پر سور پیٹنے سے یا دوسروں کی عیب جوئی کرنے سے کوئی قوم مدارج ترقی پر نہیں آ سکتی مغربی اقوام عقلمندی۔ تدبیر اخلاق میں ہم سے بدرجہا زیادہ ہوشیار ہیں۔ ان کی لیاقت اور تدبیر سے بجا فائدہ نہ حاصل کرنا اور اُن کی تحقیقات علوم سے محروم رہنا ہماری بدقسمتی کا باعث ہوگا ٭

بادشاہ وقت سے وفاداری مسلمہ ہندو آئین ہے۔ اور خاصکر جب یہ وفاداری باہمی محبت اور رابطہ اتحاد کے سلسلہ میں منتہی ہو سکے اس میں طرفین کی بہبودی ہے۔ حاکم اور محکوم دونوں کا بھلا ہے۔ رشی دہرم بادشاہ وقت سے محبت سکھلاتا ہے۔ کیونکہ محبت ہی دنیا کی تمام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام مشکلات کا حل رکھتی ہے یہ سعادتمندی ہی ہے۔ جس پر اقوام کی ترقی کی عمارت بلند ہو سکتی ہے جب ہم صداقت اور محبت کی طاقت سے باخبر بنتے ہیں ہم میں نئی زندگی داخل ہو جاتی ہے ہر ایک خیال جو صادق دل سے ظاہر ہوتا ہے۔ دنیا کی رنگت تبدیل کر دیتا ہے +

یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس کائنات میں غیر مستحق کو کچھ نہیں ملتا۔ اگر تھوڑے عرصہ کے واسطے فیض کے طور پر کچھ مل جاتا ہے تو آخر اس سے چھین لیا جاتا ہے۔ جنکو ایشور کچھ دیتا ہے ان سے کچھ توقع بھی رکھتا ہے جنکو بہت دیا جاتا ہے ان سے توقع بھی بڑی رکھی جاتی ہے۔ تعلیم بڑہتی ہے یا دولت بڑہتی ہے حکومت اور اختیارات بڑہتے ہیں تو ذمہ داری کا دائرہ بھی وسیع ہوتا ہے۔ اس واسطے جس حیثیت میں ہو اپنے متعلقین سے نیک سلوک کرو۔ سب کو دیا کی نظر سے دیکھو۔ سب طرف پریم پھیلاؤ۔ یہی زندگی کا ثمر ہے جو اس سے محروم ہے وہ بے ثمر ہے +

منو مہاراج کا حکم ہمیشہ یاد رکھو یہ تمام اخلاق کی جڑ ہے +

मातृवत् परदारेषु परद्रव्येषु लोष्टवत् ।
आत्मवत् सर्वभूतेषु यः पश्यति स पण्डितः ॥

غیر عورت کو ماں کے برابر خیال کرو۔ دوسرے کے دھن کو پتھر سمجھو۔ سب جیووں کی طرف ویسی ہی نظر رکھو جیسے کہ اپنے آپ کو دیکھتے ہو۔ ایسا عمل کرنیوالا ہی پنڈت یعنی نیک اخلاق ہے +

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते प्रशिषं यस्य देवः
यस्यच्छाया मृतं यस्य मृत्यु कस्मैः देवाय हविषा विधेम ॥

ویدٗ

فصل دوم

معراج تہذیب

جب ہم بھارت کی قدیمی ترقی اور اقبال کا اسکی موجودہ گری ہوئی حالت سے مقابلہ کرتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں اور بھارت کے زوال کے اسباب کو غور و باریک بینی سے دیکھتے ہیں۔ تو ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارا موجودہ تنزل ہماری اپنی غفلت۔ نالائقی۔ کم علمی۔ اور جہالت کا ہی نتیجہ ہے۔ یہ ہمیشہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس کائنات میں انصاف کا ترازو نہایت کڑے تول سے تل رہا ہے۔ قدرت کسی قوم یا ملک کا لحاظ نہیں کرتی۔ تمام افعال اس قدرت میں عین ضابطہ اور سلیقہ سے واقع ہوتے ہیں۔ قدرت کی ہر ایک ساخت و پرداخت۔ ہر ایک بناوٹ یا بربادی میں ہمیشہ کوئی راز مفہوم ہوتا ہے۔ جس سے ہم بے خبر ہوں۔ مگر اس کائنات کا حقیقی رازدان بے خبر نہیں ہوتا۔ انسان، اپنی کم فہمی یا جہالت سے چاہے گریہ وزاری کرے یا عارضی خوشی منائے۔ مگر اس کا عارضی رنج یا خوشی قدرت کے اس عمل پر کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی یہ قدرت انسان کی اس عارضی خوشی یا رنج کی اس قدر پرواہ کرتی ہے۔ یہ اپنے قانون کی پوری پابند ہے۔ اپنے ضابطہ کو ہمیشہ عمل میں لاتی ہے۔ جو انسان اس ضابطہ سے کماحقہٗ واقف ہو جاتے ہیں۔ وہ گویا شانتی کا امرت پی پھر بے قرار نہیں ہوتے۔ وہ اس ضابطہ کو آئندہ اپنی زندگی میں مستعمل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ اور اپنی پہلی کرتوت پر نادم ہو اس سے توبہ کرتے ہیں۔ علم ہی برائی بھلائی پہچاننے کا اعلیٰ ذریعہ ہے۔ جو اس سے محروم ہے وہ گویا آفات کا شکار رہے۔ جوں جوں علم بڑھتا ہے ہماری تکالیف اس دنیا میں کم ہوتی جاتی ہیں۔ جس طرح بیرونی قدرت میں ترتیب و انتظام دکھلائی دیتا ہے۔ ویسے ہی انسانی دنیا میں ہر ایک امر عین ضابطہ سے ظہور میں آتا ہے۔ جیسے علم دان نجم۔ یا اسٹرانومر گرمی۔ موسم۔ بارش وغیرہ کی پیشین گوئی کر سکتے ہیں ویسے ہی روحانی راز دان۔ انسانی معاملات کی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ پیشین گوئی کا پورا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انزنا علم سائینس کا سب سے اعلےٰ کمال ہے۔ جس سائینس کی پیشینگوئی پوری ہو جاتی ہے وہ مکمل اور بے خطا سائینس ہے۔ اس کی صداقت پر کوئی شخص شبہ نہیں کر سکتا۔ اس زمانہ میں علم طبعیات کی پیشینگوئی پر تمام اہل مغرب کامل یقین رکھتے ہیں۔ سائینس مشاہدہ کا علم ہے اپنی صداقت کا ہر ایک شخص کو قائل بنا سکتا ہے۔ اور بناتا ہے۔ مگر تاریخ۔ فلسفہ۔ مشاہدہ کے علوم نہیں۔ اس واسطے اُن کی صداقت پر ایماں جمانا مشکل ہے۔ پس جس زمانہ میں ان علوم کی صداقت کو ویسا ہی قابل یقین بنایا جا سکے۔ جیسا کہ آج کل مادی علوم بنائے گئے ہیں۔ اس زمانہ کو اعلےٰ ترقی و اقبال کا زمانہ تصور کرنا پڑیگا۔ اس وقت انسان کی سب تکالیف جن کا وہ اس زمین پر آئے دن شکار بنتا رہتا ہے دور ہو جاوینگی۔ ہر ایک آدمی جان جائیگا کہ اس کے فلاں فعل کا نتیجہ فلاں ہوگا۔ وہ جہالت جو انسان کو آئے دن لاکھوں ناگہانی آفتوں۔ مثلاً بیماری۔ موت۔ کامیابی۔ ناکامیابی وغیرہ کا شکار بناتی ہے۔ اور اس کی زندگی کے ہر ایک نتیجہ کو شک میں ڈالتی ہے۔ رفع ہو جاویگی مغربی سائینس اس معراج سے ابھی لاکھوں کوس دور ہے۔ اور چونکہ مغربی اقوام نے تحقیقات قدرت مادی پہلو سے آغاز کی ہے۔ اور یہ کائنات

ہندو معراج تحقیقات

اپنے ہر ایک محکمہ میں اس قدر وسیع ہے کہ اس کے ایک ایک محکمہ کو پورے طور پر مطالعہ کرنا امر محال ہے۔ جس کے واسطے ہزاروں برس بھی کافی نہیں ہو سکتے۔ اسی واسطے مغربی محقق اس کائنات کے اعلےٰ راز مفہوم کرنے میں ہمیشہ ناکامیاب رہینگے جب تک وہ اپنے بنیادی اصول کو بالکل تبدیل نہ کر لیویں +

ہندو رشی اپنے ہر ایک امر میں موجودہ دنیا سے نرالے ہیں۔ اُن کا طرز کلام۔ طرز تعلیم۔ طرز زندگی موجودہ دنیا سے بالکل مختلف ہے۔ وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس کائنات کے دائرہ کی بے انداز وسعت اور بے انتہا کشادگی کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ مادی دنیا کی تمام اشیا ان کی نظر کے سامنے موجود ہیں جن طاقتوں سے موجودہ مغربی عالم ہزاروں اقسام کے کام لے رہے ہیں وہ تمام قوتیں رشیوں کی نظر کے سامنے موجود ہیں وہ ان طاقتوں کے عمل و فعل سے بخوبی واقف ہیں مگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم ان کی باریک بینی میں پھنس گئے تو پھر لاکھوں برسوں میں بھی کسی معمۂ زندگی کا تسلی بخش حل محال ہو جائیگا یہ حقیقت میں سچ ہے کہ وہ ایسے جادو کی تلاش میں تھے جس سے اس کائنات کا ہر ایک راز خود بخود وافشا ہو جاتا اور پھر انسان گمراہی۔ جہالت کا شکار نہ بنتا۔ پس اس وجہ سے بھی وہ اس عالمگیر اور لازوال طاقت کو اپنا مضمون بناتے اور پھیلاتے ہیں جس سے یہ تمام کائنات زندہ اور جاندار بن رہی ہے جس سے تمام نباتات۔ معدنیات۔ حیوانات۔ انسان دیوتا متحرک ہوتے ہیں۔ جس سے تمام عنصر اپنے اپنے ضابطہ میں مصروف اپنے اپنے کام کو خواہش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔ جس سے سورج اجالا کرتا ہے۔ ہوا چلتی ہے۔ زمین غذا بہم پہنچاتی ہے جس سے سب جیتے ہیں جس میں سب رہتے ہیں۔ اور جس کے اندر سب متحرک ہیں۔ جس شئے تمام عالم محیط ہے۔ جس سے یہ سب منور ہے۔ جو اس عالم ہستی کی اصلی ہستی ہے۔ جو اس تمام تماشۂ ہستی کی تماشائی ہے۔ مگر تبدیلی سے ہمیشہ مبرا اس کے ضابطہ اور عمل کا نگران ہے۔ ان کی تمام اوپنشدیں۔ تمام شاستر۔ تمام اتی ہاس تمام پوران غرضیکہ تمام علوم کا مرکزی اصول اس نور العالمین کی تلاش اور تحقیقات ہے۔ رشی اس تحقیقات کے نتائج کو انسانی زندگی میں داخل کرتے ہیں ہر ایک عمل و فعل کو دھرم کا پاکیزہ لباس پہناتے ہیں۔ اس زمین کو جو آجکل تمام عذاب۔ آفت کی جگہ بن رہی ہے۔ محبت۔ الفت۔ یگانگت۔ روحانیت کی درس گاہ بناتے ہیں۔ حسد و کینہ کے خیالات کو باہمی مقابلہ۔ فریب۔ ریاکاری اور چال بازی کے ناپاک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جذبات کو انسانی زندگی سے بدر کرتے ہیں بس اس اصول کے مطابق وہ انسانی زندگی کے مدارج اور منازل قائم کرتے ہیں ورن آشرم دھرم پتی برت دھرم سب کا ہی مرکزی اصول ٹھہرتا ہے تمام بندشوں سے آہستہ آہستہ منزل بمنزل رہائی دلاتے ہوئے آخر مکتی یعنی مکمل آزادی کے دروازہ پر لا کھڑا کرتے ہیں +

چونکہ سائنس دان مادی تحقیقات سے اپنے علوم کو شروع کرتے ہیں اس واسطے اس کے ہر ایک فعل میں ہر ایک عمل میں مادی رنگت دکھلائی دیتی ہے۔ ریل و تار۔ دخانی انجن۔ میگسیم توپ۔ فوٹوگراف بجلی کی روشنی۔ صنعت و حرفت کی سینکڑوں اختراعات یہ سب موجودہ سائنس کا فخر ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود انسانی زندگی میں بے امنی۔ عذاب۔ مقابلہ۔ حسد و کینہ۔ بے رحمی۔ بدسلوکی پرلے درجے کی موجود ہے۔ پرنس بسمارک کا یہ مقولہ کہ اس نے اپنی زندگی بھر میں ایک لحظ بھی آرام کا نہیں دیکھا مادی سائنس کی تہذیب پر وال ہے۔ رسکن کا مشہور قول کہ اس زمانہ میں ہر ایک شخص کی خواہش بن رہی ہے جس طرح ہو سکے اپنی آمدنی کو زیادہ کرے یا جہاں ہے اس سے دوسری جگہ چلا جاوے تقریباً ہر ایک انسان کی حالت پر صادق آتا ہے۔ بے قناعتی کی آگ سے ہر ایک دل جل رہا ہے۔ ادھر جسمانی بیماریوں کی تعداد ہر روز افزوں ہوتی جاتی ہے۔ اُدھر ہسپتالوں اور حکیموں کی تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ فضولیات زندگی کی ضروریات بنتی جاتی ہیں۔ جو کہ انسانی زندگی کے غیر قدرتی بنانے میں ممد بن رہی ہیں۔ انسان یا ہی آزادی میں لطف حاصل کرنے لگ پڑے ہیں۔ جبکہ موجودہ سائنس اس مرض کے سامنے حیران و ششدر کھڑا ہے خود علاج کرنے کے ناقابل مذہب کو کوس رہا ہے + مہذب ممالک میں علم بھی ہے دولت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی ہے - حکومت بھی ہے - آزادی بھی ہے - مگر باہیں ہمہ انسانی زندگی بے امنی - عذاب یا خالص نفس پرستی کی زندگی ہے - امیروں کی زندگی عیاشی ہیں یا نفس پرستی کی اختراعات میں - اور غریبوں کی تلاش و جدوجہد معاش میں گزرتی ہے - امیر ہمیشہ غریبوں اور مزدوروں کے حقوق کو کچلنا چاہتے ہیں - غریب امیروں کے خلاف بغاوت کرتے ہیں وقتاً فوقتاً جیسے کرروس میں نہایت وحشت ناک حالات پیدا کرتے ہیں - اور یہ سب اندھیر باوجود مادی علوم کی عضبناک ترقی کے اپنا نمایاں اثر سب اطراف میں دکھلا رہا ہے +

(۲) موجودہ بھارت نہ مادی علوم سے بہرہ ور ہے اور نہ اپنے قدیمی روحانی علوم سے باخبر ہے - موجودہ زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگ رشی معراج کو سمجھنے کے ناقابل یا تو اس کی عظمت سے منکر ہیں یا رشیوں کو عالم خیالی میں زندگی بسر کرتے معلوم کرتے ہیں اور اُن کو دنیا کے تمام معاملات سے بے تعلق اور تارک الدنیا بتلاتے ہیں - اِنکے خیال میں موجودہ تہذیب ترقی کے جس معراج میں پہنچ رہی ہے - یہ آجتک کسی ملک یا زمانہ میں دُنیا میں حاصل نہیں ہوسکا ہے - سائنس کے ایجادوں نے اُن کی آنکھوں کو ایسا چکاچوند کردیا ہے - مادی تہذیب نے انکے دلونکو ایسا گرویدہ بنالیا ہے کہ وہ انسانی ہستی کے اصلی مدعا سے بالکل بے خبر بنگئے ہیں - اصول قدرت سے بے خبر وہ قدرت کا مطالعہ اپنی اغراض کے حصول کے واسطے کرتے ہیں - وہ علوم قدرت کو اپنی خود غرضی کا وسیلہ بناتے ہیں - گویا وہ قدرت سے تجارت کرتے ہیں - یہ اسی تجارت کا لازمی نتیجہ ہے مگر دُنیا میں ہر طرف عذاب اور اضطراب پھیل رہا ہے - دُنیا میں جتنا دکھ درد ہے یہ انسان کا اپنا پیدا کردہ ہے - ورنہ قدرت میں عذاب ناپید اہے - جس نظر سے ہم قدرت کو دیکھتے ہیں یہ اسی نظر سے ہمکو دیکھتی ہے - جس قسم کے خیالات کی رَو ہم اس میں روانہ کرتے ہیں اُن خیالات کو دوسروں کے اسی قسم کے خیالات کے ساتھ جمع کر یہ ہماری طرف دوڑ دیتی ہے - ہماری خواہشات نیک اور بد کا معاوضہ سود در سود سے دیتی ہے ہر ایک شخص کو اُسکی نیت کے مطابق مراد ملتی ہے - ہم قانون زندگی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے بیخبر اپنے باطل زعم میں یہ خیال کرتے رہتے ہیں۔ کہ اس قدرت میں کوئی پرساں حال نہیں ہے مگر قدرت ہماری اس حماقت پر ہنستی ہے۔ نہ یہ بے رحم ہے۔ نہ یہ ظالم ہے۔ یہ عادل ہے رحیم ہے۔ کریم ہے۔ مگر اُس کے فضل میں ہم بذریعہ عمل ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ کسی گناہ کو معاف نہیں کرتی۔ کسی تقصیر کو معذور نہیں رکھتی۔ یہ ہمارے نیک خیالات کا صلہ ہماری امیدوں سے بدرجہا بڑھکر دیتی ہے۔ ویسے ہی ہمارے بداعمال کی سزا دیتے وقت ہماری جہالت پہ یہ رحم نہیں کرتی +

"جب تک ہم خودغرض اور کمزور ہیں ہم قدرت سے امداد طلب کرتے اور اُسکے دست نگر رہتے ہیں۔ جب ہم نفسانیت سے پاک ور اٹل ہو جاتے ہیں۔ قدرت ہماری دست نگر بنتی ہے"

ایمرسن صداقت خود محفوظ ہے۔ یہ انسانی امداد کی محتاج نہیں۔ مگر ہر ایک بدی میں تباہی کا عنصر موجود ہے۔ اس واسطے بداخلاقی۔ شرارت پر آج تک کبھی ترقی یا اقبال مندی کی عمارت تعمیر نہیں ہو سکی۔ ہم قدرت کو دھوکہ نہیں دے سکتے ہیں۔ اور نہ ہی یہ اپنے قوانین پہ تمسخر برداشت کر سکتی ہے۔ ہر ایک فعل بد کی سزا اس کے دل میں خیال کے ساتھ ہی شروع ہو جاتی ہے۔ جوں جوں جرم کا خیال پکتا جاتا ہے۔ دل گندہ بنتا جاتا ہے۔ جب اس کا ظہور عالم ہستی میں نمودار ہوتا ہے۔ سوسائٹی مجرم کو گرفتار کرتی ہے۔ سزا وار ٹھیراتی ہے۔ اگر وہ بسبب حیلہ یا مکر یا زبردستی اور طاقت سے اس سے بچ نکلتا ہے۔ تو قدرت اس کے واسطے دوسری قسم کا عذاب تیار کر دیتی ہے۔ مگر رہائی ناممکن ہے دُنیا اور آخرت دونوں ایک ہی قانون میں منسلک ہیں +

ہندو رشی انہی وجوہات سے قانون زندگی سے باخبر قدرت کے ساتھ یگانگت سکھلاتے ہیں۔ اور انسانی زندگی کو ان نعمتوں سے آراستہ کرتے ہیں جن کا حصول اس زمانہ میں ناممکن القیاس ہے۔

آفت رسیدہ وطن میں رشی کیونکر پیدا ہو سکتے ہیں۔ جس قوم کو اپنے بھوجن کا فکر دامنگیر ہو۔ وہ بھیشم اور ارجن جیسے ہیرو کس طرح پیدا کر سکتی جس قوم کا اخلاق۔ قومی چال چلن غلیظ اور بدبودار ہو چکا ہو وہ کپل گوتم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جیسے مہاپُرش کیسے پیدا کر سکتی ہے - جس قوم کے اندر صداقت و محبت کی بجائے دن رات جھوٹ کے طوفان - شرارت - باہمی چھیڑ چھاڑ کے خیالات ہر ذات اور ہر عمل میں اپنا نمایاں اثر دکھلا رہے ہوں - وہاں ہریش چندر - سری رام چندر - جیسے سیتہ ہر تگیہ مہاتما کیسے پیدا ہو سکتے ہیں جہاں گھر نفس پرستی کا مکان - گھر کی عورتیں محض عیاشی کا سامان بن چکی ہوں - وہاں یوگی - نیمی - برہم چاری پیدا کرنا ناممکن نہیں تو کیا ہے - کیا موجودہ بھارت - پاتنجل - بادرائن - مارکنڈے - جیسے باریک بین حقیقی رازدان پیدا کر سکتا ہے - جب سارا دیس ایک سرے سے دوسرے سرے تک سراسر نفسانیت اور خود غرضی کے بہاؤ کی لہروں میں بہ رہا ہو - تو کون توقع کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی نشکد یو اور بیاس جیسے مہاتما بھارت میں پیدا ہو سکتے ہیں + کیوں یہ بھارت باسیوں کے سا لکچر - سوشیل اجلاس - دھارمک اجلاس کوئی تسلی بخش نتیجہ پیدا نہیں کر سکتے - کیوں باوجود اس قدر شور و شر کے - اسقدر محنت و مصیبت کے کسی قومی فلاح میں بھارت باسیوں کو تسلی بخش کامیابی نہیں ہوتی - کیوں بھارت باسیوں کے اندر نفسانیت اور خود غرضی اس قدر مضبوطی سے جمے ہوئے ہے کہ ہمارا بڑے سے بڑا ہیرو اپنی غرض کو اپنی قوم کی خاطر ترک کرنا مشکل معلوم کرتا ہے - ہزارہا لیکچروں سے بھی یہ نفسانیت بھارت باسیوں کے اندر سے نہیں نکلتی - ان سب سوالات کے جوابات میں فقط اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ بھارت باسی قوانین قدرت سے منہ موڑے بیٹھے ہیں - اپنے قدیمی پاکیزہ خاطر مہرشیوں کی پاک تعلیم کو بالکل نظر انداز کر رہے ہیں - پرم دیو ایشور کسی قوم کے بدخواہ نہیں کسی کے خاص خیر خواہ نہیں - اب بھی اس ملک کا وُہی خدا ہے - جو پاتنجل اور بیاس کے زمانہ میں تھا - مگر اب وہ مہاتما اس واسطے یہاں پیدا نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو سکتے۔ کیونکہ اُن کی پیدائش کے تمام اسباب اس زمین سے گم ہو چکے ہیں۔ جو قوم مالک کائنات کے قوانین کی فرمانبرداری سے مونہہ موڑتی ہے وہ بلاشک عذاب میں گرفتار ہوتی ہے۔ یہی غفلت بھارت کے عذاب کا موجب بن رہی ہے +

(۳) یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اوتار کی پیدائش کسی قوم میں صرف اس صورت میں ظہور میں آتی ہے۔ جب کہ قومی حالات۔ ملکی معاملات کے اندر ایک ایسی قسم کی تبدیلی پیدا ہو جاوے کہ اس میں ایشوری طاقت یا کائناتی قوت کا انکشاف کسی نہ کسی شکل میں لازمی بن جاوے۔ اس میں شک نہیں کہ اوتار یا مہاپرش اوپر سے آتے ہیں۔ وہ حالات سے پیدا شدہ اشخاص نہیں ہوتے۔ ہزاروں دفعہ انسان اور حالات اُن کے انتظار میں رہتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں آتے۔ وہ خود بخود آتے ہیں۔ مگر تاہم حالات کو تعلق ان سے ضرور ہے۔ وہ حالات سے کشش ہوتے ہیں۔ حالات اُن کو بلاتے ہیں۔ کائنات کی اندرونی طاقتیں بیرونی دنیا کی تکالیف کا ملاحظہ کر غضب میں آتی ہیں۔ بیرونی غلاظت اندرونی صفائی کو ناممکن بنا دیتی ہے۔ اسی واسطے اندرونی پاکیزگی اپنے جلوہ کو عیاں کرتی ہے اور دنیا کا رُخ بصحت کرتی ہے۔ اس کائنات میں ہر جگہ اپنی صحت یا تندرستی پیدا کرنے کا مادہ موجود ہے۔ تمام بیماریوں میں ادویات محض اس مادہ صحت کے واسطے راستہ صاف کر دیتی ہیں۔ صحت مادۂ قدرت ہے۔ اور جونہی راستہ اپنا صاف پاتی ہے اپنا جلوہ عیاں کر دیتی ہے۔ ویسے ہی دنیا کا حال ہے۔ اوتار اس جلوہ صحت کا جلوہ گر ہے جب کائنات کے اندر بداخلاقی کی غلاظت تمام عنصروں میں اور عناصر کے تمام محکمات میں پھیل جاتی ہے۔ تو اوتار کا ظہور لازمی بن جاتا ہے تاکہ کائنات کا رُخ بصحت ہو۔ اوتار قدرت کا حکیم حاذق ہے۔ جب آتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام عقلمندی اور دانائی کے آلات سے مسلح ہو کر آتا ہے۔ مریضوں کا علاج کرتا ہے۔ مگر بیماری پھیلانے والی غلاظت کو اپنی پوری طاقت سے بربادی و غارت گری کا نشانہ بناتا ہے۔ مہاتماؤں کی حفاظت عابدوں کی خبرگیری۔ نیک مردوں کی امداد اُس کا خالص فرض ہوتا ہے۔ بدمعاشوں کی بربادی۔ ظالموں کی سزا دہی۔ گنہگاروں کی سرکوبی اس کا خالص مقصد ہوتا ہے۔ دھرم جگت کی صحت ہے۔ جیسے صحت بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا ویسے ہی دھرم کے بغیر کائنات کا قیام ناممکن ہے۔ جیسے صحّت کو حکیم پیدا نہیں کرتا۔ کوئی دوائی اس کو حکماً ظاہر نہیں کر سکتی۔ جہاں مادہ صحت بالکل کمزور ہو گیا ہو وہاں دوائی کارگر نہیں ہو سکتی۔ ویسے ہی اوتاری جلوہ سے صرف وہی مریض فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جن کا مرض لاعلاج بننے کی حد تک نہیں پہنچا ہے۔ گناہ سے لاعلاج مریضوں کی درستی ہمیشہ بربادی ہے۔ تاکہ وہ دوسرا قالب حاصل کر آپنے بدکرداری سے آیندہ باز آویں۔ جب انسان کا اعتقاد نیکی۔ عبادت۔ پرہیزگاری یعنی پرو پکار و بھگتی و گیان کے تمام تاثرات سے مفقود ہوتا ہے تو گناہ کا مرض لاعلاج بنتا ہے۔ ایسے شخص کی سزا اتنا ہی ہے + اوتاری جلوہ تاریخ

اوتار۔ مہاپُرش۔ ہیرو

دنیا کی شکل بالکل پلٹ دیتا ہے۔ اوتار سے نیا زمانہ اپنا آغاز پکڑتا ہے۔ دنیا میں ہمیشہ نئی روح اور نئی زندگی داخل ہوتی ہے۔ تاریخ اس جلوہ کو اپنا مضمون بناتی اور ٹھیراتی ہے۔ اوتار سے مہاپرش۔ مہاپرش سے ہیرو شکتی حاصل کرتے ہیں۔ تاریخ ہیروز کی سوانح عمری ہے۔ عوام الناس ہیرو کو اپنا معراج بناتے ہیں۔ اُس کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ ہیروز کا ظہور ہر ایک زمانہ میں اور ہر ایک ملک میں گاہے گاہے ہوتا رہتا ہے۔ ہیرو ضرورت زمانہ کو سمجھتا ہے۔ زمانہ کے مطابق اپنے قومی حالات کو بناتا ہے۔ مگر ہیرو یا مہاپُرش زمانہ کا غلام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہوتا ہے۔ وہ زمانہ کو آگے لے جاتا ہے۔ مہاپرش کا معراج ہمیشہ اخلاقی یا روحانی ہوتا ہے۔ وہ اپنی حدود بندی کو بخوبی سمجھتا ہے اُس کی برکت سے دنیادار اصلی فیض زندگی حاصل کرتے ہیں۔ وہ پولیٹیکل میدان کا کام ہیرو کے واسطے خالی کر دیتا ہے۔ ہیرو اس اخلاقی اور روحانی معراج کو پولیٹیکل دنیا میں مستعمل کرتا ہے۔ قوم کی باگ ڈور پکڑتا ہے۔ اپنی جان کو معرض خطر میں ڈالتا ہے۔ اس کا دل قومی تکالیف کو کماحقہٗ محسوس کرتا ہے۔ وہ گرتا ہے۔ پھر اُٹھتا ہے۔ گاہے گاہے پردۂ کدورت چھا جاتا ہے۔ جسم بداعمالی کا مرتکب بھی بنتا ہے۔ مگر چونکہ نیت ہمیشہ نیک ہوتی ہے اس واسطے اُٹھتا ہے۔ توبہ کرتا ہے۔ آیندہ اس حرکت سے باز رہنے کی تدابیر سوچتا ہے۔ ہیروز قوم کو خبردار کرتے ہیں۔ زمانہ کے حالات کو تبدیل کرتے ہیں۔ مردہ دلوں کو بھی جگا دیتے ہیں + اوتار۔ مہاپرش۔ ہیروز کا مقابلہ کرنا۔ ان کو باہمی مقابلہ کے امتحان میں نمبر دینا اس کتاب کا مقصد نہیں ہے۔ اور نہ ہی مہان آتماؤں کی شکتی کو ماپنا ہمارے واسطے مفید مطلب ہے۔ اس دنیا میں ہر ایک قوت قیمتی ہے۔ ہر ایک اپنی جگہ میں قابل قدر ہے۔ ہر ایک کی کائنات کو ضرورت ہے۔ اپنے اپنے میدان میں ہر ایک قابل عزت و تعظیم و تکریم ہے۔ ہر ایک اپنی اپنی تکالیف اور امتحان رکھتا ہے۔ جس میں کامیابی ہر ایک کے واسطے موجب عزت بنتی ہے۔ ہر ایک زمانہ کی ضروریات بھی علیحدہ علیحدہ ہوتی ہیں۔ اس واسطے باہمی مقابلہ محض حماقت کی دلیل ہے۔ البتہ اتنا عرض کر دینا ضروری ہے۔ کہ اوتار تہذیب کا معراج ہے مہاپرش تہذیب کا معمار ہے۔ ہیرو اس عمارت کا محافظ ہے۔ جب کوئی تہذیب اوتاری جلوہ کو حاصل کر لیتی ہے تو وہ تکمیل ... کو پہنچ جاتی ہے جس زندگی میں اوتاری جلوہ کا پرکاش پورے طور پر نمودار ہوتا ہے۔ وہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ساکھشات مکتی یا کمل آزادی کی تحصیل ملتی ہے - ہیرو - مہا پُرش دونو اپنے اپنے اندر اس جلوہ کو رکھتے ہیں - اس سے جیتے ہیں اس سے اپنی تمام تکالیف میں امداد حاصل کرتے ہیں - اس سے اپنی تمام طاقت و قابلیت کی تحصیل کرتے ہیں - اوتاری جلوہ ایشوری نمود ہے - خدائی ظہور ہے مہا پرش یا ہیرو اس جلوہ کا انکشاف کنندہ ہے + اوتاری جلوہ کا مفہوم نہایت باریک روحانی رمز کی فہمیدگی ہے جس کا پورا پورا بیان اس کتاب میں مشکل ہے مگر اتنا سمجھ لینا ضروری ہے کہ اوتار تبدیلی کائنات تغیر و تبدل حالات حادثات و آفات کے اثرات سے ہمیشہ محفوظ رہتا ہے - وہ حادثات کا محکوم نہیں ہے - بلکہ حاکم بن کر زندگی بسر کرتا ہے - مہا پرش فلسفانہ زندگی کو اپنا مقصد بناتا ہے - اور دوسروں کو اُس کا اُپدیش کرتا ہے - حادثات سے بچاؤ کے واسطے فلسفہ اور اخلاق کو اپیل کرتا ہے برداشت کرتا ہے - گا ہے گا ہے جیسے مسیح کی صورت میں مالک کائنات سے فریاد رس ہوتا ہے - مگر ہمیشہ ایشوری طاقت کا پورا جلوہ رکھتا ہے ہیرو حادثات و آفات کا مقابلہ کرتا ہے - گرتا ہے - اُٹھتا ہے - آخر غالب آتا ہے سب انسان ہیں مگر آتما ایک حالت سے دوسری حالت میں وارد ہوتا ہوا مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے - مختلف منازل ترقی میں مختلف جلوہ کا ظہور ہوتا ہے - جوں جوں جلوہ بڑھتا جاتا ہے - آتمک پرکاش کا نمود بڑھتا جاتا ہے ::

(۶) ہیرو تہذیب کا محافظ ہے - وہ اُس کی عالیشان عمارت کی تمام جدّ و جہد سے - تمام قربانی سے حفاظت کرتا ہے - اُس کے بگاڑنے والوں کو سزایاب کرتا ہے - مہا پرش اُس کا معمار ہے - یہ تمام عمارت تہذیب مہا پرشوں کی ساخت ہے - دنیا سے ان منور ارواح کو علیحدہ کر دو - تمام تہذیب چکنا چور ہوتی ہے - علم و سائنس فلسفہ کے میدان میں سب اختراعات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انہی کے دماغ و دل کا ظہور ہیں۔ مگر تہذیب کیا ہے۔ تہذیب قدرت کی فتح ہے۔ جوں جوں اس قدرت کے عناصر پر انسان کا غلبہ بڑھتا جاتا ہے اس کے معلومات کے ساتھ ہی اس کی طاقت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ علم اور طاقت۔ ایک ہی [illegible] قوت کے دو مختلف روپ ہیں۔ علمدان ہمیشہ طاقتور ہوتے ہیں بے علم ہمیشہ کمزور ہوتے ہیں۔ تہذیب کا معراج تمام قدرت کی فتح ہے۔ جوں جوں حضرت انسان قدرتی طاقتوں سے کام لینا سیکھتا جاتا ہے۔ وہ بیرونی اشیا اور حیوانات کی امداد سے فارغ البالی حاصل کرتا جاتا ہے۔ ریل و تار ایجاد ہوئی۔ گھوڑوں۔ اونٹوں۔ ہاتھیوں کی امداد سے سرخروئی حاصل ہوئی۔ جس قدر جلدی اور جتنا فاصلہ ریل و تار طے کرسکتی ہے۔ ان حیوانات کی امداد سے طے ہونا ناممکن ہے۔ حضرت انسان نے آگ اور پانی کی طاقت سے کام لینا سیکھا۔ اور حیوانات کی غلامی سے آزادی حاصل کی۔ ویسے ہی جہازرانی کو خیال فرماویں۔ سٹیم انجن کی دریافت سے دنیا میں عجیب و غریب ہل چل مچ گئی۔ حضرت انسان تھوڑے سے کمالات سے باخبر ہوا۔ اور اُس کی ساری زندگی پلٹ گئی۔ تجارت صنعت اور حرفت کے بازاروں میں جو آج کل رونق موجود ہے۔ وہ پچھلے زمانوں میں ناممکن القیاس تھی۔ انگلستان میں جدھر جاؤ۔ انجن کا دھواں آنکھوں کے سامنے نمودار ہوتا ہے۔ جوں جوں سائنس بڑھتا جاتا ہے کارخانوں کی تعداد روز افزوں ہوتی جاتی ہے۔ پہلے جو کام انسان ہاتھ سے کرتا تھا اب اُس کو مشین کرتی ہے + خوبصورتی میں کام میں۔ وقت میں۔ لاگت میں۔ قیمت میں غرضیکہ ہر ایک پہلو میں رعایت اور کفایت ملتی ہے گاڑیوں کی بجائے موٹر کار چلتے ہیں۔ سوت مشین کاتتی ہے۔ کپڑا مشین بُنتی ہے۔ اناج مشین کاٹتی ہے۔ کھانڈ مشین بناتی ہے۔ زندگی کے تمام لوازمات اب مشین کی امداد سے طیار کئے جاتے ہیں۔ جہاں مشین نہیں پہنچی وہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہر ایک بیوپار کی سرد بازاری ہے - جہاں یہ پہنچ گئی وہاں ہر ایک تجارت نے گرم بازاری حاصل کی - یہ انسان کی قدرت پر فتح کا نتیجہ ہے - مغربی لوگ اس فتح کے قائل ہیں - وہ بخوبی سمجھتے ہیں - کہ ایک زمانہ آئیگا کہ انسان تمام قدرت پر فاتح ہوگا - اور یہ قدرت اُس کی حسب خواہش ہر ایک کام سرانجام دیگی - یہی تہذیب کا معراج ہے +

(۵) مگر ایک طرف تو انسان بیرونی اوزاروں سے اندرونی قدرت کے باریک پردوں میں اپنے گذر کو ناممکن پاتا ہے - باریک اور لطیف اجزا کائنات کے سامنے اپنی دوربین - بیٹری - خردبین غرضیکہ تمام آلات سائینس کو بالکل بے سود پاتا ہے - قدرت کے اندر جانے سے اپنے آپکو ناقابل پاتا ہوا اپنی عقل و فکر کو شک و وہم کا شکار پاتا ہے - دوسری طرف جوں جوں قدرت کی بیرونی طاقتیں قابو میں آتی جاتی ہیں - حضرتِ انسان اپنے نخوت و تکبر میں اُس کی اندرونی طاقت سے ایمان کھوتا جاتا ہے - اس اندرونی طاقت پر ایمان کی معدومیت سے اخلاقی ذمہ داری ساتھ ہی کافور ہوتی ہے - اس واسطے وہ اس قدرت کی مخلوقات سے حسب منشأ سلوک کرتا ہے - مغرب کے اعلےٰ سے اعلےٰ سائنس دان جو سلوک محض تجربات کی خاطر حیوانات کے ساتھ کرتے ہیں - وہ افریقہ کے سخت سے سخت وحشی بھی اُن سے اپنا پیٹ پالنے کی خاطر نہیں کرتے - سائنس کی تہذیب اس بے زبان مخلوقات پر کوئی رحم نہیں کرتی ہے + دراصل بات یہ ہے کہ یورپ کے بڑے سے بڑے سائنس دان اس نیچر کو اخلاقی قابلیت یا قوت سے خالی قرار دیتے ہیں - وہ قدرت کو سا [illegible] - یعنی اخلاقی حس سے خالی مفہوم کرتے ہیں - اُن کے سامنے طاقتور کمزور کو نگل جاتا ہے - مگر یہ قدرت رحم نہیں کرتی - کمزور کے واسطے پناہ نہیں بخشتی - ظالم کو فوراً سزا نہیں دیتی - پاپی پھلتے پھولتے ہیں - غریب معصوم آفات کا شکار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتے ہیں - ایک طاقت ور دوسرے کم زور حیوان کو کھا جاتا ہے - ایک طاقتور قوم دوسری کمزور قوم کو ہڑپ کر جاتی ہے - یہ ظہورات ہر روز مشاہدہ میں آتے ہیں - ایک دغاباز - ریاکار شخص دوسرے معصوم کو ٹھگ لیتا ہے - دنیا میں سب طرف جوابازی کا کھیل چل رہا ہے - مغربی سائنسدان اس قدرت کو رحم - ہمدردی سے بالکل خالی معلوم کرتے ہیں - اس واسطے وہی تہذیب جو اس سائنس کی عالیشان عمارت ہے - رحم - ہمدردی - سخاوت کے خیالات سے پہلوتہی کرتی ہے - حضرت انسان کچھ تو پیدائش سے ہی خودغرض ہے - مگر سائنس کی تہذیب اس خودغرضی کو نفسانیت اور خودپرستی کا لباس پہناتی ہے - خالص عبادت اور محبت سے دنیا کا ایمان خارج کرتی ہے - دولت پرستی ہر ایک کا مذہب ٹھیرتا ہے - تمام زندگی دولت کے حصول میں ضائع ہوتی ہے - دولت اپنی آفات ساتھ لاتی ہے - تکبر - غرور - نخوت کے جذبات روز افزوں ہوتے ہیں - ایک طرف دولت کے کرشمات بڑھتے ہیں - دوسری طرف افلاس سے لاکھوں جانیں تباہ ہوتی ہیں - مادی قوانین اخلاقی معاہدات کے پابند نہیں ہیں - غریب کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے دولت مند پڑوسی سے امداد طلب کر سکے دولت مند امیر کا کوئی فرض نہیں ہے کہ وہ آفت رسیدہ پڑوسی کی امداد کرے

ان قوانین کا نتیجہ یہ ہوتا ہے - کہ دنیا میں اندھیر مچتا ہے - ہر ایک سائنس جہاں تک ممکن ہے

سائنس کی کمزوری نہایت ادنےٰ تصورات میں تبدیل کیا گیا ہے - علم پولیٹیکل ایکانومی انصاف ہمدردی - محبت کے تمام خیالات سے طلاق حاصل کر کے خودغرضی کی نہایت ناقص بنیاد پر قائم کیا گیا ہے - علم مکاشفہ زندگی انسان حیوان - نباتات کی اندرونی زندگی سے آتما کو علیحدہ کر چکا ہے اور سائنس دان ہڈیوں - رگوں پٹھوں کے کیمیائی اتحاد میں منبع زندگی کے متلاشی بن رہے ہیں - سائنس ہر ایک اعلےٰ حالت کو ادنےٰ حالت سے حل کرنا چاہتا ہے - انسانی دنیا کے حالات کو معلوم کرنے کے ناقابل یہ علم حیوانات اور نباتات میں گھومتا رہا ہے کیمسٹری و علم طبعیات سے آخر سائنس علم (Mechanics) میں پہنچا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(قدرت کو مشین مقرر کیا) یہ علم مشین کے ذریعہ قدرت کے رموز کامل کرنا چاہتا ہے یہ آدمی کے خون۔ دماغ ہڈیوں رگوں کا امتحان کرتا ہے۔ اس کی قوت باصرہ سامعہ شامہ لامسہ کو آزماتا ہے لیکن جو قوت ان سب کو عنصر یگانگت میں لاتی ہے جو ان سب قواعد کو باضابطہ بناتی اور رکھتی ہے اس سے یہ بالکل بے خبر ہے (اس اصول زندگی سے بیخبر) یہ باہمی مقابلہ عداوت نفرت پر یہ انسانی سوسائٹی کی ہستی قائم کرتا ہے اسی واسطے نہایت اعلےٰ اجزا کی قائمی یا زبردست جانداروں کی باہمی کشمکش میں فتح کا اعلان دیتا ہے لیکن جب ہم اس رمز سے واقف بن جاتے ہیں کہ ہمارے تمام حواس اور محسوسات ایک عالمگیر اور قائم بالذات ذات سے وہی واسطہ رکھتے ہیں جو کہ درخت کی شاخیں اس کے تنہ سے رکھتی ہیں تب ہم قدرت میں ایک مکمل اور بے خطا سائنس سے باخبر بنتے ہیں اور ہمارے تمام متعلقات اس عالم میں اپنے اصلی معنوں میں معلوم ہوتے ہیں۔ ایڈورڈ کارپینٹر

(۲) سائنس کا کمال مادی پہلو میں خواہ کیسا ہی حیرت انگیز ہو مفید ہو یادگار زمانہ ہو مگر اخلاقی پہلو میں یہ ہرگز قابل تعریف نہیں ہے۔ اگرچہ امر مجبوری واجب برداشت یا بردباری ہو آئندہ نسل اس پر ہرگز نظر محبت سے نہیں دیکھیگی آئندہ زمانہ اس کو ہرگز خوش اعتقادی سے یاد نہیں کریگا اخلاقی قدرت آخر اپنا جلوہ عیاں کریگی اور یہ تمام اندھیر دنیا سے مٹ جاویگا دنیا میں آواز اس کے خلاف شروع ہو گئی ہے خود بخود مغربی باریک بین محقق خیر خواہ عالم اسکے خلاف بڑے زور شور سے باآواز بلند اعلان دینے لگ گئے ہیں۔ کارلائل۔ ایمرسن رسکن۔ جیسے باریک بین راز دان اسکے پول کو اپنی تمام فصاحت و بلاغت سے ظاہر کر رہے ہیں مگر کوئی ان سائنس دان علما سے دریافت کرے کہ اگر یہ نیچر اخلاقی حس سے بالکل خالی ہے تو اس کے اندر حضرت انسان کیوں موجود ہے یہ تو اخلاقی حس سے خالی نہیں پیدا ہوتا ہے اگر اس قدرت میں اخلاقی حس کا وجود نہیں ہے تو یہ جسمانی اور اخلاقی گناہ گاروں کو سزا کیوں دیتی ہے؟ کیا ہر ایک علم اور خیال میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محسوسیت اول درجہ نہیں رکھتی ہے کیا اقلیدس کے علم میں اصول متعارفہ سب سے پہلے نہیں آتے ہیں؟ کیا ہر ایک خیال کی والدہ خواہش نہیں ہوتی ہے خواہش کو تبدیل کر دو محسوسیت کو بدل دو انسان کا سب کچھ بدل جاتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک علم کے اصول متعارفہ بدل دو تمام سائنس بدل جاتا ہے کیا قدرت کے تمام واقعات ہمارے اخلاقی جذبات کو اول اپیل نہیں کرتے ہیں اگر قدرت طاقتور جانداروں کی ہستی کو ہی قائم رکھنا چاہتی ہے تو یہ کمزور جانداروں کو اس صفحہ ہستی سے نابود کیوں کر نہیں دیتی کیا قدرت نے کمزور جانداروں کو ان کی حفاظت کے سامان ان کی تباہی کے سامانات سے بدرجہا زیادہ اور عمدہ تر نہیں بہم پہنچائے ہیں؟ قدرت اخلاقی حس سے ہی زندہ ہے مادی سائنس اس عنصر زندگی سے اغماض کرتا ہے اور نتیجہ بھی ظاہر ہے قدرت کی غلط تحقیقات نے انسانی دنیا کو نئی اقسام کی بیماریوں میں مبتلا کر دیا ہے جس سے زندگی ایک آفت محسوس ہو رہی ہے گویا زندہ رہنا خون جگر کھانا ہے۔ جو اخلاقی اور جسمانی عارضات وحشیانہ سوسائٹی میں کبھی صادر نہیں ہوئے تھے۔ اس مادی تہذیب کے زمانہ میں ہر طرف نمودار ہو رہے ہیں درحقیقت یہ قدرت انسان کی پیدائش پر اپنا پردہ الٹتی ہے قدرت کا سارا سین بدلتا ہے کمزور کے واسطے انصاف اور غریب کے واسطے رحم کا ایڈیشن شروع ہوتا ہے تمام قوانین کی بنیاد انہی اصول پر رکھی جاتی ہے اخلاق کی حفاظت مقصد قانون ٹھیرتا ہے قانون اخلاق کی حدود کی حفاظت کرتا ہے خلقت کے با اخلاق ہونے پر یہ حفاظت فضول ٹھیرتی ہے اور بیرونی قانون بندشیں غائب ہوتی ہیں اس لئے اخلاق کی تکمیل پر قانون ختم ہوتا ہے دراصل یہ قدرت ہماری اخلاقی تبدیلی کیساتھ بدلتی جاتی ہے وہی اثرات وہی حادثات جو ایک وقت میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تکلیف کا باعث معلوم ہوتے ہیں۔ ہماری اندرونی حالت تبدیل ہونے پر ہمارے واسطے مفید مطلب بن جاتے ہیں۔ قدرت کی تمام عذاب دینے والی طاقتیں، ہماری اخلاقی ترقی کے مقابلہ میں کمزور اور مطیع بنتی جاتی ہیں آخر تمام قدرت ایک خالص مہاپرکش کے سامنے فرمانبردار بن جاتی ہے اور اور اُس کا جلادین جو ہمارے عذاب کا باعث ہے ایک مہاتما کے سامنے بالکل دور ہو جاتا ہے۔ درحقیقت جو لوگ اس قدرت میں عذاب پھیلاتے ہیں وہ خود بھی عذاب پاتے ہیں۔ اور جو اس کے اندر نیک اخلاقی اثرات پھیلانے کا موجب بنتے ہیں وہ خود بھی شانتی اور سنتوش پاتے ہیں +

(نیچر کا اخلاقی جلوہ) نیچر بے خطا ہے۔ باسلیقہ ہے۔ خوبصورت ہے۔ اپنے قانون کی پوری پابند ہے۔ پوری منتظم ہے۔ باخبر ہے۔ باعلم ہے۔ مگر ساتھ ہی رحم اور محبت سے بھری ہوئی ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ پہلی صفات رکھتی ہو۔ لیکن اخلاقی حس سے خالی ہو۔ مگر اخلاقی حس اس کا سب سے اعلےٰ بھاو ہے۔ اور اس واسطے اس کا ظہور اعلےٰ طبقات عالم پر پورے جلوہ میں نمودار ہوتا ہے۔ جوں جوں انسان حیوانی جذبات سے متنفر بن قدرت کے اعلےٰ منازل میں داخل ہوتا جاتا ہے وہ اس جلوہ سے باخبر بنتا جاتا ہے۔ باخبر بننے پر وہ اس اخلاقی حس کے آنند کو اپنے اندر محسوس کرنے لگتا ہے جوں جوں اخلاقی آنند بڑھتا جاتا ہے۔ انسان ہیرو۔ مہاپرش کے درجہ و رتبہ کو حاصل کرتا جاتا ہے + اخلاقی حس تمام کائنات میں موجود ہے۔ تمام موجودات با اخلاق ہے یہ اخلاق سے ہی زندہ ہے۔ پتھر اور معدنیات بھی با اخلاق ہیں۔ ہر ایک چیز اپنا دھرم رکھتی ہے جس کی وہ پیروی طبعاً کرتی ہے زندگی اور نور تمام کائنات کی جائز ہے۔ ہمارے جذبات محبت کا تمام قدرت جواب دیتی ہے۔ تمام مادہ ہماری اخلاقی حرکت کے ساتھ حرکت کرتا ہے۔ قدرت میں کوئی شے مردہ نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ ہر ایک چیز جاندار ہے۔ اس عالم ہستی میں موت محض تبدیلی شکل ہے زندگی تمام قدرت کی خاصیت ہے۔ پتھر اور دھات میں اخلاق غیر منکشف حالت میں ہے۔ حیوانات میں یہ اپنی منزل اول میں ہے۔ انسان کے اندر یہ اپنا جلوہ عیاں کرتا ہے + یاد رکھو کہ ایک ذرہ دوسرے ذرہ سے نہیں ملتا جب تک دونوں کے درمیان قوت انفعال نہ ہو۔ اس قدرت میں ایک شے دوسری شے کو خود بخود کشش کرتی ہے۔ سورج زمین کو۔ زمین سورج کو۔ سورج سیارگان کو سیارگان سورج کو۔ ایک مادہ دوسرے مادہ کو۔ ایک عنصر دوسرے عنصر کو کشش کرتا ہے۔ یہ تمام قدرت ایک زنجیر میں مسلسل ہے۔ ہر ایک عنصر معہ اپنے تمام محکمات ہستی کے اس زنجیر کی ایک لڑی ہے۔ یہ زنجیر پریم ہے۔ یہ تمام قدرت اسی کی مظہر ہے۔ جب قالب انسان میں اس پریم کا جلوہ آشکارا ہوتا ہے۔ تمام دکھ درد مٹ جاتا ہے یہی دنیا فردوس میں تبدیل ہوتی ہے۔ اس پریم کا اوتار جلوہ گر ہے۔ تمام تہذیب کا یہی معراج ہے۔ بھگوان کرشن مہاراج شری مکھ سے فرماتے ہیں:-

अवजानंति मां मूढा मानुषींतनुमाश्रितम्
परं भावमजानन्तो मम भूत महेश्वरम्
मोघाशा मोघकर्माणो मोघ ज्ञाना विचेतसः
राक्षसी मासुरीं चैव प्रकृतीं मोहिनी श्रिताः

میں عالم کا صاحب ہوں۔ اور انسانوں کے جسم میں مقیم ہوں۔ جن نادانوں کی خواہشیں جھوٹی فعل بے نتیجہ۔ اور علم بے معنی ہے۔ جو کم فہم ہیں اور شیطانی اور نفسانی خصلت رکھتے ہیں وہ میری اعلےٰ حقیقت کو نہ جانکر میری یاد نہیں کرتے +

(۷) پیدائش دنیا سے آج تک سب مہاتما اخلاقی تکمیل میں کوشاں رہے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام فلسفہ دان قدرتی زندگی کو مقصد زیست قرار دیتے ہیں - ہر ایک زمانہ میں ہر ایک ملک کے باریک بین علم دان قدرت کے ساتھ یگانگت کا اُپدیش کرتے ہیں - یہ قدرت انسان کی ہر ایک مشکل کا حل رکھتی ہے - جس قوم میں اس کی آزادانہ تحقیقات بڑھتی ہے اس کا رخ بجانب ترقی ہوتا ہے جہاں اس کے قوانین پر تمسخر کیا جاتا ہے وہاں عذاب دنیا ہی برپا ہوتی ہے - اہل یونان قدرت کو خوبصورتی سے تعبیر کرتے ہیں - اس کے ہر ایک ظہور کو خوبصورتی کا مظہر پاتے ہیں - اہل بھارت اس کو دُرگا بنا کر پوجتے ہیں - غرضیکہ تمام قدیمی اقوام میں اس قدرت کی خاص پرستش موجود تھی - اس کے ہر ایک نظارہ کے سامنے لوگ سجدہ میں گرتے تھے - شاعر اس قدرت کو اپنا مضمون بناتا ہے - اس کے ہر ایک عمل میں پوری دلچسپی لیتا ہے اس کے سلیقہ اور انتظام کی مدح میں اشعار لکھتا ہے - درحقیقت ہر ایک ملک میں تہذیب کا اول رنگ شاعر گاتا ہے - شاعر سے فلسفہ دان علم آموخت کرتا ہے - فلسفہ سے سائنس بہرہ ور ہوتا ہے - جہاں علم شاعری نہیں وہاں کوئی تہذیب نہیں - (شاعر اور سائنس دان) جہاں علم شاعری کا کمال ہے - وہاں تہذیب کی بھی ترقی ہے - جس قوم میں خالص اور پاک شاعر پیدا نہیں ہوئے - وہاں آج تک کوئی تہذیب ظاہر نہیں ہوئی - شاعر اپنی باریک نظر سے رموز کائنات کا مطالعہ کرتا ہے اپنی سریلی مست آواز سے اس قدرت کی اندرونی اور بیرونی خوبصورتی پر شیدا ہو - وجد کا راگ گاتا ہے - جو شخص اس مستانہ آواز کو نہیں سن سکتے وہ واقعی شیکسپیئر کے قول کے مطابق جلاوطنی کے مستحق ہیں - شاعر کی کھوج پر فلسفہ دان اپنا قدم دھرتا ہے - ہر ایک ملک میں تہذیب یہی رخ اختیار کرتی ہے - انگلستان کی تمام موجودہ ترقی کے بانی مبانی سپنسر شیکسپیر - ملٹن ہیں - انہی عالیخیال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شاعروں کی بدولت موجودہ سائینس اس فخر و عزت کو حاصل کر سکا ہے۔ تمام معلومات سائنس انہی عالی خیال شاعروں کی بدولت مغرب میں ظاہر ہوئے ہیں۔ شاعر راستہ دکھلاتا ہے۔ سائنس دان چلتا ہے۔ شاعر بدرقہ ہے سائنس دان مسافر ہے۔ ایک کے بغیر دوسرا چل نہیں سکتا۔ جس قدر صادق۔ بلند پرواز۔ عالی دماغ شاعر ہے۔ اسی قدر سائینس کی بلندی میں مددگار بنتا ہے ٭

یہی ترتیب ہندو تہذیب میں موجود ہے۔ ویدک رشی پورے بلند پرواز اور نیچر کے حقیقی رازدان ہیں۔ اُن کی بلند پروازی کے سامنے دنیا کی تمام عالی خیالی۔ شاعرانہ بلندی محض بچپن کا کھیل ہے۔ مگر صرف بلند پروازی ہی نہیں ہے بلکہ قدرت کا حقیقی علم ہے۔ جس کے وید رازداں ہیں۔ اصلی رموز کائنات کو جس خوبصورتی سے وہ گاتے ہیں۔ آج تک اس صفحہ ہستی پر نہ کوئی بشر گا سکا ہے اور نہ ہی کوئی شاید گا سکیگا۔ قطع نظر خوبصورتی اور عبارت آرائی کے جواہر ہر ایک وضع اور قطع میں نرالی ہے۔ ویدک منتر قدرت کا بیج منتر ہیں۔ یعنی ایک ایک منتر سے خاص خاص قوتیں اس کائنات کی حضرتِ انسان کے مطیع ہوتی ہیں۔ منتر کو مفہوم کر لو۔ اس کا دیوتا تمہارا دوست۔ مددگار بنتا ہے۔ زمانہ کے ادبار سے۔ علم کی کمی سے یہ باریک رموز بھارت باسیوں کے ہاتھ سے دور ہو چکا ہے۔ مگر ویدک رشی اس سے پورے باخبر تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ تمام قوتوں پر پورے قادر تھے۔ ویدک منتر شعر خوانی نہیں ہے بلکہ یہ علم قدرت ہے جو قدرت نے اپنی زبان سے خود گایا ہے۔ اس کی خوبصورتی اور صداقت بے خطا ہے کیونکہ یہ قدرت کا اپنا گایا ہوا راگ ہے

(ویدوں کی عظمت) ہندو رشی نہ تو نیچر پرست ہیں۔ نہ ہی عناصر پرست ہیں۔ نہ ہی دنیا پرست ہیں۔ وہ اس طاقت لازوال نور کائنات۔ پاکذات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے صادق عابد ہیں۔ جس سے یہ تمام عناصر اپنے اپنے ضابطہ میں قائم۔ معین سلیقہ سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ جس سے نیچر زندہ ہے جو نیچر کا دیو ہے۔ جس کی پوجا تمام قدرت خود بخود کر رہی ہے۔ جس کا یہ جلوہ ہے۔ البتہ اس پاک ذات کا ہر ایک ظہور اُن کے پاکیزہ دل میں وجد پیدا کرتا ہے۔ عاشق حقیقی اس رمز محبت کو مفہوم کرتا ہے۔ وجد عشق میں دین و دنیا کو بھولتا ہے۔ آتما خود بخود بولتا ہے +

वेदाहमेतमपुरुषं महान्त मादित्य वर्णम् तमसः परस्तात्।
तमेवविदित्वा अति मृत्युः मेति नान्यः पन्था विद्यंत अयनाय॥

میں اُس پرش کو جو اس کائنات میں سب سے اعلیٰ ذات ہے جو خود منور ہے۔ جس میں تاریکی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ جانتا ہوں۔ اسی کو جانکر ہی موت کے پنجہ سے انسان رہائی حاصل کرتا ہے۔ اس سرشٹی سے گذرنے کے واسطے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے +

رشی ہر ایک منتر میں درشٹا ہے۔ وہ قدرت کے باریک مستانہ راگ کو سنتا ہے اور گاتا ہے۔ رشی ملہم ہے مگر مصنف نہیں ہے۔ یہ قدرت اپنے راگ کو ہر جگہ گا رہی ہے۔ تمام طبقات عالم میں یہ راگ حقیقی ہمیشہ گایا جا رہا ہے ویدک رشی اپنی باریک روحانی حواس سے اس راگ کو سنتے ہیں اور گاتے ہیں اسی واسطے وید کا نام شرتی ہے یعنی جو کچھ سنا گیا ہے۔ جیسے مصنوعی مٹی کے جانوروں اور قدرتی جانوروں میں فرق ہے ویسے ہی مصنوعی خیالات ہرگز الہام نہیں ہو سکتے۔ الہام کسی خاص کتاب پر محدود نہیں ہے۔ اس کا مصنف کوئی خاص انسان نہیں ہے۔ ایشوری گیان لازوال اور منور بالذات ہے یہ ہمیشہ موجود ہے۔ جو شخص اس کائنات میں اپنے آپکو اس کا ٹھیکہ دار قرار دیتا ہے اور دوسروں کو کافر اور ملعون ٹھیراتا ہے وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گنہگار بنتا ہے +

(۸) ہندو رشی مبالغہ آمیزی - خیال پرستی - وہمات پرستی کے واسطے عموماً مطعون ہیں - موجودہ زمانہ کے نکتہ چین - مغربی روشنی سے بہرہ ور اصحاب کی نظر میں ہندو رشی عالم فرضی میں بود و باش رکھتے ہیں - ان کو اس زندگی کے معاملات میں بہت کم درک ہے - اپنے خوض و فکر میں مستغرق - دن رات اپنے خیالات میں مبتلا - وہ عالم خیالی میں زندگی بسر کرتے ہیں ضروریات زندگی سے غافل - لوازمات ہستی سے لاپرواہ وہ اپنے روح اور جسم کو فرضی باتوں میں لگاتے ہیں - ان کا دعوے ہے کہ وہ یا تو تکالیفات زندگی سے خوف زدہ ہو کر ان کو برداشت کرنے کے ناقابل جنگلوں کا راستہ لیتے ہیں - جہاں سخت ریاضتوں سے اپنے دل سے تمام طاقت حس کو بدر کر ڈالتے ہیں اور جسم کو ناقابل محسوسیت بنا لیتے ہیں - جیسے کوئی آدمی چرس پیکر مدہوش ہو جاتا ہے - یا شراب پی کر اپنا غم غلط کر لیتا ہے - ویسے ہی رشی جسمانی ریاضتوں سے اپنے اجسام کو ناقابل بنا لیتے ہیں تاکہ دنیا کا دکھ درد ان کو محسوس نہ ہو سکے + ان اعتراضات کے جواب میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے - کہ ہندو رشی ان معترضوں (ہندو زندگی) سے زیادہ سرگرمی سے اس زندگی کے معاملات کو سرانجام دیتے تھے - قطع نظر چند شاذ و نادر مہاتماؤں کے ہمیشہ شادی کرتے تھے مگر گرہست کے تمام فرائض کو موجودہ لوگوں سے زیادہ دلچسپی سے پورا کرتے تھے - راج پاٹ کا انتظام خود کرتے تھے مقدمات فیصل کرتے تھے راجاؤں کو ملکی معاملات میں مشورہ اور صلاح دیتے تھے - گروکلوں میں تعلیم دیتے تھے - اپدیش کرتے تھے - کتابیں تصنیف کرتے تھے - جگہ جگہ گھوم کر دنیا داروں کو شاستر اور برہم گیان کا لیکچر دیتے تھے - غرضیکہ زندگی کے تمام کاروبار کو بڑے استقلال اور صبر سے پورا کرتے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نگران تمام معاملات کی ادائیگی میں ہندو رشی آجکل کے نکتہ چین اصحاب کے بالکل برعکس خودنمائی یا خودپرستی سے بالکل مبرا تھے۔ فرض کو فرض کی خاطر پورا کرتے تھے۔ معاملات دنیا کے درہم برہم ہونے پر نہ روتے پیٹتے تھے۔ نہ اپنی کامیابی پر خوش ہو دوسروں کو نخوت یا تکبر سے دیکھتے تھے۔ مگر ست دھرم کا پورا کرنا ایک عبادت تھا۔ معاملات دنیا کی ادائیگی فرض مذہبی تھا۔ رشی اس نفسانیت سے بالکل خالی تھے جو موجودہ تہذیب کی لاعلاج بیماری بن رہی ہے + رشی خودکشی کو آتم ہتیا ٹھیراتے ہیں۔ وہ انسانی محسوسات کو کچلنا مہاپاپ قرار دیتے ہیں۔ بلکہ وہ خودضبطی سے دائرہ محسوسات کو وسیع کرتے ہیں۔ وہ دھرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکھش سب کچھ سکھلاتے ہیں۔ مگران تمام کے پورا کرنے میں دھرم ہر جگہ اصول ہے۔ اور موکش یعنے نجات منزل مقصود ہے۔ رشیوں کا ہر ایک عمل دھرم سے شروع ہوتا ہے۔ اور ہر ایک کا مقصد موکشس یعنی آزادی ہے۔ اس فلسفہ کو وہ انسانی زندگی میں داخل کرتے ہیں +

جنگ مہابھارت بھارت کے زوال کی علامت خیال کی جاتی ہے۔ مگران ایام میں دھرم کا بھاؤ میدان جنگ میں بھی ابھی زندہ نظر آتا ہے۔ دھرم یدھ شروع ہوتا ہے۔ بہادر جان توڑ کر لڑتے مرتے ہیں کشتری دھرم پر بلی دان ہوتے ہیں۔ یدھشٹر دھرم کا محافظ ہے۔ میدان کارزار میں درون آچاریہ اور بھیشم کے پاؤں پر سر رکھنے جاتا ہے۔ طرفین کی سپاہ دیکھ کر حیران ہوتی ہے۔ دونوں بزرگ اشیرباد سے رخصت کرتے ہیں + کرن کا رتھ زمین میں دھنس جاتا ہے۔ اس کا حریف ارجن اس کو موقعہ دیتا ہے کہ وہ اپنا رتھ زمین سے نکال پھر لڑائی کے واسطے طیار ہو سکے۔ اکثر اوقات فریقین دن کو لڑتے بھڑتے ہیں رات کو ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہی خیمہ میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے گلے ملتے ہیں + بھیشم زخمی ہونے کی حالت میں بھی پانی اپنے جانی دشمن ارجن کے ہاتھ سے ہی پیتا ہے۔ درون اچاریہ نزع کے وقت بھی اپنے دشمن یدھشٹر کی زبان و قول پر پورا اعتبار کرتا ہے کرن بھیم سین کو پکڑتے ہوئے بھی سخاوت اور فیاضی سے کام لیتا ہے اور اُس کی جان بخشی کرتا ہے + کرشن اپنے دوست ارجن کی خاطر اپنی پرتگیا کو توڑتے ہیں بھیشم کی طرف رتھ کا چکر لے مارنے کو طیار ہوتے ہیں۔ حریف بھیشم ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوتا ہے کہ مہاراج نے اُس کی پرتگیا کو پورا کرو کھلایا۔ یہ سب کچھ اخلاقی تہذیب کے کرشمات ہیں +

ہندو تاجر دوکان کرتے ہیں۔ جہازرانی کرتے ہیں۔ بیوپار کرتے ہیں مگر اپنی زندگی کا اصلی مقصد روپیہ نہیں بناتے ہیں۔ بھارت میں تمام اقسام کی کلا کوشل موجود تھی۔ بھارت کا مال۔ اٹلی۔ مصر۔ یونان کی منڈیوں میں رومن بادشاہوں کے دور حکومت تک بڑے ذوق و شوق سے خریدا جاتا تھا۔ مگر بھارت باسی سوداگر اپنی زندگی کا مقصد روپیہ نہیں ٹھیراتے تھے۔ ہر ایک بیوپار دھرم سے ہوتا تھا۔ ہر ایک خرید و فروخت میں دھرم اصول تھا +

تاریخی رُو سے بھارت کے زمانہ ادبار میں بھی دھرم کا بھاؤ خاص و عام کے دلوں میں تر و تازہ موجود تھا۔ یونانی سیاح میگیستھنز جو ۱۵ برس تک مہاراجہ چندرگپت کے دربار میں رہا۔ شاہ سلوکس کا سفیر بن کر ہندوستان میں آیا تھا۔ وہ بیان کرتا ہے "وہ تمام ہندوستان کے لوگ کفایت شعاری سے گذارہ کرتے ہیں خصوصاً جب وہ سفری زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ بیقاعدہ گروہوں میں ہرگز جمع نہیں ہوتے ہیں اسی واسطے وہ بڑی ترتیب اور ضابطگی کو مدنظر رکھتے ہیں۔ چوری نہایت ہی کمیاب ہے۔ وہ اپنی زندگی میں بڑے آسودہ حال ہیں۔ لیکن اطوار میں سادے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ کفایت شعاری اُن کے ہر ایک فعل و عمل میں موجود ہے ٭ وہ شراب کو ہرگز کبھی بھی استعمال نہیں کرتے ہیں۔ اُن کے قوانین معاہدوں کی سادگی اس امر سے ظاہر ہوتی ہے کہ وہ عدالتوں میں جا کر چارہ جوئی نہایت ہی کم صورتوں میں کرتے ہیں۔ وہ کوئی مقدمہ بازی زر نقد امانت وغیرہ کی بابت ہرگز نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی اُن کو شاہدوں۔ گواہیوں۔ یا مُہروں سِکّا وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ بلکہ وہ اپنا روپیہ ایک دوسرے کے پاس امانت رکھ چھوڑتے ہیں ایک دوسرے پر کامل بھروسہ اور اعتبار رکھتے ہیں ٭ اُن کے مال خزانے عموماً بغیر قفل اور حفاظت کے پڑے رہتے ہیں ٭

(غیر اقوام کی شہادت) برہمنوں کی حالت۔ پروہی سفیر یونان اپنے مشاہدہ سے تحریر کرتا ہے۔ براہمنوں کی عزت عوام الناس کی نظروں میں بہت بڑی ہے۔ اور ولادت سے ہی اُن کی نگہبانی خاص طور پر کی جاتی ہے۔ برہمن گرد شہر کے باہر آ کر آشرموں میں باس کرتے ہیں۔ وہ گوشت حیوانات اور دیگر لذات نفسانی سے بالکل کنارہ کش ہیں۔ وہ اپنا وقت عبادت ایشور یا وید شاستر کے پر چار میں صرف کرتے ہیں۔ ۳۷ برس تک عمر اس حالت تعلیم میں گذار دیتے ہیں۔ ہندوستان میں بردہ فروشی بالکل نہیں ہے وہ دیا رتھی گرو کی خدمت کا کام خود کرتے ہیں ٭

فان ہان چینی سیاح تحریر کرتا ہے

ہندوستان میں گوشت خوری یا جیو ہنسیا کا نام و نشان نظر نہیں آتا ہے کوئی بشر سوائے چانڈال کے کسی جاندار کو ہرگز نہیں مارتا ہے۔ نہ کوئی شراب پیتا ہے۔ نہ کوئی گوشت فروخت کرتا ہے۔ نہ کوئی شراب کی دوکان ہے۔ نہ کوئی قمار بازی کا مکان ہے ٭

ہیون سانگ چینی سیاح تحریر کرتا ہے:-

ہندو بڑے صابر۔ راست گفتار۔ نیک باطن اور فیاض ہیں۔ وہ کسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قسم کی ریاکاری اپنے کاروبار میں استعمال نہیں کرتے ہیں۔ اپنے وعدہ کو ہمیشہ پورا کرتے ہیں۔ آخرت یا عاقبت سے بڑا خوف رکھتے ہیں۔ اُن کی رسومات نہایت مہذبانہ اور حلیمانہ ہیں۔ اُن کے قوانین میں سزائیں نہایت مناسب ہیں۔ کسی قسم کا جور و ظلم رعایا پر یا مظلوم پر نہیں کیا جاتا ہے مارکوپالو۔ وینس کا سیاح جو تیرھویں صدی میں ہندوستان میں آیا تھا ارقام کرتا ہے :۔

ہندوستان کی ویش جاتی نہایت ہی عمدہ قسم کی سوداگر قوم ہے۔ کوئی چیز اس دنیا میں اُن کو جھوٹ بولنے کی خاطر ترغیب نہیں دے سکتی ہے لوگ گوشت خوری سے قطعی پرہیز کرتے ہیں۔ شراب کبھی نہیں پیتے ہیں۔ وہ اپنی زوجہ کے ساتھ بڑے وفادار ہیں۔ اپنے کاروبار میں اعلےٰ درجہ کے دیانت دار ہیں۔ یگیوپویت دھارن کرتے ہیں۔ اُن میں ایک قسم کے مہاتما جو یوگی کہلاتے ہیں۔ اپنے اشٹ پوجن میں مصروف رہتے ہیں۔ ہر ایک یوگی ڈیڑھ سو برس یا دو سو برس کی عمر تک زندہ رہتا ہے ؛۔

(۹) غیر اقوام کی شہادت دینا ضروری نہیں تھا۔ اخلاقی تہذیب شہادت کی محتاج نہیں ہے۔ مگر ان نکتہ چین اصحاب کی تسلی کی خاطر اس قسم کی شہادتیں پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو اخلاقی جلوہ کے دنیا میں زندہ ہونے کے معتقد نہیں ہیں۔ مگر یہ بھارت کا زمانہ ادبار ہے جس کا یہ تمام سیاح ذکر کرتے ہیں۔ مہابھارت کے زمانہ سے پہلے یہ بھارت دنیا کا نور تھا۔ رشیوں کی زندگی قدرتی زندگی ہے۔ ان کا علم قدرتی علم ہے۔ وہ اپنے ہر ایک عمل کو کسی کائناتی طاقت سے منسوب کرتے ہیں۔ ہر ایک کام کی خاطر ہر ایک مقصد کے حصول کی خاطر کسی دیوتا کا پوجن بتلاتے ہیں۔ قدرت سے کام لیتے ہیں۔ مگر ہمیشہ پاک عبادت سے۔ جہاں اس قدرت سے بلا عبادت کام لیا جاتا ہے۔ وہاں عذاب لازمی شرط ہے۔ اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہی موجودہ تہذیب کا خوفناک مرض ہے - رشی اول برکت آسمانی کے خواستگار بنتے ہیں - دوئم قدرت سے فائدہ کی امید رکھتے ہیں - رشی اپنے ہرایک کام میں ہرایک نتیجہ فعل کو خالص طور پر ایشور کے سپرد کرتے ہیں یہی وجہ اُن کے تمام امن وحسن اخلاق کی ہے - شری کرشن مہاراج شری مکھ سے فرماتے ہیں:

देवान्भावयतानेन ते देवा भावयंतु वः

परस्परं भावयंतः श्रेयः परमवाप्स्यथ

इष्टान्भोगान्हि वो देवा दास्यंते यज्ञभाविताः

तैर्दत्तानप्रदायेभ्यो यो भुंक्ते स्तेन एव सः

यज्ञशिष्टाशिनः संतो मुच्यंते सर्व किल्बिषैः

भुंजते ते त्वघं पापा ये पचन्त्यात्मकारणात्

تم اس سے دیوتاؤں کی خدمت کرو وہ تمہیں عزت دیوینگے - کوشش باہمدگر سے تم کمال درجہ کی بہبود حاصل کروگے + ریاض سے خدمت کرنے پر دیوتا تمہیں ضروری اشیا دیوینگے - اُن کا دیا ہوا - اُن کو ندیکر جو کھاتا ہے چور ہے - ریاض سے اعلےٰ شے جو کھاتے ہیں - سب گناہوں سے آزاد ہوتے ہیں - اور جو خودغرض اپنے لئے پکاتے ہیں گناہ کا مزا چکھتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

باب دوئم

فصل اوّل

اولاد اور والدین

(۱) ہر ایک ملک کی تہذیب کا اعلیٰ معیار اس ملک کی عورتوں کی حالت ہوتی ہے۔ عورتوں کی ہی تعلیم و تربیت پر اس ملک کی تہذیب و ترقی مبنی ہے۔ ان کے ہی نیک اخلاق و نیک خیالات پر ملکی اقبال مندی اور قومی تجمل کا انحصار ہے۔ جہاں عورتیں بدکاری میں مصروف۔ محض لذات جسمانی کی خواہشمند۔ روحانی علوم کی روشنی سے محروم رکھی جاتی ہیں اس ملک کی حالت بھی سخت وحشت ناک ہو جاتی ہے۔ جہاں عورتوں کو محض سامان عیش و عشرت۔ وسیلہ حصول لذات نفسانی کا ٹھیرایا جاتا ہے۔ وہاں بداخلاقی۔ قومی تنزل۔ ادبار بھی ساتھ ہی ہمرکاب ہوتا ہے۔ جس خاندان میں عورتوں کی عزت نہیں کی جاتی اس کی عزت بھی ساتھ ہی کافور ہوتی ہے۔ عورت کا جسم چشمہ بقا ے دنیا ہے۔ جو اس چشمہ کو ناپاک کرتے ہیں وہ قیام جہان اور انتظام دنیا کو بگاڑتے ہیں۔ (عورت کی بزرگی) اور تمام امور دنیا کو درہم برہم کرنے کا گناہ سر پر لیتے ہیں۔ جس کی پاداش میں پہلے آپ اور پھر اُن کی اولاد گرفتار بلا ہوتی ہے والدین کے خیالات کا ورثہ اُن کی اولاد کو ملتا ہے جسم سے جسم اور روح سے روح اپنا پورا تعلق رکھتا ہے۔ والدین کے تمام روحانی جذبات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُن کی اولاد میں منعکس ہوتے ہیں۔ جس طرح والدین کی جسمانی امراض اُن کی اولاد میں منکشف ہوتی ہیں۔ عین اسی طرح ماں باپ کے اخلاقی عارضات اور روحانی جذبات اُن کی اولاد میں اپنا نشو و نما پاتے ہیں۔ انہی جذبات پر قومی چال چلن اور ملکی اخلاق کا دار و مدار ہے۔ موجودہ اہل سائنس بھی اس اخلاقی وراثت کے ویسے ہی معتقد ہیں۔ جیسے کہ جسمانی وراثت کے ÷ والدین کے خیالات اُن کی اولاد میں ایک عجیب نامعلوم قانون قدرت کے مطابق منکشف ہوتے ہیں۔ عیاش والدین کی اولاد عیاشی اور نیک اخلاق والدین کی اولاد نیک معاشی کی جانب قدرتاً راغب ہوتی ہے۔ قانون قدرت کثیف اور لطیف اجزائے کائنات میں یکساں عمل کرتا ہے۔ تخم کی تاثیر نہ صرف نباتات میں بلکہ حیوانات اور انسان میں بھی اپنا عمل دکھلاتی ہے۔ اگرچہ یہ عمل انسان کی صورت میں بسا اوقات بسبب دیگر محسوسات کے یا حالات کے اپنا کما حقہٗ اثر نہیں دکھلا سکتا۔ مگر گاہے گاہے ایسی وضاحت سے اپنا کام کرتا ہے کہ بڑے سے بڑے محقق حیران رہ جاتے ہیں۔ اس قدرت میں کوئی فعل بغیر سلیقہ اور انتظام کے نہیں ہوتا ہے۔ ہر ایک عمل اپنا باعث رکھتا ہے۔ ہر ایک حرکت اپنا فاعل رکھتی ہے۔ جن عورتوں نے نپولین واشنگٹن۔ نوگی جیسے جرنیل پیدا کئے ہیں۔ جن نیک بخت عورتوں کے بطن سے جان سٹوارٹ مل کارلائل۔ رسکن۔ نیٹشے جیسے عالی خیال اشخاص پیدا ہوئے ہیں۔ جن مبارک ماؤں نے گرو نانک۔ گورانگ دیو۔ مسیح جیسے عارف باکمال پیدا کئے ہیں۔ کیا ان ہیروز کی بزرگی یا عظمت میں اُن کی ماؤں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا ہر ایک عورت ایسے خوش اخلاق۔ نیک نہاد۔ ہیرو پیدا کر سکتی ہے۔ تو بس کیا یہ ہمارا پاک فرض نہیں ہے کہ ہم ایسی عورتوں کی خاص تعظیم کریں اور کوشش کریں کہ ہر ایک شہر اور گاؤں میں ایسی پاک طینت عورتیں دکھلائی دیویں۔ جن کے بطن سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے نونہال پیدا ہوں جو قوم اور ملک کا نام روشن کریں *

(۲) اس دنیا میں اس قدر عذاب دکھ۔ مصیبت۔ بے وقت موت۔ ناکامیابی۔ گناہ۔ بیماری۔ شراب نوشی۔ شیطانیت کیوں ہے۔ کیوں موجودہ بھارت اور موجودہ دنیا میں ہر طرف نفس پرستی اور خود پرستی کی غضبناک آگ لگی ہوئی ہے۔ کیوں باوجود اس قدر تعلیم۔ کالجوں۔ سکولوں لکچروں سوسائٹیوں کے انسان اپنی نفس پرستی سے باز نہیں آتے۔ کیوں اب بھارت میں رشی پیدا نہیں ہوتے۔ ہر ایک شخص اولاد کا خواہشمند ہے۔ مگر ایسے آدمی کتنے ہیں جو اس بھارت میں یا اس دنیا میں اپنے گھر رشی پیدا کرنے کی اصلی خواہش رکھتے ہیں اور ایسی تدابیر پر عمل کرنے کو طیار ہیں۔ جن سے اُن کے گھر میں رشی پیدا ہو سکیں۔ یاد رکھو کہ تمام سوسائٹیاں۔ تمام کالج۔ تمام لکچر۔ تمام علوم دنیا کو اس قدر نیک نہیں بنا سکتے جس قدر والدین کی خبر گیری اور احتیاط بنا سکتی ہے۔ قانون قدرت اس دعوے کا مددگار ہے۔ اس قدرت میں علت و معلول کا قانون ہر جگہ موجود ہے۔ یہ مغربی سائنس کا کمال ہے کہ اُس نے خاص و عام کو اس قانون کی خوبصورتی سے مطلع کر دیا ہے۔ مہاتما۔ رشی خود بخود یہ پیدا نہیں ہوتے۔ مہاپرش بلا وجہ دنیا میں ظاہر نہیں ہوتے۔ جہاں والدین کی نفسانی جذبات بلا کسی روک ٹوک۔ محض لذات جسمانی کی خاطر۔ سراسر عالم مدہوشی میں اولاد کے پیدا کرنے کا ذریعہ ہوں۔ وہاں اگر نالائق۔ بداخلاق۔ محض آفات کا شکار اولاد پیدا نہ ہو۔ تو کیا ہو۔ ذرا دنیا میں اندھوں۔ لنگڑوں۔ گونگوں۔ بہروں۔ شرابخوروں۔ گوشت خوروں۔ بدمعاشوں کی تعداد کو گنیں اور یہ سمجھ لیں کہ اُن کی پیدائش عموماً اُن کے والدین کی کم علمی۔ غلطی۔ بدعملی کی وجہ سے ہے۔ دنیا میں ایسے کتنے آدمی ہیں جو اولاد محض اتفاق سے پیدا کرتے ہیں۔ جن کے ہاں نیک و بد اولاد کا پیدا ہو جانا محض اتفاق کی وجہ سے ہے۔ جو بُری اولاد پیدا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہونے پر تقدیر کو لعنت و ملامت کرتے ہیں۔ قدرت کے حقیقی قانون سے بیخبر
محض جہالت اور اتفاق پر انحصار رکھتے ہوئے۔ نہ صرف اپنی جسمانی
طاقت کا ستیا ناس کرتے ہیں۔ بلکہ ناپاک اولاد پیدا کرنے سے اس پاک
زمین کو گندہ اور بدبودار کرتے ہیں۔ ان سب باتوں پر طرّہ یہ ہے کہ یہ لوگ
اپنی عالم مدہوشی میں ایسے مستغرق لذات ہیں۔ اور تاہم بقین رکھتے
نہیں کہ قدرت اُن کا نجات دہندہ اوتار خود بخود نازل کر دیگی۔ ہندو رشی
قدرت کے حقیقی راز دان تھے۔ جب سے بھارت نے اُن کے قواعد
زندگی پر عمل کرنے سے انحراف کیا ہے۔ اس کی آفتوں کا کوئی ٹھکانہ
نہیں رہا ہے۔ مہاتما فرماتے ہیں کہ بیٹا ماں باپ کا روپ ہے۔ جیسا ماں باپ
اسکو بناتے ہیں ویسا ہی وہ بن جاتا ہے۔ ایام تولّد سے پیشتر اُس کی
تمام زندگی کا دارومدار والدین پر ہے۔ وہ والدین کا روپ بن کر دُنیا
میں ظاہر ہوتا ہے ٭ نیک اور عمدہ اولاد پیدا کرنے کے واسطے لازمی شرط
والدین کی قدرتی زندگی ہے ٭

والدہ کا جسم بالکل تندرست ہو۔ اُس کے جسمانی قوائے صحیح اور سالم
حالت میں ہوں۔ دل اور ضمیر کشادہ اور { ہندوستان میں اب کس طرح
وسیع ہوں۔ نیک خیالات ہوں۔ پاک جذبات { رشی پیدا ہو سکتے ہیں ٭
ہوں۔ والد بھی ویسے ہی صحیح معنوں میں تندرست اور قوی ہو۔ تمام
منشیات سے بالکل پرہیز گار ہو۔ چرس یا تمباکو کو ہرگز استعمال نہ کرتا ہو۔
نیک معاش۔ نیک باطن۔ پارسا مزاج ہو۔ ان سب سے بڑھ کر دونوں
کے اندر تشکام باسنائیں ہوں ٭

اولاد کی پیدائش سے کچھ عرصہ پیشتر خاوند اور عورت دونوں کو اپنے
عادات اور حرکات کو بعین درست کر لینا لازمی ہے۔ اگر دونوں میں سے کسی
میں بد عادت ہو تو اس کا تدارک کر لینا ضروری ہے۔ دونوں کو نفسانی جذبات

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی سیری سے قطعی انحراف واجب ہے۔ سب سے ضروری شرط یہ ہے۔ کہ مرد اور عورت اولاد پیدا کرنیکی غرض سے اکٹھے ہووئیں۔ دونوں اپنی اپنی قابلیت سے اولاد کو مستفید کرنے کا پاک خیال دل میں رکھتے ہوں ہندو رشی اس اصول کے پورے عامل تھے۔ اور یہی وجہ بھارت کی دیرینہ بزرگی کی ہے۔ تمام دنیا میں یہی تہذیب ہے جو موجودہ تاریخ کے آمد سے اتنے لاکھوں برس پہلے شروع ہوئی اور اس قدر دیر دنیا میں قائم رہی۔ رشی اولاد کی غرض کے بغیر عورت کے نزدیک جانا ممنوع ٹھیراتے ہیں ۔

اس دنیا میں ایسے مبارک ارواح کے معدومیت سے جو نقصان ہو رہا ہے اُس کو کوئی قلم تحریر نہیں کر سکتی ۔

(۳) یہاں اس امر پر بحث کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آیا ہم جس طرح کی اولاد چاہیں پیدا کر سکتے ہیں۔ کیا مہاتما۔ مہا پُرش۔ ہیرو پیدا کرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ پورانوں میں بہتیرے ایسے واقعات درج ہیں کہ ایک راجہ یا کوئی دنیادار رشی کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے کہ اولاد نہیں ہوتی اسواسطے اوپاؤ کا خواستگار بنتا ہے۔ یا کوئی خاص قسم کی اولاد چاہتا ہے۔ میرے لال بھگت پیدا ہو۔ کوئی چکرورتی راجہ مانگتا ہے۔ کوئی ودیاوان چار ویدوں کا وکتا طلب کرتا ہے ایسے موقعوں پر رشی دنیاداروں کی اغراض کو سن کر اوپاؤ بتلاتے ہیں۔ ان اوپاؤں میں سینم سب سے بڑی تدبیر ہوتا ہے رشی سینم اور یگیہ دو نو اوپاؤ عموماً بتلاتے ہیں۔ سینم میں خود ضبطی کے علاوہ کوئی منتر جاپ کے واسطے ساتھ ہی بتلایا جاتا ہے۔ یگیہ میں دیوتاؤں کا پوجن یا منتروں کا آرادھن بتلایا جاتا ہے۔ موجودہ زمانہ کے لوگ اس فلسفہ سے منکر ہوں یا بے خبر ہوں۔ مگر اس کی اصلیت میں ایک بڑا راز حقیقی نہاں ہے۔ جو ہند و تہذیب کی خوبصورتی میں ایک عمدہ پھول ہے۔ والدین کا چال چلن اُن کی اولاد میں ہمیشہ منعکس ہوتا ہے۔ جو صفت یا خصلت والدین

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مزاج میں سب سے اعلےٰ ہو وہ اولاد کے اندر سب سے اعلےٰ ظہور دکھلاتی ہے۔ رشی منتر جاپ سے قوت ارادہ Will power کو ایک ایسے ضابطہ میں لاتے ہیں کہ اس سے اولاد حسب منشا والدین کے پیدا ہو سکتی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ وششٹھ کے گھر میں تپسیہ کرنے سے سیونم کرنے سے رامچندر، لکشمن، بھرت جیسے نیک اخلاق بچے پیدا ہو گئے جس قدر احتیاط اور خبر گیری سے قانون قدرت کی پیروی کی جاوے ویسا ہی عمدہ نتیجہ نکلتا ہے۔ اب یہ منتر جاپ کیا ہے جیسی اولاد کوئی پیدا کرنی چاہتا ہے۔ اسی قسم کا منتر بتلایا جاتا ہے۔ اگر والدین کی یہ خواہش ہے کہ اُن کے گھر میں ودیا وان۔ گیان وان مہاتما ہو تو اُن کو لازمی ہے کہ لڑکے کی پیدائش سے پیشتر وید ودیا کا دھیان کریں۔ جپ کریں پاٹھ کریں۔ ودیا وانوں کی تصاویر۔ خیالات ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ ویسے ہی جس قسم کی ودیا کا عالم لڑکا چاہیں اسی قسم کے خیالات۔ خواہشات دل میں پیدا کریں ویسے ہی کتابیں مطالعہ کریں۔ ویسی گفتگو اور عمل میں لاویں۔ جیسی اولاد پیدا کرنی مطلوب ہو اسی قسم کا سیونم اور جاپ کریں۔ ویسے ہی اشیا کا مشاہدہ اور مطالعہ کریں +

کیا یہ کمال حیرت کا مقام نہیں ہے کہ رشیوں کی اولاد ہمیشہ مہاتما۔ ودیا وان۔ یوگی پیدا ہوتی ہے۔ اُس کے مقابلہ میں کیا یہ قابل شرم و افسوس نہیں ہے کہ موجودہ بھارت میں ہر طرف نالائق۔ ناقابل بچوں کی تعداد بے شمار ہے جہاں والدین کا اخلاق بالکل گرا ہوا ہو۔ وہاں نیک معاش اولاد کا پیدا کرنا قطعی ناممکن ہے + والدین کی روح اولاد کی روح ہے۔ رشی قدرت کے سبزہ زاروں میں رہتے تھے۔ قدرت اپنے تمام خوبصورتی سے اُن کے آشرم کو آراستہ کرتی تھی۔ اُن کے اجسام درست۔ دل درست تھے۔ خالص دھرم اُن کا شیوۂ زندگی تھا۔ پاک خیالات۔ پاک جذبات تھے۔ یہی اسباب تھے جو اُن کی اولاد ہمیشہ نیک باطن پاکیزہ سیرت پیدا ہوتی تھی +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیک اولاد پیدا کرنے کے طریق

دہم: ایام حمل میں والدہ کے تمام جذبات اولاد پر پورا اثر کرتے ہیں۔ والدہ کی غذا۔ والدہ کی خوراک نہ صرف والدہ کے جسم کو بناتی ہے۔ بلکہ اُس بچہ پر جو اُس کے پیٹ میں ہے اپنا پورا اثر کرتی ہے۔ ناپاک غذا نہ صرف والدہ کے دل کو بگاڑتی ہے۔ بلکہ بچے کے چال چلن کو خراب کرتی ہے۔ روشنی۔ ہوا۔ پانی سب کا عمدہ اور مصفا ہونا ہر ایک صورت میں لازمی شرط ہے خوش حالات میں پاک لوازمات میں اولاد نیک نہاد پیدا ہوتی ہے۔ ناپاک حالات میں۔ بد اثر لوازمات میں اولاد بد باطن اور کم بخت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سب سے ضروری ہے کہ والدین اس حالت میں ایک دوسرے سے علیحدہ سوئیں۔ لذات نفسانی سے قطعی پرہیز کریں۔ حیوان بھی اس فعل سے ایسے وقت میں اجتناب کرتے ہیں + کیا وجہ ہے کہ پنڈتوں کے گھر میں مورکھ دولتمندوں کے گھر میں مفلس۔ بھلے مانسوں کے گھر میں بدمعاش اولاد پیدا ہو جاتی ہے جو والدین کی ویرے۔ محنت سے۔ جانفشانی سے پیدا کردہ کمائی کو چند ایام میں خاک سیاہ کر ڈالتی ہے۔ خاندان کا نام ڈبو دیتی ہے۔ خود گرفتار بلا ہوتی ہے۔ ساری زندگی عذاب اور آفت میں کاٹتی ہے۔ غرضیکہ سوسائٹی کی نصف سے زیادہ بُرائیاں اس اصول کی غلط شناسی سے وقوع میں آتی ہیں۔ جو تصاویر ایام حمل میں ماں کی آنکھوں کے سامنے آتی ہیں جس قسم کے انسان اُسکی نظر کے روبرو پیش ہوتے ہیں۔ جو جذبات جو خیالات اُس کے دل کے گرد حلقہ بند ہوتے ہیں اسی قسم کے تاثرات اولاد میں نشو و نما حاصل کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر نپولین کی بہادری۔ شجاعت اُس کی اپنی پیدا کردہ نہیں تھی نپولین کی والدہ ایام حمل میں اپنے خاوند کے ساتھ رزم گاہ میں ساتھ ساتھ پھرتی تھی گھوڑے پر سوار۔ وہ جنگ کے اثرات کو اپنے دل پر محسوس کرتی تھی۔ جنگ کے تمام خطروں کا مقابلہ کرتی تھی۔ لڑائی کی تمام جوکھوں کو سہتی تھی۔ ان حالات کا اثر نپولین پر پورا ہوا بالغ ہو کر جو کچھ کام اس ذات سے وقوع میں آیا۔ وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سینکڑوں برس تک یادگار زمانہ رہیگا۔ یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ مالک کائنات نے انسان کو سب قسم کی طاقتیں عطا کی ہیں۔ اس کا آتما تمام قوتوں کا مخزن ہے۔ ان قوتوں سے باخبر بنکر اپنی زندگی میں ایشوری جلوہ کا نمود پیدا کرنا اُس کا اپنا اختیار ہے۔ انسان اپنی قسمت کا خود مختار ہے۔ اپنی بہبودی یا بربادی کا خود ذمہ وار ہے۔ قدرت ہمیشہ ہمارے اخلاقی جذبات کی ممد بنتی ہے۔ ہماری راست روی اور نیک خیالی کا معاوضہ ہمارے امیدوں سے بدرجہا بڑھ کر دیتی ہے۔ قوانین قدرت کی فراست اور کیاست کے واسطے محض باریک بینی اور نیکدلی کا راستہ یہ خود بتلا دیتی ہے۔ قدرت کے راز ہمارے سامنے ہر روز اپنے عمل میں آشکارا ہیں۔ اگر ان سے بے خبر بنکر ہم اپنی زندگی کا ستیاناس کئے جاویں تو یہ ہماری اپنی بدقسمتی ہے۔ نہ کہ تقدیر پر الزام ہے ؀

(۵) والدہ کے خیالات نہ صرف ایام حمل میں اولاد پر اپنا اثر کرتے ہیں۔ بلکہ پیدائش کے بعد بھی اُن کا اثر اس سے بھی زیادہ ظہور میں آتا ہے۔ بچہ والدین کے ہر ایک فعل، عمل، حرکت کی قدرتاً تقلید کرتا ہے۔ والد سے والدہ کا اثر کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بچہ کا زیادہ تر تعلق والدہ سے ہے۔ چھوٹی عمر میں والدہ ہی اُس کی خبرگیری۔ پرورش۔ زندگی کے تمام لوازمات و ضروریات کی مدار ہے اس واسطے ماں کی ہر ایک حرکت۔ ہر ایک عمل کی بچہ قدرتاً تقلید کرتا ہے جو کچھ وہ دیکھتا ہے اُس کی نقل کرنے یا پیروی کرنے کا اشتیاق خود بخود اُسکے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ خیال سے شوق بڑھتا ہے۔ اشتیاق کی زیادتی عمل کو عادت میں تبدیل کر دیتی ہے۔ اسی طرح والدین کے خیالات اولاد کی عادت بن جاتے ہیں۔ قزاق کا بچہ قزاقی کو اپنا پیشہ خیال کرنے لگتا ہے۔ قصاب کا لڑکا طبعاً اس بیرحمی کا خوگر بنجاتا ہے۔ جو اُسکے والدین کی ذریعہ روزگار ہے۔ بچہ کا دل ایک سفید لوح کی مانند ہے جس پر جو نقش تحریر کیا جاویگا۔ اُس کا اثر ساری عمر قائم رہیگا۔ جس قسم کی تعلیم جس قسم کی سوسائٹی میں اُس کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پرورش کی جاویگی - اس قسم کے خیالات اُس کے دل پر قائم ہو جاوینگے بھارت
میں باوجود تعلیم - سوسائیٹیوں - کتابوں کی اس قدر زیادتی کی اخلاقی حالت سخت
معرض خطر میں ہے - لوگ تعلیم پاکر بھی بدعادات سے اجتناب کرنا محال پاتے
ہیں - اعلیٰ آدمیوں کے خیالات پڑھ کر بھی چھوٹے چھوٹے - تنگ خیالات
میں حلقہ بند اور مقید بن رہے ہیں معمولی معمولی باتوں پر - خفیف معاملات پر
مقدمہ بازی کے طوفان برپا کرتے ہیں - یہ تنگ دلی - یہ کمبختگی قوم کے اندر
کہاں سے داخل ہوتی ہے - باریک بین اصحاب سے یہ امر پوشیدہ نہیں
رہ سکتا کہ یہ سب کچھ والدین کی بے اعتدالی کا باعث ہے - چھوٹی عمر
میں اولاد کے اندر ایسے ناپاک جذبات داخل کئے جاتے ہیں کہ پھر اُس کا
سُدھرنا ناممکن ہو جاتا ہے - کوئی تعلیم - کوئی سوسائٹی قدرت کے اثرات کا
مقابلہ نہیں کر سکتی - جب مرض کا علاج وقت پر اور مناسب موقعہ پر نہ کیا
جاوے تو لاعلاج ہونے کی صورت میں چلانا - رونا پیٹنا سراسر فضول اور بے
سود ہے ٭ اکثر والدین روتے ہیں اولاد ناہنجار نکلی خاندان کا نام ڈبو دیگی -

اولاد کو نیک بنانے کے طریق ٭ شرادھ سے ہاتھ دھوتے ہیں - جو اولاد جیتے
جی پتروں کی دُرگت بناتی ہے - وہ مرنے کے بعد کس کام آسکتی ہے - جس
اولاد کی پیدائش پر والدین اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ پھولے نہیں سماتے
اس بچہ کو اب لعنت دیتے ہیں اسکی شکل دیکھنے کے روادار نہیں بنتے - جائداد سے
وراثت سے محروم کرنے کی خاطر رجسٹری کرواتے ہیں - بعض اوقات والدین اور
اولاد میں لٹھ چلتا ہے - مقدمات عدالتوں میں دائر ہوتے ہیں - غرضیکہ والدین
اور اولاد دونوں کی زندگی عذاب میں کٹتی ہے - مگر یہ سارا قصور کس کا ہے -
والدین کی اپنی بے احتیاطی اس تمام کمبختی کی علت غائی ہے - یہ سب کچھ
والدین کی غفلت کا نتیجہ ہے - پس جو لوگ اس پاک فرض ولادت کو پورے طور
پر ادا نہیں کرتے وہ دنیا میں سب قسم کی شیطانیت - عذاب بدعملی گنہگاری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھیلانے کا موجب بنتے ہیں۔ اور سوسائٹی کے نزدیک سب سے بڑے مجرم ہیں +

(۶) ہم نے والدین کے اخلاقی جذبات کا اُن کی اولاد پر اثر بیان کیا۔ مگر جسمانی تعلقات کے اثر کو ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہئے + والدین کی جسمانی قوت اولاد کے رگ و ریشہ پر ویسے ہی اثر کرتی ہے۔ جیسے کہ اُن کی قوت ارادہ۔ قوت اخلاق موثر ہوتی ہے۔ کم زور والدین کی اولاد کم زور۔ طاقتور ماں باپ کی نسل بھی طاقتور پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے جو لوگ اپنی طاقت اور قوت کا عیاشی میں ستیاناس کر ڈالتے ہیں۔ اُن کی اولاد بھی لاغر۔ نحیف البدن۔ کمزور۔ دائم المریض پیدا ہوتی ہے۔ والدین کے جسمانی امراض مثلاً آتشک۔ جذام۔ سوزاک۔ وغیرہ اُنکی اولاد میں پیدائش سے ہی اپنا ظہور دکھلاتے ہیں۔ جن لوگوں نے اوائل عمر میں برہم چریہ کے پاک اصول کو دیدہ دانستہ توڑ کر اپنے جسم و دل کو ناپاک بنا لیا ہے وہ یاد رکھیں کہ اُنہوں نے نہ صرف اپنا ثمر زندگی ہاتھ سے کھو دیا ہے۔ بلکہ اپنی اولاد کی بہبودی کے راستہ میں بھی ایک سخت رکاوٹ ڈالدی ہے۔ والدین کی جسمانی کمزوری کا اثر نہ صرف ایک نسل تک محدود رہتا ہے بلکہ یہ پاپ نسلاً بعد نسلاً چلتا ہے۔ اگر اُس کے روکنے کیلئے کافی سامانات نہ پیدا کئے جاویں تو آخر قوم کی تباہی اور غارتگری میں انجام دیتا ہے یہی ایک بھاری وجہ ہے کہ دنیا کی بڑی بڑی قدیمی قوموں نے جب عیاشی کا رُخ اختیار کیا ہے تو اُن کی اولاد نئے حالات میں زندگی بسر کرنے کے ناقابل بن گئی ہے۔ اور آخر اُن کو دیگر طاقتور۔ توانا اقوام

اولاد کو طاقتور بنانے کے طریق

کا غلام اور مطیع بننا پڑا ہے۔ یہ قدرت کمزور کی ہرگز مددگار نہیں ہے۔ جو اپنی مدد آپ نہیں کرسکتا۔ اُسکی امداد سے یہ بھی مُنہ موڑتی ہے +

بھارت کی موجودہ بربادی کا ایک بڑا سبب یہی جسمانی کمزوری ہے۔ برہم چریہ سسٹم کے بگڑ جانے سے۔ صغر سنی کی شادی سے۔ جو آفت بھارت پر برسی ہے۔ اُس کا ذکر کسی قلم سے تحریر کرنا مشکل ہے۔ جہاں اولاد گھر کی چار دیواری سے باہر دنیا کے حالات سے بالکل بے خبر مصائب زمانہ برداشت کرنیکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بالکل ناقابل ۔ ہمیشہ آفات اور حادثات کا شکار رہو۔ وہاں ملکی ترقی قومی بہبودی کی امیدیں قائم کرنا بالکل عبث ہے + یاد رکھو جسمانی بربادی میں منشیات کا استعمال ایک جزو اعظم ہے۔ شراب۔ گانجا۔ چرس۔ تمباکو۔ افیون سب ایک گری ہوئی قوم کو تحت الثرے میں لیجانے والی اشیا ہیں۔ بھارت باسیوں کے واسطے ان کا استعمال زہر ہلاہل سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اہل چین کی تمام قدیمی ہنرمندی۔ دماغی۔ جسمانی قابلیت کا بیڑا افیون نے ہی غرق کیا ہے۔ ان تمام خطرناک منشیات سے اپنی قوم کے بچانے کے لئے اہل جاپان قوانین نافذ کرتے ہیں + مگر ہندوستانی بیچارے ایسے عالم مدہوشی میں مستغرق ہیں۔ کہ ان کے بد اثرات کو ہرگز محسوس تک بھی نہیں کرتے۔ باوجود ہزارہا ٹمپرنس لکچروں کے شراب نوشی دن بدن زیادتی پر ہے۔ یہ جائے حیرت ہے کہ ایک طرف تو ٹمپرنس سوسائٹیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ دوسری طرف شراب نوشی کی روز افزوں ترقی ہوتی ہے۔ معدہ کے سوائے شراب کا اثر انسان کے ان منور قوائے صحت و اخلاق پر ہوتا ہے۔ جس سے اس کی ساری قابلیت و لیاقت ۔ عقل و دانش ۔ خاک میں مل جاتی ہے۔ قومی بربادی میں صغرسنی کی شادی۔ کم حصہ نہیں رکھتی ہے۔ جہاں لڑکا یا لڑکی آٹھ دس برس کی عمر میں۔ یا اس سے پہلے خاوند اور عورت کے نازک تعلقات میں وابستہ کئے جاویں جہاں ان کی دماغی جسمانی قابلیت کے سوال کو بالکل دیدہ دانستہ نظرانداز کیا جاوے جہاں دونوں کی اخلاقی قابلیت سے قوئی تکمیل اخلاق کے باریک مسائل کو خواب وخیال میں نہ لایا جاوے۔ وہاں اگر ودھواؤں کی زیادتی ہو۔ اولاد نحیف البدن دائم المریض ۔ لاغر۔ نکمی پیدا ہو۔ ملک نت نئی آفات کا شکار رہے۔ تو کیا تعجب ہے۔ قدرت ہر ایک کو اس کا حق ادا کرتی ہے۔ اگر ہم دیدہ دانستہ اس کے پاک قوانین سے انحراف کر۔ بہتری کی امید قائم کریں تو یہ ہماری سراسر حماقت نہیں تو کیا ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۷) ہندو رشی اولاد کا تولد کرنا ہر ایک بشر کے واسطے لازمی قرار دیتے ہیں۔ اولاد اور والدین کا تعلق رشیوں

اولاد کا پیدا کرنا مقدس فرض ہے

کی نظر میں ایک روحانی تعلق ہے۔ اولاد ہی دنیادار کے لئے جہان اور عاقبت میں عافیت کا موجب بنتی ہے۔ بے اولاد سراسر آفات کا شکار ہے شاستروں کی نظر میں اولاد کا پیدا کرنا فرض مقدس ہے۔ اسواسطے اُس کے متعلق ہدایات ہر ایک سمرتی شاستر میں بڑی احتیاط اور پوری ذمہ داری سے درج کیگئی ہیں۔ روحانی شریعت میں ہر ایک شخص اپنے والدین کا قرضدار پیدا ہوتا ہے۔ دنیا میں تمام انسان اپنے بزرگوں کے قرضدار ہیں۔ اس قرضہ کی ادائیگی بلا تولد اولاد ناممکن نظر آتی ہے۔ اس واسطے اس فرض کو رشی فرض مذہبی ٹھیراتے ہیں۔ جو برکات۔ جو نیک اثرات انسان کو اُس کے والدین کی طرف سے حاصل ہوئے ہیں اُس کا خالص فرض ہے کہ انہی نیک اثرات کو وہ نشو و نما دیکر اپنی اولاد میں منکشف کرے۔ اور اس پاک فرض کو پورا کرے۔ جو وہ سوسائٹی۔ قوم۔ ملک دنیا اور سب سے بڑھ کر اپنے مالک مخلوقات کی طرف رکھتا ہے۔ مگر پولٹیکل ایکانومی کے عالم آبادی کی زیادتی سے خائف۔ دنیاداروں کو عموماً اولاد پیدا کرنے کی ذمہ داری سے سبکدوش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ڈرتے ہیں کہ زیادہ آبادی کے بڑھ جانے سے انسان اس زمین پر اس قدر زیادہ ہو جاوینگے کہ پھر اُن کی گذران کا انتظام کرنا ناممکن بن جاویگا۔ ہر ایک نیا بچہ پرورش کا محتاج ہے۔ اور جو انسان اولاد کی پرورش کا سامان بہم نہیں پہنچا سکتا۔ اس کے واسطے عورت کے نزدیک جانا سخت ممنوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر ممالک میں لوگ اولاد پیدا کرنے سے خائف طرح طرح کی نامبارک تدابیر حمل کو روکنے کے واسطے عمل میں لاتے ہیں۔ اور خدائی قدرت کو ناپاک بنانے کا موجب بنتے ہیں۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اولاد پیدا کرنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک قدرتی فعل ہے - قدرتی فرض ہے - قدرت میں اُس کے باشندگان کے واسطے ہمیشہ گنجائش ہے - کیا سمندر مچھلیوں کی تعداد بڑھ جانے سے بھر جاتا ہے - اور پھر اُن کی نسل کو بالکل ناممکن بنا دیتا ہے - کیا جنگل حیوانات کی زیادتی سے بھر جاتا ہے - اور اُن کو آیندہ نسل پیدا کرنے سے جواب دے دیتا ہے - کیا قدرت کے ہر ایک محکمہ میں اُس کے باشندگان کو رہائش دینے کے واسطے کافی جگہ پہلے سے ہی موجود نہیں ہے - کیا قدرت اپنی گنجائش سے زیادہ اولاد پیدا کرنے میں خود بخود مزاحمت نہیں کر سکتی ہے - کیا اُس کے پاس اپنی زیادہ آبادی کو گذران بہم پہنچانے کے سامانات کافی طور پر موجود نہیں ہیں - کیا ابھی تک ایسے برّ اعظم - جزائر - ممالک نہیں پڑے ہیں جہاں انسان کی موجودگی سے قدرت کا ایک نیا باغ سرسبز ہو سکتا ہے - کیا سائنس اور علم کی ترقی پر وہی قطعہ زمین جو اس وقت ایک ہزار آدمی کی پرورش کر سکتا ہے - دس ہزار کے واسطے نہیں کافی ہو سکیگا - مگر اس سے یہ مفہوم نہیں ہونا چاہئے - کہ دنیادار نالائق - شریرالنفس - غلیظ - اولاد پیدا کر کے اس زمین کی پاکیزگی کا رہا سہا ستیاناس کر دیں + اولاد پیدا کرنا ایک بڑی ذمہ داری کا فرض ہے - اس واسطے اُن کے متعلق تمام ہدایات کو غور سے یاد رکھنا چاہئے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

अर्धं भार्या मनुष्यस्य भार्या श्रेष्ठतमः सखा।
भार्या मूलं त्रिवर्गस्य भार्या मूलं तरिष्यतः॥

مہابھارت { عورت مرد کا نصف جسم ہے۔ عورت مرد کا نہایت عزیز رفیق ہے۔ عورت دھرم ارتھ کام کے واسطے مصدر عافیت ہے۔ عورت ہی اس سنسار سے مخلصی کا ذریعہ ہے +

باب دوم

فصل دوم

عورت کی حیثیت اور تربیت

> زمانہ کی شناخت ہی انسانی ترقی کا راز ہے

(۱) ہر ایک زمانہ اپنی خاص خصوصیت رکھتا ہے۔ ہر ایک اپنی خاص اوصاف اور خاص خصلت رکھتا ہے جس سے اس وقت کا ہر ایک فعل و عمل رنگدار ہوتا ہے جس کی مہر اس کے ہر ایک معاملہ پر ثبت ہوتی ہے۔ انسان اپنے تعلقات میں زمانہ کی خود بخود تعمیل کرتے ہیں اس کی پیروی کا خیال خود بخود خاص و عام کے دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ جو اس کی تعمیل سے انکار کرتا ہے اس کو مطعون ہونا پڑتا ہے۔ ہر ایک زمانہ کی راہ و رسم نرالی ہے۔ ہر ایک کا دستور العمل بھی علیحدہ ہے۔ مگر اس زمانہ کے ہر ایک عمل کے گرد اس کے خیالات کا حلقہ موجود ہے۔ زمانہ کی چال معلوم کر لو۔ وقت کی رفتار کو جان لو۔ اس زمانہ کے لوگوں کی روش۔ عادت۔ خصلت۔ چلن۔ علمیت۔ دولت طاقت سب کا علم خود بخود آجاتا ہے۔ اقبالمندی کا راز زمانہ کی پہچان ہے جو شخص

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو نہیں پہچانتا وہ بیوقوف ہے عقل کا دشمن ہے۔ اپنی ترقی کا بدخواہ ہے۔ انسان کی تمام ترقی زمانہ کی فراست دکیاست پر مبنی ہے۔ تمام تجارت وصنعت کا زمانہ مصدر ہے۔ جو قوم وقت کی ضرورت کے مطابق تجارت وحرفت کے سامان نہیں بہم پہنچا سکتی وہ ترقی و بہبودی کے میدان میں یقیناً ناکامیاب رہتی ہے۔ ہر ایک زمانہ کی ضرورتیں نرالی ہیں جس کے مطابق اس وقت کے تمام آدمیوں کو اپنے حالات میں تغیر وتبدل کرنا پڑتا ہے۔ جو اس تغیر وتبدل واختیار کرنے سے منکر بنتا ہے۔ اس کو زمانہ پیچھے ہٹاتا ہے۔ راستے سے بدر کرتا ہے۔ جو اقوام زمانہ کی رفتار کو سمجھتی ہیں۔ وہ اس دنیا میں دولت وحشمت سے مالامال بنتی ہیں جو بدنصیب زمانہ کی رفتار کو نہیں پہچانتے وہ ہر ایک قسم کی آفات کا شکار بنتے ہیں زمانہ ہر ایک کو تبدیل کرتا ہے۔ خواہ وہ بدلنے کی خواہش رکھتا ہے یا نہیں رکھتا ہے۔ یہ ہر ایک کو حکماً تبدیل کرتا ہے۔ انسان کو ایسے حالات میں لا کھڑا کرتا ہے کہ وہ مجبور ہو جاتا ہے جس کام کو اس کا دل گوارا نہیں کرتا اس کو جبراً قہراً کرنا پڑتا ہے۔ دل سے ایسی آواز آتی ہے۔ باہر سے بھی وہی صدا اٹھتی ہے۔ انسان آخر وقت کے مطابق فعل کرنے کو مجبور ہوتا ہے۔ ایسی آواز کی تعمیل کرنے سے جو انکار کرتے ہیں وہ عموماً تباہی یا غارت گری کا منہ دیکھتے ہیں۔ اکثر اقوام دنیا اس راز کی غلط فہمی سے راہی ملک عدم ہو چکی ہیں۔ دنیا بدلتی جاتی ہے مگر وہ اپنے آپ کو بدلنا نہیں چاہتیں اپنے طریق معاشرت طرز تمدن کو زمانہ کی رفتار کے مطابق لانا نہیں چاہتیں۔ زمانہ ان کے اوپر کوئی رحم نہیں کرتا ہے۔ دیگر اقوام اپنے نئے طریق زندگی وبود وباش سے نئے سامانات سے آراستہ بنتی جاتی ہیں۔ مگر زمانہ کی رفتار سے غافل لوگ بے خبر پڑے رہتے ہیں۔ آخر وہ آفات کا شکار بنتے ہیں۔ حالات وقت سے نامطابقت ترقی یافتہ اقوام سے راہ و رابطہ باہمی مقابلہ وکشمکش کم زور اقوام کو پیچھے ہٹاتا ہے۔ طرح طرح کی آفات کا شکار بناتا ہے۔ اس زمانہ میں بھی چین کی تباہی کا باعث اس راز کی غفلت اور لاپرواہی تھی۔ دنیا بدلتی گئی۔ زمانہ پلٹ گیا۔ مگر اہل چین اپنے احاطہ میں بند رہے۔ اپنے آپ کو آسمانی بادشاہت کا ٹھیکہ دار مانتے

زمانہ کی فراست سے مراد ہے زمانہ کی رفتار پہچاننا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہے۔ اس وہم وگمان نے ان کے اندر نحوست۔ غفلت کو داخل کر دیا۔ آخر ملک بد قسمتی کا شکار ہوا۔ غیروں کے ہاتھ سے مجروح ہوا۔ مظلوم ہوا۔ اس زخم سے دکھ کو برداشت کر اہل چین اپنی غلطی کو سمجھ گئے۔ خبردار ہو گئے۔ زمانہ کی مطابقت کے قانون کو مان گئے۔ اپنی طرز معاشرت اور طریق تمدن کی لازمی تبدیلی کے قائل بن گئے۔ اس عقل و فہم نے اہل چین کی لیاقت و قابلیت سے تمام دنیا کو آگاہ کر دیا۔ چینی صنعت و حرفت میں جان پڑ گئی۔ ملکی ترقی و اقبال کا چراغ روشن ہو گیا۔ قوم میں یکجا نگت کے آثار نمایاں ہو گئے۔ دشمن خائف اور دوست امیدوار بن گئے +

ہندوستان کے زوال کے اسباب کو غور سے وچاریں۔ ہندوستان کے زوال کا سب سے بڑا سبب اس زمانہ کی غلط شناسی۔ غلط فہمی اور غلط پیروی ہے۔ آج بھارت میں ہر طرف مادہ پرستی کی آواز کیوں آرہی ہے؟ آج یہاں ہر طرف وید رچاؤں شام وید کے منوہر شبدوں کی بجائے دکھ درد کی صدا کیوں پھیل رہی ہے۔ راجہ ہو۔ غریب ہو۔ دریا دان ہو۔ مورکھ ہو۔ استاد ہو۔ طالب علم ہو۔ مزدور ہو۔ دکاندار ہو۔ سب بھارت کے زوال کا ذکر کیوں کرتے ہیں۔ یہ سب چھوٹے بڑے عورت و مرد آج بھارت کے قحط و پلیگ کی کتھا سنکر کیوں آنسو بہاتے ہیں۔ یہ سب غلط فہمی زمانہ کا پرتاپ ہے۔ وقت تھا کہ بھارت میں تمام غیر ممالک کے طالب علم علم و ہنر سیکھنے آتے تھے۔ افلاطون فلسفہ ہند پر نثار رہا۔ یونانی فلسفہ بھارت کے درشن ودیا سے بہرہ ور ہوا۔ اہل عرب براہمنوں کے شاگرد رہے۔ غیر اقوام کے عالم یہاں کے طریق معاشرت کو سیکھنے کے واسطے آتے رہے۔ ہیون سانگ بھارت کی پدارتھ ودیا سے بہرہ ور ہوا مگر زمانہ بدلا۔ کیوں یا کس طرح بدلا۔ علیحدہ بات ہے۔ مگر بدلا۔ اس میں سب کو اتفاق ہے۔ دنیا میں وحدانیت اور قومی اتحاد کا خیال پیدا ہو گیا۔ عرب میں اس خیال کا معجزہ گر نبی پیدا ہوا۔ اس نے ایمان کی روح عرب کے ہر ایک بشر میں داخل کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ ایمان کی بجلی سے عرب کی ریت خنجر خنجر بن گئی۔ حضرت محمد اکیلا تھا۔ مگر وہ زمانہ کی طاقت کا مظہر تھا۔ زمانہ اس کا مددگار تھا۔ عرب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہندوستان کا زوال کس طرح ہؤا

کے لوگ اُس کے مشن سے منکر تھے۔ مگر یہ مشن زمانہ تھا۔ حضرت محمدؐ امی تھا۔ مگر اس کا دل زمانہ کی تمام طاقت سے قوی تھا۔ اس کی قوت ارادہ نے دشمنوں کو مغلوب کیا۔ حریفوں کو دوست بنایا۔ زمانہ کی تبدیلی کی صدا عرب سے اٹھی۔ ریگستان سے آواز نکلی تمام دنیا متحیر تھی۔ لیکن آواز ایسی خوفناک نکلی کہ دنیا کو جبراً و قہراً یہ سننی پڑی۔ ایک سو برس کے عرصہ میں اس آواز نے ہسپانیہ سے لیکر پیکین تک تمام دنیا کو اسیر جادو بنایا۔ جن اقوام نے اس آواز کو قبول کیا وہ مشرف بدین زمانہ ہوئیں۔ ہندوستان میں یہ آواز حضرت محمدؐ کی موت کے چار سو برس کے بعد پہنچی۔ مغربی ایشیاء بدل چکا تھا۔ ادھر آواز کا زور بھی بہت سا ختم ہو چکا تھا۔ خلافت کا دور دورہ پورا ہو چکا تھا۔ جب پہنچی مگر اپنے پورے زور میں نہیں تھی۔ اس واسطے ہندوستان اس کے اثر سے مذہبی طور پر بہت کچھ بچ نکلا۔ مگر اسلامی طاقت محض مذہبی جوش نہیں تھا۔ ایمان کی بجلی نے ہر ایک مسلمان کا دل ایک کر رکھا تھا۔ یہ قومی اجتہاد کی غضبناک طاقت تھی۔ بھارت باسی راجے مہاراجے اس طاقت کے اثر سے بالکل بے خبر تھے۔ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے تھے۔ ان میں یہ محبت نہیں تھی کہ اکٹھے ہو کر اس اجتہاد کا مقابلہ کر سکیں۔ اس واسطے فنا ہوئے زمانہ کی چال کو نہ سمجھے آفت کا شکار ہوئے۔ اور ایسے گرے کہ پھر اٹھنا ناممکن بن گیا۔ مذہبی دورہ ختم ہو گیا۔ زمانہ اپنا مذہبی سین ختم کر چکا۔ اسلامی سین کے اختتام کے بعد زمانہ نے نیا رخ اختیار کیا۔ مذہبی پردہ ڈالا گیا اور زمانہ نے نیا سین شروع کرنا چاہا۔ مغربی ممالک میں نئی روح بیدار ہوئی۔ یورپ کے پیروں نے اہل سائنس کی ابتدائی آواز کو کچلتے ہوئے ہرگز خواب و خیال میں بھی قیاس نہیں کیا تھا کہ وہ دن آئیگا کہ لوگ مذہب کی تمام قیود سے آزاد ہو جائینگے۔ اور پوپ کی مسلمہ تابعداری ایک خیالی بات بن جاویگی۔ یورپ کے اندر تیرھویں و چودھویں صدی کے مذہبی سرگرمی پوپ کی شاہانہ حکومت کا دور۔ جو زمانہ کی لاپرواہی یا فرانس کی نئی قانونی مذہبی اختراع سے مقابلہ کریں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آخر سائنس پھیل گیا مذہب کو اپنا پچھلا حساب بے باق کرنا پڑا۔

لیکھاد

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرنا پڑا۔ سائنس نے لوگوں کا ایمان تمام غیبی جادوگری۔ الہامی شریعت مذہبی ذمہ واری سے علیحدہ کر دیا۔ مذہب فیشن بن گیا مادہ پرستی دنیا کے ہر ایک عمل میں نمایاں ہوئی۔ سائنس کی نئی نئی اختراعات نے روزگار اور دولت کا دروازہ دنیا کے سامنے کھول دیا جن اقوام نے زمانہ کی اس صدا سننے میں جلدی کی وہ اقبالمند بن گئیں جنہوں نے غلط فہمی سے۔ یا غفلت سے اس آواز کو نہ سنا۔ وہ ترقی و اقبالمندی کے میدان میں پیچھے رہ گئیں۔ اور افلاس مصیبت کا شکار ہوئیں ٭ مادی علوم نے زمانہ پھر بدلا۔ مگر بھارت باسی بیچارے خواب غفلت سے بیدار نہ ہو سکے لیکن جب صدا اُن کے کانوں سے گذر روح تک پہنچ گئی۔ آخر ہوش آیا۔ زمانہ کی ضرورت کو سمجھنا پڑا۔ اور اس کے سخت قانون کی اہمیت سے واقف بننا پڑا۔ بھارت باسی اس گھمنڈ میں مست تھے کہ ان کی مصیبتوں کا علاج آسمان خود بخود کر دیگا۔ مگر زمانہ نے ان کو بتلا دیا ہے کہ ہر ایک قوم کا معالج حکیم اُن کے اپنے آپ سے نمودار ہوتا ہے۔ اور اُن کو اپنی مصیبتوں کا علاج آپ کرنا پڑتا ہے۔

(۲) تاریخ اس زمانہ کی رفتار و حرکت کو اپنا مضمون بناتی اور ٹھہراتی ہے۔ مگر سچ پوچھو تو اس کے اندر تاریخ کا ہرگز گذر نہیں۔ تاریخ محض محض اس کی بیرونی سطح تک محدود رہتی ہے۔ زمانہ کیونکر بدلتا ہے کس طرح بدلتا ہے کون طاقت اس کی متحرک ہے۔ کس طرح وہ اس کو بدلاتی ہے۔ غرضیکہ اس کی تبدیلی کے کیا قوانین ہیں۔ یہ موجودہ تاریخ کی پہنچ سے بالکل باہر ہے۔ یہ افسوس ہے کہ لوگوں کا علم عموماً اس کائنات کے بیرونی طبقات تک ہی محدود رہتا ہے وہ اس کے اندرونی طبقات کو ہرگز معلوم نہیں کر سکتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ زمانہ کی تکالیف کا شکار ہوتے ہیں۔ مگر قدرت کے حقیقی رازدان اس پردہ کے اندر داخل ہونے کا شرف رکھتے ہیں وہ زمانہ کی روش کے پہلے سے ہی خبردار رہتے ہیں۔ یہ یاد رکھو کہ اس زمین پر جتنے مہا پرش یا مہاتما ہوئے ہیں جتنے اوتار یا ہیرو ہوگئے ہیں جنہوں نے زمانہ کو بدلنے کا فخر حاصل کیا ہے۔ وہ اپنی طاقت سے زمانہ کو نہیں بدلتے ہیں۔ وہ خود زمانہ کے ہاتھ میں ایک زبردست ہتھیار ہوتے ہیں۔ تو زمانہ

٭ زمانہ کی مطابقت کے قانون سے مراد نیک اوصاف زمانہ کی تحصیل اور حالات وقت کی مطابقت ہے نہ کہ بُرائی یا بیہودگی میں بھی تقلید کرنا۔ دیکھو صفحہ ۸۱

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے آپ کو خود بدلنا ہے۔ اپنا سین خود تبدیل کرتا ہے۔ یہ اس تمام تماشائے جہان کا خود تماشائی ہے۔ ہندو رشی اس طاقت کو کال کی مہاں طاقت سے پکارتے ہیں یعنی ([illegible]) ہے اسی کو کرم بولا جاتا ہے۔ اسی کا نام تقدیر ہے۔ خواہ کوئی شکل اختیار کرو یہ ہر جگہ موجود ہے۔ تم راجہ بن جاؤ۔ وہاں یہ اسی قسم کے حالات میں تمہارے گرد حلقہ بند بنتی ہے۔ غریب ہو جاؤ۔ افلاس میں بھی تمہارے گرد موجود ہے۔ ہر ایک حالت میں انسان کے گرد یہ موجود رہتی ہے۔ اسی کو شاستر میں بھاوی کے نام سے پکارتے ہیں۔ یہ امٹ ہے۔ یہ اشخاص یا اقوام کے افعال کا نتیجہ ہے۔ تمام جہان اس کی خوراک ہے۔ تمام کائنات اس کا کھیل ہے۔ یہ ایشوری طاقت ہے۔ خدائی ظہور ہے۔ تمام قدرت اس کے ماتحت چلتی ہے۔ تمام سرشٹی اس کی غلام ہے۔ ستیہ یگ۔ تریتا۔ دواپر تمام اسی کا دوسرا اظہار ہیں +

زمانہ کال بھگوان ہے خدائی ظہور ہے

یہاں یہ سوال ہوتا ہے کہ انسان زمانہ کو تبدیل کرتا ہے یا زمانہ انسان کو تبدیل کرتا ہے۔ اگر انسان محض مفعول ہے تو اس کے اندر خدائی جلوہ کا ظہور نا ممکن القیاس ہے۔ قدرت کے ہر ایک عمل میں دو طرفہ کارروائی ہوتی ہے۔ فاعل اور مفعول کا سلسلہ۔ علت و معلول کا سلسلہ ہر ایک جگہ موجود ہے۔ تمام معاملات دنیا کے بامعنی ہیں یا نتیجہ ہیں۔ کوئی فعل بلا وجہ نہیں زمانہ فاعل ہے۔ مگر یہ اس فاعلیت میں انسان کو بھی حصہ دار بناتا ہے۔ یہ تمام دنیا انسان کی قوت ارادہ اور تقدیر کے باہمی جنگ و جدل کا کھیل ہے۔ جب انسان کی ([illegible]) اپنا کام عیاں دکھلاتی ہے۔ لوگ خدائی طاقت سے منکر ہو جاتے ہیں جیسے زمانہ موجودہ میں جب انسان کی تمام قوت ارادہ یا آزادانہ خواہش کسی کام کو باوجود تمام طاقت کے کرنے میں ناکامیاب ہوتی ہے لوگ اس ناکامیابی کو تقدیر سے منسوب کرتے ہیں۔ مگر اس قدرت کا کچھ ایسا قاعدہ ہے۔ کہ یہ بارہا کوشش کے بعد آخر کبھی کبھی کامیابی کا منہ دکھلا دیتی ہے۔ اس واسطے انسانی فاعلیت دور نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ اکثر غائب ہو جاتی ہے۔ یہی حال اقوام کی ترقی کا ہے۔ جو اقوام زمانہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی تکالیف کو برداشت کرنے کے ناقابل بن سراسر مایوسی میں اپنے جلوہ کو ضائع کر دیتی ہیں وہ عدم میں داخل ہوتی ہیں۔ جو اقوام ان تمام تکالیف کو برداشت کر برابر مقابلہ میں ڈٹی رہتی ہیں وہ آخر زمانہ کا مقابلہ کر کامیاب ہوتی ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندو قوم آفات کا شکار رہے۔ حالات کی غلام ہے۔ مگر جس ثابت قدمی سے خواہ کیسی ہی حالت میں اس قوم نے مصائب زمانہ کی برداشت کی ہے۔ وہ ضرور اس امر کا یقین دلاتی ہے۔ کہ زمانہ آخر اس کے دن اچھے لائیگا۔ مگر اس سے پیشتر اسکو زمانہ کی تمام ضروریات سے واقف ہونا لازمی ٹھہریگا۔ تمام اوصاف زمانہ سے باخبر بننا پڑیگا۔ اور یہ شاید اس کا آخیری امتحان ہوگا۔ تکالیف زمانہ برداشت کرنے میں دھرم سب سے اعلےٰ طاقت ہے جو انسان کو۔ اقوام کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ تمام تکالیف کا پورا مقابلہ کر آخر ان پر غالب آسکیں۔ جن اقوام میں دھارمک جلوہ پورے طور پر عیاں نہیں ہوسکا وہ بالکل غارت ہوگئیں ہیں۔ جیسے قدیمی اہل مصر۔ اہل بابل اپنا تمام ظہور اس دنیا سے بالکل مٹا چکے ہیں۔ مگر جہاں دھارمک جلوہ اپنے پورے زور سے عیاں ہوچکا ہے۔ اس قوم کا تباہ ہو جانا آسان امر نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بھارت ان تمام مصائب کے مقابلہ میں زندہ رہا ہے اور آج یہ نور زندگی سے منور ہونے کی امید کرتا ہے۔ بشرطیکہ یہ کال کی سوکشم گتی کو بخوبی سمجھ جاوے ؎

اقوام کی ہستی یا بربادی کا راز

یہ یاد رکھو کہ انسان میں ایک طاقت ہے جو اس کال کی تمام شکتی پر آخر غالب آتی ہے۔ اس طاقت کا تھوڑا تھوڑا ظہور کبھی کبھی ہوتا رہتا ہے۔ بڑی بڑی مصیبتوں میں۔ بڑی بڑی جوکھوں میں انسان کے اندر سے یہ صدا آتی رہتی ہے کہ تو آخر ان تمام تکالیف پر غالب آئیگا۔ موت میں مایوسی میں یہ اسے دوبارہ زندہ ہونے کی امید رکھتا ہے۔ مرتے ہوئے ہی نہیں مرتا۔ ڈوبتے ہوئے نہیں ڈوبتا یہ تمام قدرت بدل جاتی ہے مگر وہ طاقت پرواہ نہیں کرتی۔ انسانی قوت ارادہ اس کا ایک جوہر ہے۔ آزادانہ خواہش اس کا ایک جلوہ ہے تمام عمارت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تہذیب مادی یا روحانی اُس کا ایک ناٹک ہے۔ مہاکال یا مہادیو اسی کا ظہور ہے یہ طاقت زمانہ کی تمام قوت پر غالب ہے۔ جب انسان اس مہان بل وان شکتی کا سہارا لیتا ہے۔ اس کی تمام مایوسی۔ آفت و مصیبت راحت میں بدل جاتی ہے وہ زمانہ کا مقابلہ کرتا ہوا۔ اس کے ہر ایک پردہ سے گذرتا ہوا محض تماشائی بن سہارے کھیل ناٹک کو دیکھتا جاتا ہے۔ مگر اس کی تبدیلی سے موثر نہیں ہوتا۔ مصائب دنیا پر غالب آتا ہوا پاکا ہے یکا ہے مغلوب بنتا ہوا۔ دل اس لازوال طاقت کے سپرد کرتا ہے اور آخر تمام قدرت سے فاتح بنکر نکلتا ہے۔ یہی زندگی اور تاریخ کی فلاسفی ہے۔ اس کا کھلم کھلا حل اس دنیا میں امر محال ہے۔ بقول حافظ کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت ایں معمارا۔

(۳) ہم نے بیان کیا کہ زمانہ کی فاعلیت میں انسان بھی حصہ دار ہے۔ زمانہ انسان کو اپنی تبدیلی کے واسطے فاعل بناتا ہے یہ علم صداقت کی معرفت بدلتا ہے مگر تبدیلی کا عزت و خطاب۔ حضرت انسان کو عنایت کرتا ہے۔ جو رخ اس نے اختیار کرنا ہوتا ہے۔ اسی قسم کے خیالات لوگوں کے اندر جانشین کرواتا ہے۔ ان خیالات سے بیدار ہو کر لوگ اپنی لیاقت اِن خیالات کو ہر ایک شخص کے خیالات بنانے کے واسطے ارپن کر دیتے ہیں۔ جب وہ خیالات ہر ایک بشر کے اندر پیدا ہو جاتے ہیں۔ تبدیلی مکمل ہو جاتی ہے۔ اور زمانہ بدل جاتا ہے۔ ہر ایک تبدیلی کا یہی راز ہے جو اشخاص اول ہی اول اس علم صداقت کی آواز نکالتے ہیں اُن کو زمانہ کی جہالت سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر مسیح یا برنو کے حالات یادگار روزگار ہیں ہر ایک نئی صداقت علم کو عوام الناس کی باطل خیالی سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اصول قدرت ہر ایک جگہ میں یکساں عمل کرتا ہے۔ قدرت خود صداقت کی معاون ہے یہ اسکے اظہار میں خود مددگار بنتی ہے موجودہ سائنس کی ترقی کے واسطے سائنس کے اول ہی اول موجدوں کو وقت کی باطل پرستی کا شکار بننا پڑا تھا بعضوں کو آگ میں جلایا گیا تھا گلیلیو اور روجر بیکن کی تکالیف سے آج تک تاریخ نالاں ہے۔ مگر چونکہ وہ علم کے نئی صداقت کو پیدا کرنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

والے اشخاص تھے اپنے خیالات کی صحت کے قائل تھے۔ انکا مشن نیکی اور صداقت علم کی اشاعت تھا۔ پس انکے خیالات نے دنیا میں نئی روح پھونک دی اور زمانہ بدل گیا۔ علم و تعلیم کی اشاعت نے آزادی خیالات کا دروازہ کھول دیا۔ اور سائنس ایسا فتحیاب ہوا کہ تمام نا باطل پرستی کا ڈیرا دنیا سے اٹھا دینے پر آمادہ ہو گیا مگر افسوس۔ اسکی جگہ سائنس نے بدی سائنس کے اس زمانہ کی صدا [illegible] پیدا ہے۔

مادی تہذیب کے معراج

یہ وقت تجارت اور سیاست مدن کا ہے۔ یہی شے تمام اطراف سے دنیا میں گونج رہا ہے۔ دنیا کے تمام مدارج اس وقت تجارتی ہیں۔ انسان کے تمام تعلقات اس کائنات میں اسی معراج سے ماپے جا رہے ہیں۔ نیکی وہ ہے جو مفید عام ہو۔ جس سے ہمیں کوئی فائدہ حاصل ہو جس سے عوام کو فائدہ حاصل نہ ہو وہ بدی میں شمار کیا جاتا ہے۔ دوست وہ ہے جو وقت مصیبت کام آئے۔ عورت وہ ہے جو ہماری نفس پرستی کے واسطے سامان بہم پہنچا سکے۔ عورت اس مرد سے پیار کرنا نہیں چاہتی جو اس کو طرح طرح کے زیورات۔ آرائش کے سامانات۔ عیاشی کے لوازمات بہم نہیں پہنچا سکتا۔ کوئی آدمی اس شخص کو دوست رکھنا نہیں چاہتا جس کے پاس اپنے دوست کی بروقت یا بے وقت امداد کے واسطے روپیہ نہ ہو۔ جو اپنے دوست کی خاطر داری نہ کر سکے جو خود صاحب حیثیت نہ ہو۔ ایک امیر بھائی دوسرے غریب بھائی سے نفرت کرتا ہے۔ اس کو زبان سے بلانا شرم خیال کرتا ہے۔ نادار ماں باپ سے اولاد بھاگتی ہے۔ سوسائٹی غریب کو اپنی فہرست ممبری سے خارج کرتی ہے۔ دنیا روپیہ گننے کے فکر میں لگی ہوئی ہے۔ اس کو کسی دوسری بات کا ہوش نہیں ہے۔ چونکہ ہر ایک شخص میں خود پرستی کا خیال بڑھا ہوا ہے۔ اس لیے ایک دوسرے کا پورا اعتبار نہیں کرتا۔ اس واسطے سیاست مدن میں پنچایت سے حکومت یا جمہوری حکومت Democracy عوام الناس کی اپنی حکومت۔ رعایا کے حقوق کا سوال سب طرف زور پکڑ رہا ہے۔ مادی تہذیب کی پہلی صدا انسان کے حقوق

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے زمانہ میں عزت کی جگہ دولت لیتی ہے۔ حکام ذاتی قابلیت یا وراثت سے حکومت نہیں کرتے ہیں بلکہ قابلیت جائداد سے۔ پارلیمنٹ۔ کانسٹی ٹیوشن۔ عوام الناس کی رائے کا خیال ہر طرف پھیلایا جاتا ہے۔ مزدوروں اور دولتمندوں کے جھگڑے قضیئے۔ ہڑتالیں۔ اور دیگر ایسے قوانین انسانی سوسائٹی کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ خود غرضی مقصد زیست بنتی ہے۔ صنعت اور سائنس کے فنون لطیفہ صفات اخلاق میں شمار ہوتے ہیں۔ انجام کار تمام انسانی تعلقات فسخ ہوتے ہیں انسان خدائی یادداشت کو بالکل فراموش کرتا ہے۔ اپنے عنصر زندگی کو بھولتا ہے۔ اس کے اعلیٰ جذبات اسواسطے غائب ہوتے ہیں۔ کہ وہ ایسا سمجھا نہیں کرتے ہیں جس کی جانب وہ مخصوص کئے گئے ہیں اسکی بخشش اور اسکا دماغ تن پروری میں لگتا ہے۔ یہ کارلائل کے الفاظ میں بدامنی کا زمانہ ہے۔ یہ باہمی مقابلہ عالمگیر خرمن لہو ولعب کا وقت ہے جو کہ ہے بلکہ اپنا اثر جبر و تشدد ظلم و ستم میں ظاہر کرتا ہے۔ سماجی سوسائٹی پراگندہ بنتی ہے جسطرح مادہ صحت کی معدومیت سے انسانی جسم برباد ہوجاتا ہے عین اسیطرح (عنصر محبت) کی معدومی سے سوسائٹی کے جسم کے اجزا میں ابتری پھیل جاتی ہے۔" ایڈورڈ کارپنٹر

(۴) زمانہ ہمیشہ بدلتا ہے وقت آئیگا کہ مادی خیالات دنیا سے رفو چکر ہونگے

روحانی تہذیب

حضرت انسان میں نئی زندگی داخل ہوگی۔ لوگ ایک دوسرے میں پورا اعتبار کرینگے۔ ایک دوسرے کی تکالیف کو پوری محبت سے اور پوری ہمدردی سے دیکھینگے۔ سب کی طرف محبت اور پریم کی نگاہ ڈالینگے۔ تمام قدرت کو عبادت اور حقیقت کی نظر سے دیکھینگے قدرت منبین نہیں رہیگی۔ اس کا ہر ایک تعلق انسان کے ساتھ خالص محبت اور پریم سے وابستہ معلوم ہوگا۔ دیا سب کا دھرم ہوگا۔ اہنسا سب کا اعتقاد ہوگا۔ جرند و پرند و حیوانات کو امان ملیگا۔ گوشت خوری کی سزا ویسے ہی مقرر ہوگی۔ جیسے کہ آجکل مردم کشی کی سزا مقرر ہے۔ اخلاقی جلوہ دنیا میں چمکیگا۔ روحانیت کا اپدیش سب طرف پھیلیگا۔ یہ جلوہ دنیا میں ایک بار پہلے چمکا ہے۔ زمانہ دورہ میں ایک بار پھر اسکو تازہ کریگا۔ ہندو تہذیب اسی جلوہ کی تاریخ ہے۔ ہندو رشی اس کے موجد اور محقق ہیں۔ وہ اپنے زمانہ میں ایک بار اس کو دنیا میں عیاں دکھلا چکے ہیں۔ مگر پھر نئے رشی پیدا ہونگے۔ زمانہ اپنا اصلی جلوہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک بار پھر دنیا میں تر و تازہ کریگا۔ مگر اس کے ظہور سے پیشتر تاریخ دنیا میں عجیب انقلابات ہونگے۔ آیندہ کی پیشین گوئی کرنا قرین مصلحت نہیں۔ مگر اس بات کا اظہار کردینا ضروری ہے۔ کہ تبدیلی کی صدا نکل چکی ہے۔ مادی تہذیب کا بول افشا ہوچکا ہے۔ کال بھگوان کا چکر پلٹیگا۔ حضرت انسان کے اندر روحانی خیالات کا پرتو آغاز ہوگیا ہے۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ اس تبدیلی زمانہ میں بھارت کا کیا حصہ ہوگا۔ اور پرچین برہم ودیا کو کس قدر درجہ ملیگا۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ بھارت کی برہم ودیا کال کی آہ گاہی گنتی ہیں اعلےٰ حصہ دار بنیگی اور اہل دنیا کو اپنے جلوہ حقیقی سے مستفید کرے گی +

معراج کا مکمل حصول سوسائٹی کے واسطے مجموعی طور پر محال ہے

تاریخ دنیا میں معراج زندگی کے حصول کی کوشش بارہا کی جاتی ہے ہر ایک زمانہ میں ایسے انسان پیدا ہوجاتے ہیں۔ جو انسانی زندگی کے اعلےٰ معراج کو خلقت خدا کے سامنے پیش کرنا اپنی زیست کا مدعا خیال کرتے ہیں۔ یہ لوگ وقت کی ضروریات کا حتے الوسع خیال رکھتے ہیں۔ مگر چونکہ حقیقت شناس ہوتے ہیں وقت کے قواعد کی پابندی سے لوگوں کو آگے لیجانا چاہتے ہیں۔ دراصل وہ لوگ ریفارمر یا پرتک ہوتے ہیں وہ زمانہ کو نئے ڈھنگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ وہ قدرت کے اصلی خدمت گذار ہوتے ہیں۔ قدرت انکی اصلی مددگار ہوتی ہے۔ اسی واسطے وہ اپنے مقاصد میں پورے کامیاب ہوتے ہیں۔ اپنی جان اپنے مشن کی خاطر قربان کرجاتے ہیں۔ مشن اُن کی موت کے بعد پھلتا پھولتا ہے۔ نئے فرقے۔ نئے مذاہب۔ نئے خیالات تہذیب کے ایسے ہی زبردست ارواح بانی مبانی ہوتے ہیں۔ دنیا داران کو اوتار۔ مہاتما۔ مہاپرش۔ پیر و پیغمبر نبی کہکر پکارتے ہیں۔ اُن کی تعظیم وتکریم کو ہزاروں لاکھوں آدمی اپنا عقیدہ قائم کرتے ہیں۔ یہ لوگ کتابیں لکھتے ہیں۔ لیکچر دیتے ہیں۔ مگر معراج ہمیشہ دور رہتا ہے معراج کا پورا پورا حصول اس زمین پر مشکل امر ہے ساری تاریخ اس کی کوشش میں ہی ختم ہوتی ہے۔ البتہ جس قدر کوئی زمانہ معراج کے نزدیک آتا جاتا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دنیا کا رخ بجانب ترقی اور جس قدر معراج سے دور ہوتا جاتا ہے۔ دنیا کا رخ بجانب تنزل خیال کیا جاتا ہے۔ مگر جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہر ایک زمانہ کا معراج علیحدہ ہے اس واسطے ہر ایک زمانہ میں انسان کی ترقی کو اس زمانہ کے معراج سے ہی ماپا جاتا ہے۔ مادی زمانہ میں انسان کی ترقی کو روحانی معراج سے تشبیہ دینا شاید پورے طور پر بجا نہیں ہے۔ مگر چونکہ ہندو تہذیب کا ہر ایک معراج روحانی ہے۔ اس واسطے ہم کو لازم آتا ہے کہ ہم اس کے معراج کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ زمانہ کی حالت کا بھی نقشہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے جاویں۔ تاکہ اہل بصارت کی توجہ اصلیت کی جانب مبذول ہو۔ اور دنیا سے وہ اندھیر جو تمام جہان کے عذاب کا باعث بن رہا ہے۔ آہستہ آہستہ دور ہو جانے کی امید قائم ہو۔

متذکرہ بالا حالات سے بخوبی ظاہر ہے کہ دنیا میں کوئی ترقی مسلسل نہیں ہوتی۔ اگر سوسائٹی ایک پہلو میں بڑھتی ہے۔ تو دوسرے پہلو میں کمزوری اور تنزل کا نشانہ بنتی ہے۔ مادی زمانہ میں روحانی علوم سے لوگ متنفر ہوتے ہیں۔ سائنس کی ایجادیں بڑھتی ہیں تو اس کو دنیا کی نفس پرستی کا سامان بنایا جاتا ہے۔ دولت بڑھتی ہے تو عیاشی کے لوازمات ہم رکاب ہوتے ہیں۔ طاقت بڑھتی ہے تو کمزوروں کو ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ غرضیکہ قدرت کی رفتار ہمیشہ ترقی یا تنزل کی جانب نہیں ہے۔ اور نہ ہی ہو سکتی ہے۔ لوگ ایک ہی زمانہ کے حالات کو نظر کے آگے رکھتے ہوئے دنیا کی ترقی یا تنزل کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اور موجودہ زمانہ کی مادی ترقی کو روحانی تہذیب پر فوقیت دیتے ہیں۔ مگر یہ سب خام خیالی ہے۔ قدرت جب اپنا ایک ناٹک ختم کر چکتی ہے دوسرا آغاز کر دیتی ہے۔ ہر ایک ناٹک کے ناظرین۔ اس ناٹک کو تمام پچھلے ناٹکوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ مگر در اصل ہر ایک ناٹک اپنی صفت میں نرالا ہے اور اپنی اپنی جگہ ہر ایک قابل تعریف ہے۔ ہر ایک بامعنی ہے۔ اور مفید ہے۔

(۵) اس تمام تبدیلی میں زمانہ ایک راز مفہوم رکھتا ہے۔ یہ راز حضرت انسان کی تکمیل اخلاق ہے۔ کامل انسان کو اپنے ایک ناٹک سے دوسرے ناٹک میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایکٹر بنتا ہے۔ ایک زمانہ کا حاکم دوسرے زمانہ کا محکوم بنتا ہے۔ ایک زمانہ کا دولتمند
دوسرے وقت کا مفلس بنتا ہے۔ اس تھوڑی سی زندگی میں جب اتنے انقلاب ہیں
تو قدرت کے وسیع میدان میں تبدیلی کا اندازہ کرنا احاطہ امکان سے باہر ہے انسان
ایک جنم سے دوسرے جنم میں مختلف حالات قدرت کا مطالعہ کرتا ہے۔ آخر جب تمام
تبدیلی کا راز مفہوم کر لیتا ہے۔ تو قدرت کا اندرونی پردہ افشا ہو جاتا ہے۔ اس پردہ
کی مکمل افشائی پر حق بیں ہوگی۔ جنم اور موت کے تمام جنجال سے آزاد ہوتا ہے +

اب اس اخلاقی تکمیل میں عورت کا وجود اور اس کا مرد کے ساتھ باہمی ملاپ
لازمی شرط ہے۔ کوئی تہذیب ہو۔ کوئی زمانہ کی رفتار ہو۔ مگر یہ ملاپ لازمی اور
ضروری ہے۔ قدرت اس ملاپ کے بغیر اپنے کسی فعل یا عمل کو ہرگز ظہور میں نہیں
لا سکتی۔ عورت قدرت کے باغ میں خوبصورت پھول ہے جس کی چمک اور
خوشبو سے یہ دماغ کائنات معطر ہو رہا ہے۔ استری جہان کا رتن ہے۔ قوم کا زیور
ہے۔ جہاں اس کی عزت نہیں وہاں سب کچھ برباد ہے۔ خواہ مادی دنیا کے عالم اس
کائنات کی کوئی تعبیر کریں۔ تاہم یہ روحانی ہے۔ انسان کے تمام تعلقات اس کائنات
کے ساتھ روحانی ہیں۔ مردہ مادہ اس کائنات میں نہ کہیں ہے اور نہ ہی کہیں ہوگا
متحرک یا غیر متحرک مادہ دونو زندہ ہیں۔ سو رہیں۔ حرکت مادہ میں سے خود بخود بیدار
ہوتی ہے۔ مادہ میں سوبیت ہر جگہ موجود ہے۔ بعض جگہ افشا اور بعض جگہ غیر افشا
حالت میں۔ قدرت اپنی بناوٹ میں کسی کی محتاج نہیں۔ یہ مجموعی طور پر مکمل ہے
کیونکہ یہ ایک مکمل روح کا ظہور ہے۔ کائنات کی پیدائش ختم نہیں ہو چکی یہ ہمیشہ
جاری رہتی ہے۔ اس کائنات کا خدا اپنے کام کو ختم کر کے آرام سے سو نہیں رہا ہے
حضرت انسان اپنے خیالات اور ضروریات کے مطابق خدا کا خیال قائم کرتا ہے۔ ہر ایک
قوم کا خدا ویسے ہی نرالا ہے۔ جیسا کہ ہر ایک کا مذہب، دستور العمل نرالا ہے۔ ہر
ایک کا معبود عابد کے خیالات سے محدود ہے۔ معبود ہر صورت میں عابد کی معراج
پرستش معراج زندگی ہے۔ عربی خدا یا بہشت عربی خواہشات کا مظہر ہے۔ ہند

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

برہم وِدیا کا معراج مہرشیوں کی پاکیزگی کا مظہر ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ یہ کائنات مکمل ہے۔ مغربی سائنس ابھی تک اس کا ایک پہلو بھی وچار نہیں سکا۔ علم کا سمندر ابھی تک اپنی لامحدود وسعت میں بالکل چھویا نہیں گیا ہے۔ کائنات اپنا مکمل پن ہر جگہ ظاہر کرتی جاتی ہے درحقیقت مقصد پیدائش اس مکمل پن کا اظہار ہے۔ جو مہاتما اس مکمل پن کو بخوبی مفہوم کر لیتے ہیں۔ وہ قدرت کی تمام بندشوں سے آزاد ہوتے ہیں اس قدرت میں ایک راز نہاں ہے۔ یعنی کائنات آتما کے جلوہ کو ہر جگہ عیاں کرتی ہے۔ یہ آتما قدرت کا مالک ہے۔ پرکرتی کا پریرک ہے۔ یہ اسی کی بدولت ہے۔ کہ پرکرتی زندہ ہے۔ اسی کو شاستر پُرش بتے ہیں۔ یہ تمام کائنات اس پرش کے جلوہ کو اپنے ہر ایک پہلو میں اظہار کرتی جاتی ہے۔ درحقیقت تمام پیدائش پرکرتی اور پرش کا ظہور ہے۔ معدنیات۔ نباتات۔ حیوانات۔ انسان۔ دیوتا۔ غرضیکہ سرشٹی کے تمام محکمات میں ان دونوں طاقتوں کا ظہور ہے۔ ان دونو کے ملاپ سے ہی سرشٹی بنتی ہے +

کائنات کے ہر ایک محکمہ میں نر اور مادہ کی موجودگی

دو مختلف قسم کی معدنیات ملتی ہیں تو اُن کے ملاپ سے ایک بالکل نئی طاقت نمودار ہو جاتی ہے جو گن۔ سوبھاو۔ کرم میں ان دونوں سے بالکل اختلاف رکھتی ہے۔ یہ اختلاف کہاں سے پیدا ہوا۔ اس کے جواب میں یہ عرض کر دینا بالکل ضروری ہے۔ کہ اس اختلاف کا مادہ ان دونوں معدنیات میں پہلے ہی موجود تھا۔ ایک دھات کو نر دوسری کو مادہ خیال کریں۔ دونوں کے ملاپ سے قدرت ایک نئی اولاد پیدا کرتی ہے۔ یہی اصول نباتات میں موجود ہے۔ دو مختلف قسم کے درختوں کے بیجوں کو قدرت ملاتی ہے اور ایک نیا درخت پیدا کر دیتی ہے۔ اس قدرت میں کوئی درخت خود پیدا نہیں ہوتا جب تک نر و مادہ درخت کی طاقت باہمی ملاپ سے وصل نہ کرے +

نر درخت علیحدہ موجود ہیں۔ مادہ درخت علیحدہ ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ہوا۔ زمین پانی دونوں کو ملا کر ایک نیا درخت پیدا کر دیتے ہیں۔

یہ علم معدنیات اور علم نباتات کے رموز ہیں پہلا راز سائنس کیمسٹری کا مفہوم ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوسرا عالم نباتات کو بناتا ہے۔ حیوانات میں نر و مادہ کی موجودگی اظہر من الشمس ہے چھوٹے چھوٹے کیڑوں پتنگوں میں یہ موجود ہے۔ حضرت انسان کے قالب میں اس کا ظہور محض قدرتی خاصیت ہے۔ دیوتائی سرشٹی میں بھی یہ موجود ہے۔ ہندو محقق دیوتاؤں کے ساتھ اُن کی دیوی شکتی کا ظہور مفہوم کرتے ہیں۔ اندر کے ساتھ اندرانی ہے۔ وشنو کے ساتھ لکشمی ہے۔ برہما کے ساتھ سرستی ہے۔ شوجی کے ساتھ ستی ہے۔ پس یہ تمام کائنات باہمی ملاپ نر و مادہ کا ظہور ہے۔ اور اس واسطے میتھونی سرشٹی کہلاتی ہے ؛

مگر اس قدرت میں ملاپ بغیر محسوسیت کبھی نہیں ہوتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ ملاپ اور محسوسیت لازم ملزوم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرا ممکن نہیں۔ معدنیات اور نباتات میں محسوسیت ہے۔ معدنیات ایک دوسرے کو کشش کرتی ہیں یا پرے ہٹاتی ہیں نر مادہ درخت ایک دوسرے سے مل کر نیا جلوہ نئی خوبصورتی و رونق ظاہر دکھلاتے ہیں۔ اگرچہ محسوسیت پوری منکشف حالت میں نہیں ہے۔ جوں جوں قدرت اپنی منازل میں بڑھتی جاتی ہے۔ اس محسوسیت کا انکشاف بڑھتا جاتا ہے۔ جہاں محسوسیت ہے وہاں اخلاقی حس بھی ضرور موجود ہے۔ نر و مادہ ملتے ہیں یہ ملاپ ہر جگہ ایک قسم کی نفسانی لذت کو پیدا کرتا ہے۔ حیوانات میں لذت بار اول اپنا پورا عیاں جلوہ دکھلاتی ہے۔ جو لطف لذات نفسانی کا حیوان حاصل کرتے ہیں وہ انسان کو ملنا ناممکن الخیال ہے۔ یہی ایک وجہ ہے کہ نفس پرست لوگ لذات نفسانی کے حصول کی خاطر شراب۔ کباب وغیرہ منشیات کو استعمال کر کے اپنے دل و دماغ میں حیوانی جذبہ پیدا کرنے کے واسطے اس قدر ساعی ہوتے ہیں۔ اور باوجود انسان ہونے کے حیوانانی عادات کو حاصل کر زندگی کے مزے لوٹنا چاہتے ہیں۔ کثافت میں نفسانیت کا جو آنند ہے وہ لطافت میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ جوں جوں یہ کائنات کثیف طبقات سے لطیف طبقات میں پہنچتی جاتی ہے۔ نفسانی جذبہ کم ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کا آنند بھی کم ہوتا جاتا ہے۔ عالم انسانی میں یہی نفسانی جذبہ ایک مستقل خانہ داری کی صورت میں تبدیل ہوتا ہے۔ اور محض حیوانی نفسانیت ایک پاکیزہ رنگ اختیار کرتی ہے۔ مرد اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور عورت کے تعلقات ایک عارضی جذبہ سے دیر پا محبت کے رشتہ میں متغیر ہوتے ہیں۔ دونوں کے باہمی ملاپ کو شریعت یا مذہب متبرک ٹھہراتا ہے اور قانون شادی نافذ کرتا ہے +

(۶) تمام قدرت کا ظہور پیدائش ان دو طاقتوں کے ملاپ سے ہے۔ یہ دونو اجزائے مکرر پیدائش کے کام کو جاری رکھتے ہیں۔ اور چونکہ قدرت کا کوئی فعل پیدائش ان دونوں کے ملاپ کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لئے ایک جزو دوسرے کے بغیر نکما ہے نر کا کوئی حق نہیں کہ مادہ کا کام کرے۔ مادہ کا کوئی حق نہیں۔ نر کا کام کرے۔ دونو کے وجود علیحدہ ہیں۔ فرائض علیحدہ ہیں۔ حقوق علیحدہ ہیں۔ چونکہ دونوں کا وجود اور ملاپ قدرت کی تکمیل کے واسطے لازمی ہے۔ اس لئے جہاں دونوں کا ملاپ ہے وہاں آرام۔ آسائش۔ خوبصورتی۔ رونق۔ طاقت ساتھ ہی ہم رکاب ہوتی ہے۔ جہاں یہ ملاپ قدرتی طور پر یا قدرت کے قواعد کے خلاف وقوع میں آتا ہے وہاں عذاب اور دکھ۔ لازمی شرط ہے۔ ملاپ سے ہماری مراد دونوں کی باہمی تکمیل کے اسباب کی یکجا فراہمی ہے۔ عورت کے اوصاف مرد میں نہیں ہیں۔ مرد کے اوصاف عورت میں نہیں دونوں کی عادات۔ حرکات۔ سکنات قدرت سے ہی مختلف ہیں۔ دونوں ملکر مطلب قدرت کو پورا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ اس واسطے ہمسری کا خیال فضول ہے۔ باہمی مقابلہ اور برابری کا خیال محض یاوہ گوئی ہے۔ آدمی کے اوصاف بہادری شجاعت ہیں اس کا جسم نسبتاً مضبوط ہے۔ آدمی مبداء فیضان ہے عورت مادہ فیضان ہے۔ یعنی ایک سے فیضان کی تاثیر پیدا ہوتی ہے دوسرے میں فعل اسی تاثیر کا ہو کر کاروائی کل جہان کی جاری رہتی ہے۔ عورت کی صفات نزاکت و لطافت ہیں بہ لحاظ ان اوصاف کے دونوں کے فرائض بھی جداگانہ ہیں۔ عورت گھر بار بال بچوں کی خبرگیری کرتی ہے مرد حافظ جان و مال ہے +

انہی وجوہات سے شاستروں میں عورت کو مرد کی اردھانگی یعنی نصف جسم والی بولا جاتا ہے۔ رشی آئین میں کوئی یگیہ۔ دان۔ تپ۔ ہون۔ دیوپوجا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرم عورت کی موجودگی کے بغیر مکمل یا سپھل نہیں خیال کیا جاتا۔ اب ہم رشی آئیمیں میں عورت کے حقوق اور فرائض کا ذکر کرتے ہیں۔ کوئی حق بغیر کسی فرض کے اس دنیا میں ممکن نہیں ہو سکتا۔ دونوں لازم ملزوم ہیں۔ جس کو کچھ دیا جاتا ہے اس سے کوئی توقع خدمت کی بھی رکھی جاتی ہے۔ قدرت ایک چیز دیتی ہے اور اس کے صلہ میں دوسری کسی خدمت کی ہمیشہ امید رکھتی ہے۔ عورت مرد کی رفاقت کے تمام حقوق رکھتی ہے مگر آدمی کی ہمسری کا اُس کو کوئی حق حاصل نہیں ہے جس تربیت سے جس طریق سے یہ رفاقت قابل عزت بنتی ہے وہ تمام اس کا حق ہیں۔ آدمی کا کوئی حق نہیں کہ بجائے رفیق بنانے کے اس کو اپنی غلامی میں اسیر بند رکھے۔ اس کو گھر کی چار دیواری میں محبوس مستور کر ساری عمر کی قید بلا قصور دیوے۔ وہ آدمی کی جائداد نہیں ہے۔ وہ گھر کے اسباب کی طرح کوئی برتن یا کھلونا نہیں ہے جب چاہا تب خرید لیا۔ جب چاہا تب پھینک ڈالا۔ وہ مرد کی رفیق ہے۔ اور رفاقت کا تمام استحقاق رکھتی ہے۔ کوئی شخص اپنے رفیق کو غلام۔ یا قیدی بنا کر نہیں رکھتا۔ اگر ایسا کرتا ہے تو وہ اس کی رفاقت کا تمام حق کالعدم کرتا ہے۔ غلامی ہمیشہ اور ہر جگہ باطل پرستی۔ بد اخلاقی شیطانیت کا بدل ہے۔ یہ دوزخ کی زندہ علامت ہے۔ آزادی ہر جگہ اور ہمیشہ آزادی خیالات مضبوطی قوت ارادہ تقویت روح اور جسم۔ تکمیل اخلاق اور جلوہ روحانیت کی مظہر ہے۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ آزادی عورتوں کی ناپرہیزگاری میں انجام دیگی اس سے زیادہ ہتک آمیز خیال عورت کی مقدس ذات کے واسطے کیا ہو سکتا ہے کیا انسانوں کی نظر سے گم علیحدگی اور پردگی میں چھپا رہنا ہی عصمت کی دلیل ہے۔ کیا مالکِ کائنات کی آفرینش کا ایک اعلےٰ خوبصورت جز اسی واسطے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ مستور اور محبوس رہے۔ یہ ہمیشہ یاد رہے کہ پردہ اور عصمت ہرگز لازم ملزوم نہیں ہیں اور پردہ کی موجودگی عورت کی عصمت کی ہرگز دلیل نہیں ہے۔

بلحاظ رفاقت عورت نہ صرف آزادی کا استحقاق رکھتی ہے بلکہ وہ آدمی کی محبت الفت و خبرگیری و احتیاط کا پورا حق رکھتی ہے۔ یہ عورت کا حق ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہ مرد اس کی پوری خبر گیری کرے۔ اس کی آسائش و آرام کا پورا انتظام کرے وہ آدمی کی محبت و الفت کو اپنی طرف مائل کرنے اور قائم رکھنے کا پورا حق رکھتی ہے۔ مرد کا کوئی حق نہیں کہ وہ اپنی عورت کی محبت کو نظرانداز کر غیر عورت کی جانب اپنے دل کو راغب کرے جیسے عورت خاوند کی محبت پر پوری حقدار ہے۔ ویسے ہی خاوند کی کمائی پر وہ اپنا پورا حق رکھتی ہے۔ گھر کے انتظام خاندان کی خبرگیری کے معاملات میں رائے زنی اور حصہ داری میں وہ پوری مختار ہے۔ اور بچوں کی پرورش و تربیت کرنے میں وہ پوری حقدار ہے ٭

چونکہ مرد اور عورت ملکر تمام سوشل معاملات کو طے کرتے ہیں۔ اس لئے دونو سوسائٹی کی نظر میں قابل عزت ہیں سوسائٹی کا یہ مقدس فرض ہے کہ دونوں کے جداگانہ حقوق کا پورا خیال رکھے اور اپنے برتاؤ میں عورت اور مرد کی مقدس فرائض کے قدرتی فرق کو قائم رکھے۔ یہ سوسائٹی کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ عورتوں کے واسطے اُن کے خلاف عقیدت خلاف فطرت قوانین نافذ کرے اور ان کو بلا قصور اور بلا معقولیت غلامی یا اسیر بندی میں محبوس کرے۔ یہ عورت کا پورا حق ہے کہ اپنے متعلق معاملات میں بلحاظ ممبر سوسائٹی وہ اپنی رائے دینے کا حق حاصل کرے۔ ملکی انتظام میں اپنے متعلق امورات میں دخل دے ٭

مگر ہر ایک حق کے ساتھ فرض وابستہ ہے۔ قانون اور سوسائٹی کا یہ پورا فرض ہے کہ عورت سے ان فرائض کی ادائیگی میں پوری توقع رکھے۔ اور ایسے قوانین نافذ کرے جن سے ان فرائض کی ادائیگی باضابطہ اور باسلیقہ ہو سکے۔ اگر کوئی عورت ان فرائض کے پورا کرنے میں قاصر رہے۔ تو اسکو سوسائٹی کے آئین مطابق سزا دی جاوے ٭

چونکہ آزادی عورت کا پورا حق ہے۔ اس واسطے اس کا عین فرض ہے کہ اس آزادی کا ہرگز برا استعمال نہ کرے۔ بلکہ آزادی کو اپنی تکمیل اخلاق تقویت دل و دماغ کا موجب بناوے ویسے ہی چونکہ عورت کا پورا حق ہے۔ کہ خاوند کی محبت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو اپنی جانب قائم رکھے۔ یہ اس کا مقدس فرض ہے کہ وہ اپنا جسم و دل اپنے پتی کی سیوا میں حاضر رکھے۔ اور اپنے خاوند کے بغیر دنیا کے تمام آدمیوں کو اپنا بھائی یا باپ خیال کرے۔ اسی طرح چونکہ یہ اس کا حق ہے کہ سوسائٹی اس کے متعلق امور میں کوئی قانون بلا اس کی رائے زنی کے پاس نہ کرے۔ عورت کا یہ پاک فرض ہے کہ سوسائٹی کو بد اولاد پیدا کرنے سے ہرگز غلیظ اور گندہ نہ کرے۔

عورت کے فرائض

جس سوسائٹی میں عورت کے ان حقوق اور فرائض کی پوری نگاہ بانی کی جاتی ہے۔ وہاں اقبال و حشمت ہمیشہ ہم رکاب ہوتی ہے اور جہاں ان حقوق کو دیدہ دانستہ نظر انداز کیا جاتا ہے وہاں بد اخلاقی۔ بد اعمالی۔ افلاس اور بربادی لازمی انجام ہوتا ہے۔ ہم بیان کر آئے ہیں کہ تہذیب کے اصلی معنے انسان کی اخلاقی تکمیل ہے۔ پس جس سوسائٹی میں عورت کے ان حقوق اور فرائض کی پوری خبر گیری کی جاتی ہے۔ وہاں ہر ایک قسم کی ترقی۔ اقبال مندی۔ رونق۔ نیک اعمالی۔ خوش اعتقادی قائم رہتی ہے۔ درحقیقت کسی ملک کی تہذیب کا اصلی معیار اس ملک کی عورتوں کی حالت ہے۔ عورت ہی تمام اخلاق۔ روحانیت کی معیار ہے۔ ان کو با اخلاق بناؤ۔ ملک با اخلاق بنتا ہے۔ ان کو ناپاک بننے دو۔ اولاد ناپاک بنتی ہے۔ اولاد کی ناپاکیزگی سے ملک ناپاک بنتا ہے اور آخر برباد ہو جاتا ہے۔ جب ناپاکیزگی کا تخم عورتوں تک پہونچ جاتا ہے۔ تو پھر اس ملک کو کوئی طاقت غارت گری سے بچا نہیں سکتی۔ تمام ممالک میں بربادی اور تنزل یہی رخ اختیار کرتا ہے۔ پس جس آئین میں عورتوں کے حقوق اور فرائض کی پوری احتیاط سے نگہبانی کی جاتی ہے اس آئین کو مہذب اور شائستہ آئین خیال کریں۔ اس معیار کے مطابق موجودہ اور قدیمی زمانہ کا مقابلہ کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

(۷) مغربی ممالک میں عورتیں اپنے حقوق حاصل کرنے کی خاطر ہر ایک قسم کی جد و جہد کر رہی ہیں۔ خاص انگلستان میں یہ سوال ایک زبردست شکل اختیار کر رہا ہے کہ عورتوں کو ممبر پارلیمنٹ بنانے سے کیوں مزاحمت کی جاوے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان کے حقوق کو مرد اپنے پاؤں کے تلے کیوں کچلیں۔ مردوں کا کیا حق ہے کہ وہ عورتوں کے متعلق امورات میں اپنے حسب منشا قوانین پاس کرتے جاویں انگلستان کی عورتیں اب باخبر اور باعلم بن گئی ہیں وہ اپنے حقوق کو موجودہ زمانہ کی روشنی کے مطابق بخوبی سمجھتی ہیں وہ دیکھتی ہیں کہ بلحاظ تربیت عقل و دانش وہ کسی طرح قومی ترقی میں مردوں کے پیچھے نہیں ہیں۔ وہ دیکھتی ہیں کہ اُن کے ملک میں عورتیں ملکہ بن کر راج کرتی ہیں۔ میری۔ الیزبتھ۔ وکٹوریا تمام ملک پر حکمرانی کر چکی ہیں۔ تو پھر دیگر لائق مستورات کیوں ممبر پارلیمنٹ نہیں بن سکتیں۔ چونکہ نئی آواز ہے اس تبدیلی کو مکمل کرنے کے واسطے کچھ وقت درکار ہوگا؛

مغربی ممالک میں عورت کی حیثیت

عورتوں کے حقوق کا سوال نہ صرف انگلستان میں بلکہ دیگر تمام ممالک یورپ میں اب ایسی شکل اختیار کر رہا ہے۔ کہ مدبران زمانہ اس کو ہرگز نظرانداز نہیں کر سکتے۔ مغربی ممالک میں عورتیں اس وقت ڈاکٹری کرتی ہیں۔ وکالت کرتی ہیں۔ بیوپار کرتی ہیں۔ دوکانداری کرتی ہیں۔ استاد بنکر تعلیم دیتی ہیں کارخانوں میں کام کرتی ہیں۔ دفتروں میں کلرک بنکر اپنے فرائض کو ادا کرتی ہیں غرضیکہ ہر ایک صیغہ زندگی میں اب عورتیں ویسے ہی سرگرمی سے مصروف ہیں جیسے کہ مرد۔ ان سب باتوں کے باوجود ان کو مملکت کے انتظام میں کیوں حصہ دار نہ بنایا جاوے۔ عورتوں نے مغربی ممالک میں اپنی حیثیت کا نازک سوال اب بالکل طاق رکھدیا ہے۔ وہ مردوں کے برابر میدان مقابلہ میں ہر ایک قسم کے حقوق کی طلب گاری کی جانب رجوع کر رہی ہیں۔ مردوں کے کاروبار اور حقوق پر دست درازی کا سوال تو درکنار رہا۔ اب مردوں پر حکومت کرنے کا سوال پیش ہو رہا ہے۔ مگر یہ سب نتیجہ مغربی زندگی کے آزادانہ روش کا ہے؟

یورپ کے اندر تیرھویں اور چودھویں صدی کے زمانہ شولری کی حالت کو ذرا مطالعہ کریں مغربی لوگ عورت کو ان ایام میں ایک قسم کی دیوی بناکر پوجتے تھے۔ اس کے ہر ایک قسم کی دلجوئی کی خاطر بڑے بڑے جانباز اپنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جان کو معرض خطر میں ڈالنا فخر خیال کرتے تھے۔ بڑے بڑے اکھاڑے لگتے تھے
حسین سے حسین عورت ان اکھاڑوں میں کرسی نشین بننے کا فخر حاصل کرتی تھی
جس کی طرف وہ اپنی نگاہ ڈالتی تھی۔ وہ سمجھتا تھا کہ بس میں نہال ہو گیا۔ وہ اکھاڑے
کی ملکہ بننے کی عزت حاصل کرتی تھی۔ اکھاڑے کے اختتام پر وہ اپنے ہاتھ سے نشہ زور
بہادروں اور جانبازوں کو انعام تقسیم کرتی تھی نائٹ عورتوں کی رفاقت میں اپنی
جان بھی تصدق کرنا فخر خیال کرتے تھے۔ مگر اس تمام قدر و منزلت میں انسانی
تصور کی پاکیزگی کا خیال عموماً نظر انداز کیا جاتا تھا۔ یہ سب عزت اکثر نفس پرستی کے جذبہ سے
رنگدار تھی مغربی نائٹ عورت کو اس پاک نظر سے نہیں دیکھتے تھے جیسے کہ رومن
کیتھولک لوگ حضرت مریمؑ کو دیکھتے ہیں۔ مگر ہاں ہمہ زمانہ شولری عورتوں کی قدر و منزلت
کے بارہ میں یادگار تاریخ ہے مغرب اپنا پیرایک طرز زندگی تبدیل کر چکا ہے۔ اب
وہ شولری نہیں ہے۔ مگر تاہم عورت کی قدر و منزلت ان ممالک میں ایشیائی
ممالک سے بدرجہا زیادہ ہے اور یہ ایک وجہ مغربی ممالک کی ترقی اور
اقبال مندی کی ہے +

ایشیائی ممالک میں عورتوں کے حقوق کا سوال ابھی تک وہ شکل نہیں اختیار

ایشائے ممالک میں عورت کی حیثیت

کر سکا ہے جو مغربی عورتوں کو حاصل ہے۔ مگر
تاہم زمانہ کی رفتار کے مطابق آواز نکل چکی ہے۔ اور اگر زمانہ نے عنقریب عرصہ
میں اپنا طرز نہ بدلا۔ تو انہی خیالات کے مطابقت میں حسب منشا مغربی تعلیم یافتہ گروہ کے عورتوں
کے طرز زندگی میں بھی فرق آنے کا باوجہ گمان ہو سکتا ہے۔ بعض ممالک میں عربی آئین
کے مطابق عورت ابھی تک مستور ہے۔ اسے پردہ سے نکالنا گناہ خیال کیا جاتا ہے۔ اکثروں
کے نزدیک اس کی قدر ایک کھلونے یا بازاری اسباب سے زیادہ نہیں ہے۔ دوسروں
نے اسکے حقوق کو زر مہر پر مسدود کیا ہے۔ اور اس کے فرائض کو خاوند کی خوشنودی
مزاج۔ طبع پرستی پر محدود کیا ہے۔ گھر کی چار دیواری میں بند۔ دنیا کی تمام برکات زندگی
سے محروم۔ علم و تربیت سے خارج۔ محض خاوند کی متلون مزاج

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گی غلام وہ بیچاری چار و ناچار اس زمین پر اپنے ایام کاٹتی ہیں۔ سینکڑوں برس کی غلامی نے ان کے اندر سے آزادگی کی تمام ہوا کو نکال دیا ہے۔ اپنی اس محبوس زندگی پر صابر۔ خاوند کی متلون نظر عنایت پر شاکر ایسے تنگ دائرہ میں بند ان کے اندر اجادہ آزادانہ اور وسیع خیالات ہرگز پیدا نہیں ہوسکتے۔ جو انسان کی ذات کا قدرت سے ورثہ ہیں +

(۸) بھارت کی موجودہ درشا سے ناظرین بخوبی آگاہ ہیں۔ جس حالت میں بھارت کی استریاں اس وقت موجود ہیں۔ وہ ہر صورت میں قابل اصلاح ہے۔ اُن کی جہالت۔ اُن کی تنگ خیالی یا کم ظرفی اُن کی بد رسومات۔ اور ناشائستہ طرز زندگی اس اصلاح کا سخت مقتضی ہے۔ جب تک عورتوں کی حالت میں خاطر خواہ تبدیلی بجانب نیک روی نہ ہو تب تک قومی فلاح کی اُمید قائم کرنا محض ہوائی قلعہ جات تعمیر کرنے والی مثال ہے۔ مگر بھارت کے سامنے یہاں وہی سوال پیش آتا ہے جس کا ہم ذکر اس فصل کے شروع میں کر آئے ہیں۔ زمانہ کی رفتار کو دوسری طرز میں ڈال دینا ایک آسان امر نہیں ہے۔ مغربی خیالات نے بھارت کے اندر عجیب و غریب ہل چل پیدا کر دی ہے۔ ہر ایک کا خیال ہر ایک شخص کا معبود بدل گیا ہے۔ پرانے معراج عبادت و زندگی بالکل تبدیل ہو چکے ہیں۔ ہر ایک جگہ اصول مفقود ہو چکا ہے ہندو قوم کی حالت اس وقت بالکل لرزاں صورت میں ہے۔ یہ زمانہ کی شکار ہے اس کی ہستی یا بربادی کا سوال ہر ایک پہلو میں اس زمانہ کی رفتار کو سمجھ کر چلنے پر منحصر ہے۔ اگر اس نازک معمہ کو حل نہ کر سکی تو شاید اس کو اسی بربادی کا نشانہ بننا پڑے گا جو اہل مصر و اہل بابل کو پیش آچکی ہے بڑے غور و احتیاط کا موقعہ ہے۔ بڑے استقلال و ثابت قدمی کا وقت ہے۔ مغربی رو کو دوسرے رخ میں تبدیل کر دینا اور دین کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا ایک آسان کام نہیں ہے۔ مگر حوصلہ و ہمت کو ہاتھ سے دینا بالکل بزدلی ہے۔ یہ یاد رکھو کہ زمانہ اپنا رخ خود بخود تبدیل کرنے والا ہے۔ یہ ہمارا آپ اپنے آپ مددگار بننے والا ہے۔ روحانی معراج کی آواز جہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی تمام اطراف سے نکل چکی ہے۔ مادی خیالات کا پول افشا ہو چکا ہے۔ اس واسطے مایوسی سے کوئی سروکار نہیں۔ دنیا کا رخ بدلیگا۔ اور بھارت کی برہم ودیا کو تمام جہان کی اعلےٰ اور خوبصورت ودیا بننے کا فخر پھر حاصل ہوگا۔ اس تبدیلی میں عورت کا مشن سب سے مبارک مشن ہوگا۔ اس واسطے عورت کی حالت میں تبدیلی لازمی شرط ہے۔

مفصلہ بالا ذکر سے ظاہر ہے کہ مغرب میں عورت کا دعوے مرد سے ہمسری کا ہے۔ جب کہ ایشیا کے ممالک میں اس کی حالت عموماً غلامی سے بہتر نہیں ہے یہ دونوں صورتیں قدرتی نہیں ہیں۔ ایسا زمانہ بہت دیر کے بعد آئیگا کہ عورتیں اپنی صادق حیثیت سوسائٹی میں حاصل کر سکیں۔ زمانہ گذشتہ میں آدمیوں نے ان کے تمام حقوق کو نظر انداز کیا ہے۔ آدمی اپنے منشا مبارک کے مطابق قوانین نافذ کرتے ہیں اور عورتوں کو اُن کی تعمیل کی خاطر مجبور کرتے ہیں۔ عورتیں اپنے متعلق امورات میں فقط مردوں کی منشاء متلون پر انحصار رکھتی ہیں۔ ان کو محض مردوں کی دل لگی یا عیاشی کا سامان تصور کیا گیا ہے۔ ان کو گھر کی چار دیواری میں محبوس اور مستور رکھنا ہی ان کی عفت اور پرہیزگاری میں شمار کیا گیا ہے۔ ان کے دل اور دماغ کو جہالت میں رکھنا ہی اُن کی عفت اور پارسائی کے واسطے لازمی خیال کیا گیا ہے۔ افریقہ کے حبشی غلام بھی مالکوں سے چند سال کی خدمت گذاری کے بعد آزادی حاصل کرنے کا حق رکھتے ہیں مگر عورتیں ساری عمر کی خاطر بلا جرم حبس میں رکھی جاتی ہیں۔ شریعت اور سوسائٹی میں آئین کی پیروی اُن کے واسطے لازمی اور لابد ٹھہرائی ہے۔ اور یہ سب کچھ اس واسطے کہ اس کو خالق مخلوقات نے عورت کا جسم عطا فرمایا۔ یہ ستم رسیدہ بیچاری دنیا کی ہوا کو ترستی ہیں۔ اپنی جہالت کے باعث طرح طرح کے افکار اور آفات کا شکار ہوتی ہیں باطل پرستی اور گمراہی میں ساری عمر گذارتی ہیں۔ خاوند کے رحم کی متلاشی اس کے دل کو بار بار اپیل کرتی ہیں۔ مگر مرد اپنی نفس پرستی پر اس قدر مفتوں ہیں کہ ان کی ایک بات بھی نہیں سنتے۔ بڑے بڑے امیروں کے گھروں میں ہزاروں روپیوں کے سنہری زیورات تو موجود ہیں۔ ہزاروں روپیوں کے کپڑے۔ طرح طرح کی آرائش اور آسائش کے سامانات حاصل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں مگر وہ نعمت غیر مترقبہ یعنی آزادی ہرگز نہیں ہے۔ انسان کا روح قید رہنے کے واسطے پیدا نہیں ہوا ہے۔ جہاں اس کو بے جا قید میں رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ وہاں یہ فن فریب۔ عقل مندی ۔ یا مقابلہ سے۔ ان قیود سے نکلنے کی خاطر سعی کرتا ہے یا تو اس کوشش میں خود موت کا شکار ہوتا ہے یا اپنے دشمن کو مار گراتا ہے۔ یہی حال ان عورتوں کا ہے جنکو لوگ۔ ان کو پردہ میں اسیر بنا رکھنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی نفس پرستی کا شکار بنانا چاہتے ہیں۔ اسی قدر وہ اس حبس بے جا سے رہائی حاصل کرنے کی تدابیر نکالتی ہیں۔ چونکہ ان کے جسم اور دل سے بے جا کام لیا جاتا ہے۔ جس کو وہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتیں۔ جو ان کی طبعی خواہش اور رغبت کے بالکل مخالف ہوتا ہے۔ اس واسطے وہ ہمیشہ اس تدبیر کی جستجو میں لگی رہتی ہیں۔ کہ موقع ملے تو دل کھول کر اپنی خواہش کو پورا کریں۔ چنانچہ جب کبھی میلے پر جہاں ہزاروں عورتوں اور مردوں کا ہجوم ہو۔ کسی دوسرے مقام پر جہاں ان کو آزادی حاصل کرنے کا موقع ہو۔ یا کسی تقریب شادی پر جہاں ان کی عادات اور حرکات پر کوئی مزاحمت نہ ہو۔ وہ اس شوق آزادی کو بے جا طور پر پورا کرتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر جو فحش کلمات ان کی زبان سے نکلتے ہیں کوئی عقل سلیم ان کو ایک لحظہ بھر کے واسطے گوارا نہیں کر سکتی ؛

ستر یا پردہ عورت کے واسطے مفید ثابت نہیں ہوا ہے

پردہ اور ستر ان کے واسطے ہرگز مفید ثابت نہیں ہوا ہے۔ جن ممالک میں اس کی سخت پابندی کی جاتی ہے۔ وہاں کے محلات میں یہ ہرگز باعث امن نہیں ہوا ہے۔ جہاں ایک طرف تو ان کو مستور رکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے تو دوسری طرف ان کو طلاق۔ محلل وغیرہ کے احکام سنائے جاتے ہیں وہاں پردہ اور ستر سے پارسائی کی امید قائم کرنا خام خیالی ہے۔ ممالک ایران روم میں بڑے بڑے امیر ان کی سازش اور منصوبہ بازی سے اپنا امن زندگی ضائع کر چکے ہیں۔ خود ہندوستان میں بڑے بڑے نواب اور بادشاہ ان محلات کی وجہ سے اپنی زندگی معرض خطر میں ڈال چکے ہیں۔ بہ قدرت آزادی کی خواہاں ہے۔ چرند اور پرند آزادی پرست ہیں۔ انسان اور حیوان آزاد رہنا چاہتے ہیں تمام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاندار غلامی اور اسیر بندی سے کوسوں بھاگتے ہیں۔ آزادی اور غلامی ایک دوسرے کی دشمن ہیں۔ جو قانون کسی جاندار کو ہمیشہ ساری عمر کی غلامی یا اسیر بندی میں رکھنا چاہتا ہے وہ ہرگز موجب عافیت نہیں ہوسکتا۔ وہ قدرتی بہاؤ کو روکتا ہے۔ وہ قدرت کے راستہ میں سد راہ بنتا ہے۔ جس کا نتیجہ ہرگز نیک نہیں ہوسکتا ہے۔ آخر قدرتی بہاؤ اکٹھا ہوکر اس قدر زور پکڑتا ہے کہ تمام رکاوٹوں کو بہا لیجاتا ہے۔ اس طغیانی میں ہزاروں معصوم جانیں تلف ہوتی ہیں۔ بس یہی وجہ ان تمام آفات اور حادثات کی ہے جو ان ممالک میں صادر ہوتے ہیں۔ جہاں عورت کو مستور اور محبوس رکھنے کی پوری احتیاط کی جاتی ہے۔ اردو اور فارسی نادرست عورتوں کے عیوب بیان کرنے میں خاص مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی بے وفائی بے توجہی۔ پر سینکڑوں کتابیں اور قصے اس وقت بازاروں میں مل سکتے ہیں۔ بڑے بڑے دلچسپ ناول تاریخی قصے ..... عورتوں کی بے ثباتی۔ اور بے مروتی کے بیان میں اس وقت بھی موجود ہیں آدمی چلاتے ہیں۔ ہائے وہ محبت کی داد نہیں دیتیں۔ ہائے وہ بے وفا ہیں۔ بہار دانش جیسی بہتیری داستانیں عورتوں کی بدکاری کا اعلان دیتی ہیں۔ تریا چرتر ایک مثل مشہور ہوگئی ہے۔ گویا کہ تمام جہان کے فن فریب کا مجموعہ عورت ہے۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ یہ سب قصور کس کا ہے۔ کون اول اس کو عیاشی اور نفس پرستی کی چاٹ لگاتا ہے۔ کون اس کے متبرک دل پر حیاداری اور غیرت کی مہر توڑتا ہے کیا یہ امر مسلمہ نہیں ہے۔ کہ عورت باوجود مادہ شہوت آدمی سے زیادہ رکھنے کے بھی اپنی حیا اور شرم کے باعث کبھی خود خواستگار بدکاری نہیں بنتی تو پھر یہ سب قصور کس کا ہے مرد کا یا عورت کا۔ یہ عیش پرست مرد ہیں جو ان کے اندر اول شرارت اور بے حیائی کی سٹیم داخل کرتے ہیں اور پھر جب وہ بدکار بن اس سٹیم کو باہر نکالتی ہیں تو اُن کو طعنہ زنی کرتے ہیں اور کتابیں اُن کی مذمت میں تحریر کرتے ہیں۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس ٭

(۹) قدرت کا منشا پرہیزگاری اور پارسائی ہے اس واسطے عورت کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صفات حیاداری۔ غیرت۔ اور خود ضبطی ہیں۔ اگر عورتیں قدرتاً بے حیا اور بے غیرت ہوتیں۔ تو یہ تمام دنیا شیطان کا گھر بن جاتی۔ عورتیں ہی اپنی پاک دامنی سے اقوام کی زیست ممکن بناتی ہیں۔ یاد رکھو وہ آدمی سے ہمسری کا دعوےٰ نہیں رکھتی اور نہ ہی اس کی حریف بننا چاہتی ہے جب تک آدمی اپنی عیش پرستی سے اُن کے جسم و دل کو اپنی نفس پرستی کا سامان بنانے پر طیار نہ ہو جاویں۔ جہاں عورتوں کو محض انسانی نفس پرستی کا سامان بنایا جاتا ہے اور ان کے پاک تر کہ جسم کو انسان کی بوالہوسی کی نذر کیا جاتا ہے۔ وہاں اس کے اندر قدرتی خود مختاری کا خیال درج زن ہوتا ہے۔ جو اُن کو مرد کی ہمسری یا برابری کے حقوق کی خاطر مجبور کرتا ہے تاکہ وہ آدمی کی بے جا نفس پرستی سے اپنے بچاؤ کا انتظام کر سکیں۔ اور اپنے جسم و جان کو آدمی کی بے روک خود غرضی سے محفوظ بنا سکیں۔ ہندو رشی عورت کی خود مختاری کے قائل نہیں ہیں۔ لیکن اُن کے بجا حقوق اور آزادی کو قائم رکھنا ہمارا اعلیٰ فرض ٹھہراتے ہیں +

تربیت

(۱۰) جہالت دنیا میں سب سے بڑا مرض ہے۔ جاہل انسان اس زمین پر محض بوجھ ہے۔ وہ اس کائنات کے اصول زیست کو توڑتا ہے۔ یہ تمام قدرت مخزن علم ہے۔ علم ہی اس کا نور ہے۔ جہالت اور تاریکی ایک شے ہیں۔ جیسے اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آتا۔ ویسے ہی جاہل اپنی زندگی کے تمام تعلقات سے بے خبر رہتا ہے وہ محض حیوان ہے۔ بلکہ اس سے بھی بدتر۔ حیوان تمیز رکھتے ہیں محسوسیت رکھتے ہیں مگر قدرت سے مجبور ہیں۔ ترقی کرنے کا موقعہ ان کو حاصل نہیں ہے۔ انسان عقل و فہم رکھتا ہے اور ان کی ترقی کا موقعہ بھی اس کو حاصل ہے۔ مگر تاہم اپنے آپ کو جہالت کا شکار بناتا ہے۔ اس واسطے سب سے بڑا بدنصیب ہے ثمر زندگی سے محروم ساری ساری عمر باطل پرستی باطل خیالی میں گذارتا ہے۔ علم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ورثہ پیدائش ہے۔ جائداد انسانیت ہے۔ جو اس سے محروم ہے وہ قدرت کا دشمن ہے۔ وہ اس زمین پر ٹھہرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا۔ کائنات اس کے واسطے کوئی رحم یا ہمدردی نہیں رکھتی۔ سب امراض کا علاج ہے۔ مگر جہالت لا علاج مرض ہے۔ یہ روح کو گمراہ کرتی ہے۔ اور آخر برباد کرتی ہے۔ علم نورِ خدائی ہے جو لوگ عورتوں کو اس سے محروم رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ اس زمین پر دیدہ دانستہ عذاب پھیلاتے ہیں۔ وہ گویا خنجر بے رحمی سے عورتوں کے اندر سے چشم دل کو نکالنا چاہتے ہیں۔ قدرت عورت کو طاقت فہمید کی مادہ عقل و فراست۔ ذہانت اور قابلیت بخشتی ہے۔ مگر وہ اس عطیہ قدرت کو بیکار ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ اور اپنی باطل خیالی یا بےسمجھی سے قدرت کی اعلےٰ خوبصورت چیز کو نکما بناتے ہیں +

(۱۱) ہم نے عورت کی حیثیت کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ مرد کی رفیق ہے۔ اس لئے بلحاظ رفاقت اس کو ہر ایک قسم کی تعلیم و تربیت کا حق حاصل ہے۔ تاکہ وہ اپنے خاوند کے ہر ایک کاروبار سے باخبر بن سکے۔ اور اس کو اپنی روزانہ زندگی میں امداد دے سکے پس یہ لازمی ہے کہ عورت کو ان تمام علوم سے بہرہ ور کیا جاوے۔ جن کو آدمی مطالعہ کرتے یا تحصیل کرتے ہیں۔ البتہ ان کے استعمال میں فرق ہے۔ آدمی ان علوم کو اپنا پیشہ زندگی بناتے ہیں۔ مگر عورت کا کام انتظام و تربیت ہے۔ وہ صفات کی مشاہدہ کنندہ ہے۔ اس لئے صفات کا علم اس کی لازمی ضرورت ہے۔ چونکہ وہ زندگی کو باآرام و باآسائش بنانے کا اعلےٰ ذریعہ ہے اس واسطے اس کو ان تمام علوم سے باخبر بننا ضروری ہے جن کی تحصیل انسانی زندگی کے آسائش کے واسطے لازمی شرط ہے۔ عورت کو تمام خانگی ضروریات سے واقف ہونا سب سے اول ضروری ہے۔ اس کو کھانا۔ پکانا۔ سینا۔ بُننا وغیرہ سب ہنروں کا سیکھنا سب سے اول ضروری ہے۔ اس کو علم طب کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اصولوں اور ادویات سے واقفیت حاصل کرنا دوسری ضرورت ہے۔ تاکہ وہ اپنی اولاد کے تمام عارضات کا علاج کر سکے۔ اور سوسائٹی کے واسطے مفید بن سکے اس کو عورتوں کے متعلق تمام علوم دایہ گری۔ زچہ وغیرہ کے حالات سے واقف بننا لازمی ہے۔ تاکہ وہ اپنے جسم کی حفاظت کا انتظام کر سکے +

اس کے واسطے علم شاعری اور موسیقی کے تمام رموز سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ تاکہ وہ انسانی زندگی کے اعلےٰ کمالات سے باخبر ہو۔ اور انسان کے اندر خدائی جلوہ کا نمود ظاہر کر کے اپنے مقصد زیست کو پورا کرنے کا ذریعہ بن سکے اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ وہ محض راگ گا کر اپنی اولاد اور اپنے دل کو گندہ کرے اور سوسائٹی کے واسطے برا نمونہ قائم کرے۔ بلکہ اس کے بالکل برعکس انسان کے اندر پاک جذبہ محبت اور پریم کو پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔ اور قدرت کے اصلی منشاء ہستی کو پورا کرے۔ اس کو اولاد کی خبر گیری اور تربیت کی خاطر بچوں کی تمام عادات حرکات اور سکنات سے پورا باخبر بننا لازمی ہے تاکہ وہ اوائل عمر میں بچوں کی ہر ایک قسم کی احتیاط کر سکے اور بچوں کے اندر نیک عادات ڈالنے کی تدابیر و تجاویز نکال سکے۔ ان کی بدحرکات کو حکمت عملی سے روکنے اور قابو کرنے کی ترکیبیں سوچ سکے۔ ان کی صحت۔ تندرستی اور چال چلن کی نگرانی کر سکے ان سب ضرورتوں سے افضل تر ضرورت یہ ہے۔ کہ وہ آدمی کے تمام تعلقات سوسائٹی سے باخبر بنے۔ اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ گرو پوجن سے کیا مراد ہے۔ دیو تا پوجن سے کیا مطلب ہے۔ اتتھی پوجن سے کیا غرض ہے۔ یعنی مرشد۔ استاد۔ اور مہمان نوازی کے تمام طریق سے واقفیت پیدا کرنا اس کی زندگی کی سب سے اعلےٰ ضرورت ہے۔ عورت کو دریافت کرنا چاہیئے۔ کہ اس کا اپنی سوسائٹی سے کیا تعلق ہے اور اس تعلق کے بخوبی طور پر انجام دینے میں اس کو کیا کرنا ضروری ہے۔ برادری کے تمام تعلقات سے سوسائٹی کے تمام حالات سے جن کا اثر اس کی اپنی ذات پر اس کی اولاد پر اس کے خاوند پر واقع ہو سکتا ہے۔ اس کو واقفیت حاصل کرنا لازمی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

علوم طب و اخلاق۔ زباندانی و ادب کی واقفیت کے علاوہ اس کو دھرم کے تمام رموز سے باخبر بننا ضروری ہے۔ تاکہ وہ اپنے دل اور حواس خمسہ کو باسلیقہ اور باضابطہ رکھنے کا طریق جان جاوے۔ اپنا تعلق خالق مخلوقات سے پہچاننا اس کی زندگی کے واسطے ویسا ہی لازمی ہے جیسا کہ مرد کے واسطے ضروری ہے۔ برہم ودیا کی باریک فلاسفی سے واقفیت مایا اور اودیا کے قیود سے رہائی کے لیے عورت کے واسطے ویسے ہی واجب الشرط ہے جیسے کہ مرد کے واسطے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ وہ تمام علوم و فنون جن پر اس وقت تک آدمی کا قبضہ ہے ہرگز پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتے۔ جب تک عورت اس کے ساتھ ان تمام علوم میں شریک نہ ہو۔ اس وقت تک تحقیقات علوم میں مرد کی ذہانت اکیلی کام کرتی رہی ہے عورت کی رسائی دماغ و عقل سے جو خاص صفات میں مرد سے بدرجہا عمدہ اور خوبصورت ہے۔ ہرگز فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔ ایک دفعہ عورت کو ان تمام علوم کے میدان میں قدم دھرنے کا موقع دو اور دیکھو نیچر کے باریک رموز کس طرح افشا ہوتے ہیں۔ یہ خاوند اور والدین کا پاک فرض ہے کہ عورت کو تمام مذکورہ بالا علوم اور فنون میں مہارت پیدا کرنے کا پورا موقعہ دیویں تاکہ وہ آسمانی برکتیں جن کا ہم اس زمانہ میں خیال بھی پیدا نہیں کر سکتے ہیں۔ اس زمین پر نازل ہوں اور سوسائٹی بجائے عذاب اور دکھ باگناہ اور نفسانیت کا مصدر رہنے کے آرام سکھ۔ شانتی اور سنتوش کا مخزن بن جاوے۔ اور انسانی ہستی کا اصلی مدعا پورا ہو یہ انہی برکات کی بدولت تھا کہ قدیمی آریہ ورت دنیا کا سرتاج بنا تھا۔ استری بھارت کا بھوشن تھی جب سے یہ بھوشن بے آب ہوا۔ بھارت کی تمام رونق کافور ہوئی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पतिर्हि देवो नारीणां पतिर्बंधुः पतिर्गतिः

पत्यागतिः समा नास्ति दैवतं वा यथा पतिः ।

خاوندہی عورتوں کے واسطے دیو یعنی معبود ہے۔ پتی ہی اصلی رشتہ دار ہے۔ پتی ہی اُن کا معراج آخرت ہے۔ پتی جیسا کوئی دوسرا معراج آخرت نہیں ہے۔ نہ کوئی دیوتا ایسا ہے جیسا کہ پتی خود ہے۔ } مہابھارت

باب دوم

فصل سوم

معراج خانہ داری شادی

(۱) ہم نے ذکر کیا کہ محسوبیت و نفسانیت عالم حیوانی سے انسانی زندگی میں پہنچکر پاکیزہ رنگ اختیار کرتی ہے۔ محض حیوانی جذبہ فرط محبت میں تبدیل ہوتا ہے جذباتیوں کی خواہش دیرپا شکل اختیار کرتی ہے۔ مذہب اس فرط محبت کو جائز اور مباح بنانے کے لئے شریعت اور آئین مقرر کرتا ہے۔ سوسائٹی اس شریعت یا آئین کو دستور العمل بناتی ہے

مرد اور عورت اس دستور العمل کے مطابق ایک سوشیل رشتہ میں ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں اس ہم وابستگی کو لوگ شادی یا بیاہ کے نام سے پکارتے ہیں۔ پس مذہبی عظمت کا ایک اعلےٰ معیار اس تعلق کی نفاست اور نزاکت کی پہچان ہے۔ تمام تعلقات سے یہ تعلق سب سے زیادہ باریک اور پاک ہے تمام تعلقات دنیا کی جڑ ہے جہاں اس کو ناپاک بتایا جاتا ہے۔ وہاں دیگر تمام تعلقات . . . .

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوسائٹی بالکل بگڑ جاتی ہیں۔ عورت اور مرد کے اس باہمی رشتہ کو ناپاک بننے دو۔ اور
تمام سوسائٹی کی کشتی بربادی اور تباہی کے بھنور میں جا غوطہ لگاتی ہے۔ پس سب آشرموں
کی جڑ گرہست آشرم ہے۔ سب اخلاق کا مصدر عورت اور مرد کا باہمی تعلق ہے جس
قدر پاکیزہ اور مستقل یہ تعلق بنتا ہے۔ اتنا ہی سوشیل امن و اخلاق بڑھتا ہے۔ جہاں
یہ پاک رشتہ محض حیوانی جذبہ میں مبدل ہوتا ہے۔ وہاں تمام روحانیت کافور ہوتی ہے
اور جہاں طرح طرح کے آفات اور افکار کا شکار رہتا ہے۔ کسی قوم کے اقبال اور تنزل
کا سب سے اعلےٰ نشان اسی تعلق کی مضبوطی یا کمزوری ہے۔ جہاں عورت کی قدر
ہے۔ اس کی عصمت کا پاس ہے۔ وہاں تمام برکتیں آسمانی نازل ہوتی ہیں۔ جہاں
ان کی بے قدری ہے وہاں تمام نعمتیں منحرف ہوتی ہیں۔ منو بھگوان فرماتے ہیں

यत्र नार्यास्तु पूज्यन्ते रमन्ते तत्र देवताः

यत्रैतास्तु न पूज्यन्ते सर्वास्तत्राफलाः क्रियाः

جہاں عورتوں کی تعظیم و تکریم ہوتی ہے وہاں تمام آسمانی طاقتیں اپنی تمام
برکتیں نازل کرتی ہیں۔ جہاں ان کی تعظیم نہیں ہوتی وہاں سب کام بے سود
ہو جاتے ہیں ٭

(۲) مذہب کے اصلی معنی انسان کا باقی کائنات سے تعلق معلوم کرنا ہے۔
آدمی کا تعلق حیوانات۔ نباتات معدنیات عالم انسان اور دیوتاؤں سے کیا ہے اس کا
تعلق اس سرشٹی کے خالق سے کیا ہے۔ ان تمام تعلقات کو مذہب اپنا مضمون بناتا ہے
اور ٹھہراتا ہے۔ جب یہ تعلق پورے طور اور مکمل طور پر سمجھ میں آ جاتا ہے۔ انسان اپنے
مکمل پن کو اپنے اندر ہی جلوہ گر دیکھتا ہے پھر نہ کسی کو ستاتا ہے نہ خود آزار پاتا ہے
سب طرف نگاہِ رحم ڈالتا ہے۔ سب کو اپنا سمجھتا ہے۔ سب اس کے رشتہ دار ہیں سب
اس کے دوست ہیں یہی وحدانیت ہے۔ یہی مذہب کی اعلےٰ منزل خیال ہے اس کا
حصول مقصود زیست ہے۔ ہر ایک مذہب کی کسوٹی اس کی عملی تاثیر ہے۔ جہاں یہ اصول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسانی زندگی میں داخل کیا جاتا ہے۔ وہ قوم خدا کی برگزیدہ قوم ہے۔ جہاں اس اصول کو دیدہ و دانستہ قلع قمع کیا جاتا ہے۔ وہاں بد اخلاقی۔ بدعملی اور بربادی لازم آتی ہے۔ پس مذہب کی شناخت انسان کی عملی زندگی ہے نہ کہ اس کا خیال یا خواب۔ جو کچھ روزمرہ برتاؤ میں لین دین کے معاملات ہیں۔ دنیاوی تعلقات میں انسان ظاہر کرتا ہے۔ وہی اس کا مذہب ہے۔ وہی اس کا معبود ہے۔ دماغی خیالات محض بے سود ہیں اگر ان کے ساتھ عمل ہم رکاب نہ ہو۔ جس قدر مضبوطی سے کوئی مذہب یا ملت انسانی زندگی میں داخل کیا جاتا ہے اسی قدر زور سے اس کا انکشاف ہوتا ہے۔ جہاں اعتقاد مضبوط نہیں وہاں عمل بھی مضبوط نہیں ہو سکتا۔ نیک اعتقاد نیک عمل اور بد اعتقاد بد عمل ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص یا مذہب کی کایا پلٹنی منظور ہو تو اس کا اعتقاد نیک بنا دو۔ مضبوط اعتقاد دنیا میں کیا کیا کرشمات دکھلاتی ہے۔ اس کا ثبوت اہل عرب کی تاریخ سے لو۔ حضرت محمدؐ کی جادو آمیز طاقت سے عربی ریت معجزہ نما بنتی ہے۔ عربی بدو مضبوط اعتقاد کی بجلی سے برقی طاقت حاصل کرتے ہیں۔ ایک صدی کے عرصہ میں چین سے ہسپانیہ تک اسلامی جھنڈا لہراتا ہے۔ یہ اعتقاد کی بزرگی ہے۔ موجودہ زمانہ میں یہی اعتقاد اہل جاپان کے اندر قومی حب الوطنی کے پاک جذبہ میں نمودار ہوتا ہے۔ اس اعتقاد کی بجلی سے موثر جاپانی اپنا جسم و جان قوم کی خدمت کی خاطر حاضر کرتے ہیں ملکی خدمت کو نفسانی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں۔ جب انسان اس اعتقاد کے رنگ میں رنگدار ہو جاتا ہے تو نتیجہ اور انجام کا خیال معتقد کے دل سے دور ہوتا ہے وہ اپنے معبود کی پرستش میں اپنی جان و جگر قابلیت و طاقت۔ دولت و حشمت حاضر کرتا ہے۔ یہی جنون کی نشکام بھگتی ہے۔ انجام عذاب ہو یا آرام ہو نیک نامی ہو یا بدنامی ہو معتقد پرواہ نہیں کرتا۔ اس کو مسیح کی طرح عذاب میں ڈالو۔ یا محمد کی طرح پیغمبر بنا کر بیعت کرو۔ معتقد ہیاں نہیں دھرتا۔ اس کا جسم و دل اپنے اعتقاد کی نذر ہو چکا ہے۔ پردہ غیریت دور ہو چکا ہے۔ ایسے اشخاص

محمد رسول

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مذہب کی زندگی یا موت کا سوال حل کر دیتے ہیں۔ مردہ دلوں میں زندگی کا شرارہ ڈال دیتے ہیں۔ جہاں جہاں اُن کی آواز پہنچتی ہے سوتے جاگ اُٹھتے ہیں۔ دنیا میں زندگی کو معجزہ خیال کرتی ہے۔ معجزہ گر کو نبی یا پیغمبر۔ اوتار یا دیوتا مقرر کر پوجا کرتی ہے۔ مگر اصل تمام کرامت کی تہ میں وشواس ہی اصلی طاقت ہے۔ تمام دھرم کی جڑ یہی وشواس ہے ٭

وشواس شادی کی اصل بنیاد ہے

ہندو رشی اس اصول کو بخوبی سمجھتے ہیں۔ اس لئے استری اور مرد کے باہمی رشتہ کو اسی وشواس کی بجلی سے مقوی کرتے ہیں شادی اس وشواس کے (ٹرسٹ) کا مہر ہے عورت مرد پر اور مرد عورت پر اپنا وشواس نہ صرف اس زندگی کی خاطر بلکہ ابدی طور پر قائم کرتا ہے۔ اس پاک اعتقاد میں دونوں اپنے برت کو دھارن کرتے ہیں۔ دونوں کی باہم نشکام بھگتی ہے۔ ایک دوسرے کا عاشق صادق ہے۔ سوتے جاگتے کھاتے پیتے۔ یہی خیال دونوں کے دل میں طاری ہے۔ قالب دو ہیں مگر جان ایک ہے۔ عورت اپنے خاوند کے سوائے دوسرے مردوں کو مرد ہی نہیں تصور کرتی۔ وہ اس کی نظر میں بھائی یا باپ کی بجائے ہیں۔ ... ... یہی حساب زندگی بھر جاتا ہے۔ موت پر اس کا آخری امتحان ہوتا ہے (جذبہ محبت میں تصویر یکا نگت بن اپنے خاوند کی موت پر عورت اسکی بعض دفعہ چتا پر چڑھتی تھی۔ بلا جبر مگر چتا کی خوفناک آگ اس کے مضبوط ارادہ کو ذرا بھی ہلا نہیں سکتی تھی) بعد از موت روح روح سے جا ملتا ہے۔ اگر شادی روحانی ملاپ ہے۔ تو دونوں کا بعد موت ملاپ عین صادق الیقین ہے۔ اگر محض نفسانی حیوانی جذبہ ہے تو پھر شریعت اور مذہب کی ضرورت نہیں۔ حیوانوں کی طرح جس سے چاہو۔ چند گھنٹوں کی طرح مطلب براری کر لو۔

پتی برت دہرم

رشی آئین میں۔ ہندو فلسفہ میں اس وشواس کو پتی برت دہرم کہتے ہیں۔ شاستر عورتوں کو پتی برت اور مردوں کو پتنی برت دہرم سکھلاتا ہے

٭ نوٹ۔ ہند و شاستر ستی کے رواج کا ہرگز معاون نہیں ہے۔ اوپر ستی پتی برتا دہرم کا لازمی نتیجہ ہے۔ مادری کا پاؤں کے ہونے سے ستی ہونا پایا ایسی بعض نظیریں سنتے ہیں۔ اس بیہودہ ایسی رسم کا پیچھے زمانہ کے ادبار اور مصیبت کے باعث تھا مگر شاستر اس ارادہ کا معاون ہے ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

براہمن اس مبارک موقعہ پہ مقناطیسی طاقت سے اس اعلےٰ دھارمک شکھشا کا بیج بھرتے ہیں۔ مرد ودیا وان۔ برہم تیج کے تیج سے بل وان نیک خیال۔ نیک معاش ہے۔ استری۔ دہرم سارتھ۔ کام اور موکش کی مالا ہاتھ میں لئے اس کے گلے ہیں ڈالتی ہے۔ خاوند اسی روز سے معبود ٹھہرتا ہے۔ تمام دیوتا اپنی برکت سے اس کو فیضیاب کرتے ہیں۔ براہمن اشیرباد دیتے ہیں۔ دید کی رچائیں اس مبارک رسم کو ادا کرتی ہیں۔ خاوند اور عورت اپنے اپنے دھرم کی پرتگیا یعنی قول و اقرار کرتے ہیں۔ اگنی دیوتا اس کا شاہد مقرر ہوتا ہے گویا وشواس کی شکتی کو حرارت کی تیز شکتی سے آبدار کیا جاتا ہے۔ اس آبداری کا اثر تا ابد قائم رہتا ہے۔ اس لیئے وشواس کبھی کمزور یا سرد نہیں ہوتا۔ عورت اور مرد دونوں تعلق لا متناہی میں یک جان دو قالب بنائے جاتے ہیں۔ گویا پرش اور پرکرتی بنتے ہیں۔ خاوند کہتا ہے۔

पत्नीत्व मसि धर्मणा हं गृह पतिस्तव

تو میری دھرم پتنی ہے۔ اور میں تیرا دھرم پتی ہوں۔

ओं समे पतियानः पंथा कल्पतां शिवा:

अरिष्टा पति लोकं गमेयम्

پتی کا آسرا لینے کا جو طریق ہے۔ وہ میں نے گرہن کیا ہے یعنی میں پتی کی سیوا میں آئی ہوں۔ ایشور کرے کہ میں آفتوں اور ناچاروں سے بچی رہوں اور اپنے پتی برت دھرم کو پالن کرنے سے پتی لوک کو پراپت ہوں +

یہ ہندو شادی کا مختصر فلسفہ ہے۔ جس پر آریہ جاتی آغاز پیدائش سے آجتک قائم رہی ہے۔ اگرچہ زمانہ کی گردش سے اس مبارک فلسفہ کی عملی پیروی میں کسی قدر خلل آگیا ہے۔ مگر رواج یہی ہے۔ اور اسی رواج کی ٹوٹی پھوٹی پیروی سے اس جاتی کی ہستی وابستہ ہے۔ اگر یہ عمل بھی بھارت سے گم ہو جاتا۔ تو آج ہندو قومیت اور مذہب کا نام و نشان بھارت سے نابود ہو جاتا۔ یہ حقیقت میں سچ ہے۔ کہ اگر بھارت بچا ہے تو اپنی پاکیزہ عصمت استریوں کی بدولت بچا ہے۔ وہ بھارت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کا دیدہ و دانستہ خون کرنا چاہتے ہیں۔ جو عورتوں کے ننگ و ناموس کو دور کرنا چاہتے ہیں ۔

رشی روحانی رشتہ کے قائل اور عامل ہیں

(۴) ہندو رشیوں کی نظر میں یہ تمام کائنات روحانی ہے۔ اس کے تمام تعلقات انسان کے ساتھ روحانی ہیں۔ انسان اس کائنات میں ہر طرف محدود ہے۔ محصور ہے۔ محیط ہے۔ پانچ عناصر اس کی تمام طاقت کو محدود کرتے ہیں جن سے عبور کرنا یہ نہایت مشکل معلوم کرتا ہے سورج۔ چاند اور سیارے ہمہ زمین کے اس کو محصور کرتے ہیں مگر باینہمہ وہ ایک ایسی لاثانی طاقت سے محیط ہے۔ جو ان سب پر غالب اور فاتح ہے

جوں جوں وہ اپنا الحاق اس لازوال طاقت سے اور اسکے تمام ظہورات سے مفہوم کرتا جاتا ہے وہ اپنے نزدیکی رشتہ کو تمام کائنات سے سمجھتا جاتا ہے۔ اس رشتہ کی ہمیشگی پر ہر طرف محبت اور یگانگت کا سماں برستا ہے تمام اخلاق کی بنیاد اس باریک تعلق کی فراست و کیاست پر مبنی ہے جہاں اسکو نظر انداز کیا جاتا ہے وہاں سب تعلقات محض عارضی حیوانی جذبہ کے سپرد ہوتے ہیں اور دنیا سے تمام صلوق محبت اور صادق نیک دلی کوچ کر جاتی ہے ہندو کہیں ہیں اسلئے انسان کے سب تعلقات روحانی ہیں۔ دوست دشمن۔ ماں باپ۔ برادر۔ ملک قوم۔ استاد۔ شاگرد۔ گرو۔ چیلا۔ رعایا۔ بادشاہ۔ اپنا۔ بیگانہ۔ میزبان۔ مہمان۔ غرضیکہ تمام سوشیل تعلقات روحانی ہیں۔ انسان ان تعلقات کو سوسائٹی کی خاطر نہیں نبھاتا ہے۔ بلکہ پاک محبت سے اپنے پاک خالق کے حکم کے مطابق بلا کسی معاوضہ کی امید کے ان سب کو پورا کرتا ہے وہ ان خدمات کے صلہ میں سوسائٹی سے کسی ذاتی فائدہ یا خاص منفعت کی امید نہیں رکھتا ہے۔ عوام الناس سے نیک نامی یا بدنامی کا خیال اس کے دل میں خواب میں بھی پیدا نہیں ہوتا ہے قومی فوائد یا ملکی اغراض پر وہ اس واسطے قربان نہیں ہوتا کہ اس کی قربانی سے اس کی قوم اس کے پس ماندگان کو کوئی خاص خطاب یا عزت عطا کریگی یا اس کی خاص پرستش گاہ قائم کریگی۔ مگر ان تمام تنگ خیالات کو بالائے طاق رکھ خالص فرض کی محبت سے پاک نیک نیتی سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اس تمام سرشٹی کے واسطے ہت کی اچھا کرتا ہوا ایک دلجابہ اپنے کام کو اپنے تعلق کو نبھاتا ہے چونکہ جذبہ الٰہی ہوتا ہے اس واسطے وہ کسی قسم کی جان نثاری کرنے سے ذرا خوف نہیں کھاتا۔ جو لوگ اس خدائی جذبہ کو نظرانداز کر محض ذاتی یا متوسل معاہدہ پر سوسائٹی کی تمام عمارت کو بنانا چاہتے ہیں۔ وہ اس دنیا کو محض جرابازی کا کھیل بنا رہے ہیں۔ اور انسان کی پاک ہستی کو مادی دنیا کی مارکٹ میں محض روپیوں کے واسطے نیلام کر رہے ہیں جس کا نتیجہ بربادی اخلاق کے سوائے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا ہے۔ مغربی سائنس کے محقق آگسٹس کامٹی اور اس کے پیرو سائنس دان سوسائٹی کی بنیاد عام انسانی خیرخواہی کے اصول پر رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں چونکہ ہر ایک شخص کی عافیت سوسائٹی کی عام عافیت سے وابستہ ہے اس واسطے یہ ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ وہ سوسائٹی کی بہبودی کے واسطے ہمہ تن کوشش کرے۔ یہ سسٹم اس روحانی خیال کو جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں بالکل قلع قمع کرتا ہے۔ مگر یہ سائنس دان اس امر کا جواب دینے میں قاصر ہیں کہ محض سوسائٹی کے فائدہ کی خاطر کوئی انسان اعلےٰ درجہ کی قربانی نہایت ہی کم صورتوں میں کر سکتا ہے۔ دوسروں کے فائدہ کی خاطر اپنے آرام و جان کو معرض خطر میں ڈالنا ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا جب تک اس شخص کے اندر ایک اعلےٰ اخلاقی جذبہ پیدا نہ ہو جاوے۔ پھر ایسے جذبہ کو ہر ایک بشر کے اندر داخل کر دینا نہایت اہم امر ہے جس میں آگسٹس کامٹی کے تمام پیرو ہزاروں برسوں میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیا مغربی بدھ بھی اس باریک فلسفہ کو سمجھ کر اپنا آرام اپنی قوم کی بھلائی کی خاطر نثار کرنے کو طیار ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ اس زمین پر اعلےٰ سے اعلےٰ خود انکاری صرف انہی اشخاص سے ظہور میں آئی ہے۔ اور آئندہ آ سکتی ہے جنہوں نے اپنی علیحدگی اور شخصیت کے خیال کو اپنے اندر سے بدر کر دیا ہے اور کائناتی ہستی کے ساتھ اپنا الحاق پورے طور پر متیقن کر لیا ہے۔ خواہ مذہب کے جلوہ سے ہو۔ یا فلسفہ کے اصول کی فراست و کیاست سے ہو۔ خواہ بھگتی سے ہو۔ یا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گیان سے ہو۔ لیکن ہر صورت میں یہ جلوہ الٰہی ہے۔ جو معتقد کو اس نعمت الٰہی کے واسطے تیار کرتا ہے۔ یہ جلوہ ایک عرفانی بدوس کے اندر ویسے ہی نزدہ سے نمودار ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ آگنس کا مٹی کے نہایت اعلیٰ نشاگردیں ✢

مادی تہذیب اس دنیا کے ہر ایک تعلق کو مادی نظر سے دیکھتی ہے۔ مادی سسٹم شخصیت کی عمارت ہے۔ مغربی لوگ اپنے واسطے جیتے ہیں۔ بیٹا کماتا ہے۔ باپ کا کوئی حق نہیں کہ اس کی کمائی کا حصہ دار بن سکے عورت اور مرد شادی شدہ ہیں۔ مگر اپنے اپنے روزگار کا فکر علیحدہ علیحدہ کرتے ہیں۔ ایک دوسرے پر بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ یونہی بیٹا اپنی خبر گیری کے لائق ہوا۔ والدین اس کو اپنے آپ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ رشتہ داروں کو ملنے جاتا ہے ہوٹلوں میں ٹھیرتا ہے۔ ویسے ہی دوست آشنا ملتے جلتے ہیں۔ مگر ایک دوست دوسرے دوست پر بوجھ ڈالنا نہیں چاہتا۔ ہر ایک اپنی معاش کا فکر علیحدہ کرتا ہے بھائی بہن پر بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر ایک آزادی کا خواہاں ہے ہر ایک اپنی معاش اپنے بازوؤں سے کماتا ہے۔ مگر جو شخص کچھ نہیں کما سکتا ہے اس کا شیطان مالک ہے۔ مادی سسٹم بیکاری کے واسطے کوئی پناہ نہیں بخشتا ہے۔ تمام سوسائٹی تو سرگرمی اور جد وجہد روزگار میں شبانہ روز مصروف رہتی ہے مگر جہاں نفسانی اغراض کی جد وجہد میں کامیابی ہر ایک کا مقصد بن جاتا ہے وہاں مقابلہ، حسد و کینہ اور ریاکاری کی آگ شعلہ زن ہوتی ہے اس واسطے ایک بھائی دوسرے بھائی کو مقابلہ کے میدان میں پیچھے چھوڑنے کی خاطر ہر طرح کے فنون استعمال کرتا ہے۔ ایک شخص دوسرے شخص کو شطرنج بازی کی چال میں مات کر دینا اپنا فخر و عزت خیال کرتا ہے سائنس بڑھتا ہے تو دولت مندوں کے لئے طرح طرح کے عیاشی کے اختراعات اور لوازمات بہم پہنچاتا ہے۔ لوگ تپش کی اختراعات کے نکالنے میں دن رات اپنی زندگی صرف کرنا باعث عزت خیال کرتے ہیں سوسائٹی ان اختراعات پر دل دادہ نئے سامانات کی گرویدہ ہوتی ہے۔ طاقت بڑھتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو دوسروں کے اعتقاد کو بدلنے کی خاطر طرح طرح کی تدابیر عمل میں لائی جاتی ہیں۔ دنیا سے انس و محبت کا ظہور ہوتا ہے۔ انسان ایک دوسرے کے دشمن دلی بنتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری فوائد کے خیال سے قومی وابستگی قائم رہتی ہے۔ مگر یہ بھی تھوڑے ہی عرصہ میں عموماً اپنا اصلی نقشہ دنیا کے سامنے کبھی کبھی پیش کر دیتی ہے۔ ایسی سوسائٹی میں مذہب فقط ایک فیشن بن جاتا ہے۔ نفس کشی یا جسمانی ریاضت میں ایمان وہم و خیال میں تبدیل ہوتا ہے۔ قومیت یا مال گیری اصلی مذہب ٹھہرتا ہے دنیا پرستی دین داری بنتی ہے۔ غرضیکہ انسان کے تمام تعلقات مادی رنگت میں رنگے جاتے ہیں۔ گرو اور چیلے کا پاک تعلق محض ادائیگی فیس اور سکول کی تعلیم پر ختم ہوتا ہے۔ ایک دوست دوسرے دوست سے اپنی خاص منفعت کی خاطر پیار کرتا ہے جس دوست سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل نہ ہو سکے۔ اس سے پیار کرنا فضول ٹھیرتا ہے۔ امیر بھائی دوسرے نادار بھائی سے قطع تعلق کرتا ہے۔ غرضیکہ شخصیت انسان کے ہر ایک فعل پر حکمران ہوتی ہے انسان کے تمام پاک تعلقات محض روپیہ کی نذر ہوتے ہیں ✣

انہی تکالیف سے تنگ آمدہ سوشلسٹ لوگ مغربی ممالک میں ایک نیا سسٹم ایجاد کرنے کی تدابیر میں مصروف ہو رہے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں روپیہ اور جائیداد ہی تمام عزت کا باعث ہے۔ دولت جیسی باعزت چیز دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ قانون اس کی تصدیق کرتا ہے۔ ہر ایک چیز دولتمند کی طرفدار ہے۔ غریب کیواسطے انصاف نہایت اہم امر ہے۔ انسانی جسم کے خلاف قصور اس قدر قابل سرزنش نہیں ہے جیسے کہ روپیہ یا جائیداد کے خلاف قصور واجب السزا ہے ✣ (ایڈورڈ کارپینٹر)

خود مغربی ممالک میں بھی اعلےٰ سے اعلےٰ خود انکاری انہی ارواح سے ظہور میں آئی ہے جن کے اندر روحانی جلوہ کسی نہ کسی شکل میں نمودار ہو چکا ہے۔ پیورٹین لوگ جو انگلستان کی عمارت تہذیب کے اعلےٰ معمار ہو چکے ہیں۔ ہمیشہ اسی جذبہ سے متحرک ہوتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے حقوق کی خاطر ہر ایک قسم کی ایثار نفسی کرنے کو طیار رہتے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۵) اب شخصیت کی عینک اتار کر دنیا کے تمام تعلقات کو روحانی نظر سے

رشی آئین کی خوبصورتی

ملاحظہ کریں۔ اور دیکھیں کہ حضرت انسان کیسے پاکیزہ تعلقات سے وابستہ ہے اور اس پاکیزگی کے قیام پر دنیا میں امن و آرام۔ دیانت داری و خوش اعتقادی کا سماں کیسے برستا ہے۔ شروع میں یہ ہمیشہ یاد رکھو کہ خود پرستی کا ترک آزادی کی منزل اول ہے۔ شخصیت کی معدومیت پروپکار ہی جیون کی پہلی سیڑھی ہے۔ تمام ہندو سسٹم پروپکار کے بلند خیال پر مبنی ہے۔ ہندو آئین قدم قدم پر منزل منزل پر اسی شخصیت کو انسانی زندگی سے بدر کرنا چاہتا ہے ہر ایک ورن اور ہر ایک آشرم میں یہی اصول مدنظر رکھا گیا ہے۔ انسان سوسائٹی کی خاطر جیتا ہے نہ کہ اپنے لئے۔ اس واسطے رشی عیش پرستی کو مہا پاپ ٹھیراتے ہیں اس کو آتم ہتیا قرار دیتے ہیں۔ مقصد زیست دولت پرستی یا عیش پرستی ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ انسان روپیوں کا ڈھیر لگانے کے واسطے اس زمین پر نہیں پیدا ہوا ہے۔ یہ نہایت تنگ اور بیہودہ خیال ہے۔ شودر خدمت اس خاطر کرتا ہے۔ کہ یہ اس کا فرض زندگی ہے نہ کہ دباؤ یا ظلم کی وجہ سے۔ خدمت گذاری سے آتما پاکیزہ ہوتا ہے۔ دوسروں کے دکھ میں شراکت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ خدمت گذاری شودروں کی مرضی پر منحصر تھی۔ جو شخص دیا دان۔ دمن سے اپنے حواس کو باضابطہ طور پر قابو میں نہ لا سکے۔ جس کے اندر برہم دویا کا چراغ بذریعہ علم نہ روشن ہو سکے۔ اگر وہ خدمت گذاری کو اپنا پیشہ بنا اپنے اندر پرویکار جیون کا مادہ پیدا کر سکے تو اس میں کیا گناہ متصور ہو سکتا ہے۔ شودروں کی اس زندگی کو ظلم ستم سے تعبیر کرنا سراسر بے انصافی ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ لائق شودر ہمیشہ اپنی قابلیت کی داد حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ سوت پرانوں کا مشہور وکتا بالکل شودر ہی تھا اور اس سے بڑے بڑے حاکم زمانہ فیض یاب ہوئے تھے۔ ویش دان اور کشتری دھرم پر بلی دان محض پروپکار کے متبرک جذبہ سے ہی کرتا ہے۔ دونوں اپنی قربانی دھرم کی خاطر کرتے ہیں۔ براہمن دھارمک جیون کو اپنا مقصد زیست ٹھیراتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ مکمل خود انکاری اس کے ہر ایک فعل اور عمل میں نمایاں ہوتی ہے۔ ویسے ہی برہمچاری اپنے جذبات نفسانیت کو ودیا کے اصول میں لگاتا ہے۔ گرہستی کے تمام کاروبار دھرم کے رنگ سے رنگدار ہیں۔ بان پرستی ہر ایک قسم کی نفسانی قربانی کرتا ہے۔ سنیاسی دھرم مجسم ہے۔ غرضکہ رشی آئین میں دھرم ہمیشہ معمول ہے۔ رشی خودکشی نہیں سکھلاتے بلکہ خود ضبطی سکھلاتے ہیں۔ تاکہ اس سے آتمک جلوہ انسان کے اندر نمودار ہو سکے۔ یہ سخت افسوس ہے کہ زمانہ کے ادبار سے یہ پاک اصول ہند و جیون سے گم ہو چکا ہے۔ اور ہند و دنیا اب نفسانیت کی لہروں میں اپنا بیگانہ نہیں پہچانتی۔ مگر سسٹم کی خوش اسلوبی بے داغ ہے۔ وقت آئیگا کہ یہ اپنا جلوہ ہند و زندگی میں دوبارہ تازہ کریگی۔

ہند و سوسائٹی میں ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ کنبہ کا بزرگ گھر کا مالک ہے چھوٹے بڑے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ تمام کنبہ کی آمدنی اور خرچ کا ذمہ دار ہے۔ ہر ایک ممبر اس سے اپنی ضروریات کے مطابق سامان حاصل کرتا ہے سب کماتے ہیں مگر سب اپنی آمدنی کو یکجا کر اپنے بزرگ خاندان کی خدمت میں حاضر کر دیتے ہیں کوئی اپنی چھوٹی یا بڑی آمدنی پر دوسرے دل کو تکبر نخوت یا نفرت سے نہیں دیکھتا ہے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کی امداد کرتا ہے۔ لائق نالائق کا مددگار بنتا ہے۔ دکھ سکھ سب ملکر کاٹتے ہیں۔ تکلیف اور راحت میں ایک دوسرے کا شریک بنتا ہے۔ ایک بزرگ کے مرنے پر دوسرا شخص اوس کا جانشین بنتا ہے۔ مگر کبھی فساد و جھگڑا پیدا نہیں ہوتا۔ ہر ایک ممبر خاندان کی عزت میں کوشاں اور اس کی بہبودی میں ہمہ تن معروف ہے۔

یہی سسٹم ہے جس کی خاطر آجکل مغربی سوشیلسٹ لوگ تمام جد و جہد سے کوشش کر رہے ہیں

ہندو سسٹم کیا ہے

اور اس میں مغربی سوسائٹی کے باہمی مقابلہ اور نفسانیت سے تنگ آمدہ اشخاص کو پناہ دینے کی تدابیر کر رہے ہیں۔ یہ اعتراض عموماً کیا جاتا ہے کہ یہ سسٹم ترقی کا مانع ہے۔ جبتک انسان اپنے نفس کی خاطر کام نہ کرے۔ وہ اپنی پوری طاقت کو استعمال نہیں کرتا۔ وہ ادائیگی فرائض میں ضرور کوتاہی یا غفلت کو کام میں لاتا ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ اس کوتاہی کے پیدا ہونے کا اندیشہ صرف وہاں ہو سکتا ہے جہاں اعتقاد کمزور ہو۔ دوسروں کی بہبودی میں اپنی بہبودی شامل نہ ہو۔ ہندو رشی اس نیک خیال کو دھارمک لباس پہناتے ہیں اور انسانی زندگی کا اعلےٰ ذریعہ آزادی پر دوپکار برت کو قائم کرتے ہیں۔ جس سے وہ نفسانیت جو اس کی ادائیگی فرائض میں رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ آہستہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آہستہ بالکل دور ہو جاتی ہے۔ ہندو تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ رام چندر اپنی قیمتی زندگی جنگلات میں گذارنے کی خاطر محض اسواسطے تیار ہوتا ہے کہ اس کے پتا کی پرتگیا پوری ہو۔ دشرتھ کا کوئی حق نہیں تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو بلا کسی قصور کے چودہ برس کا بن باس دیتا۔ رام چندر کا کوئی غرض نہ تھا کہ وہ اپنے باپ کے کسی پورانے قول یا اقرار کا پابند ہوتا۔ جس کا اُس کو علم بھی صحیح طور پر نہیں تھا۔ اگر رام چندر جانا بھی تو سیتا ہمراہ کیوں جاتی۔ اس کی ذات کو ان تمام معاملات سے کیا واسطہ تھا۔ کیکئی سے اقرار تو دشرتھ کا ہو جس میں نہ تو رام چندر نہ سیتا کوئی فریق معاہدہ ہوں تو پھر ان پر تشدد کیوں کیا جاوے۔ مگر ہندو مہاتماؤں اور راجاؤں کی خوبصورتی کو ملاحظہ کریں۔ رام چندر بلا والد کے منہ سے صاف الفاظ کہلانے کے محض کیکئی کے حکم کو سنکر تعمیل کی خاطر تیار ہوتا ہے اور یہ بھی عین اُس موقعہ پر جب کہ اُس کو راج تلک ملنا تھا۔ اور اس نے آریہ ورت میں حکمران ہونے کا خطاب حاصل کرنا تھا۔ سیتا بلا کسی اقرار کی پابندی کے ساتھ ہمراہ ہوتی ہے۔ لکشمن بعد بسیار دلیل بازی کے دونوں کی تابعداری میں حاضر خدمت ہونا اپنا فخر زیست خیال کرتا ہے۔ انسانی نظر سے ایسی مثالیں مادی دنیا میں ناممکن القیاس ہیں۔ مگر تاہم اہل ہند مادی سسٹم کی تحریک کے قایل رہنا پسند کرتے ہیں۔

(۶) دنیا میں جتنا عذاب۔ دکھ۔ پاپ ہے۔ اس کا مصدر انسانی نفسانیت ہے۔ جو آئین اس کو بڑھاتا ہے۔ وہ ہمیشہ موجب عذاب ہے۔ جو دھرم اس کو آہستہ آہستہ منزل بمنزل نیک خدمات کی جانب راغب کرتا ہے وہ ہمیشہ مفید عام اور قابل عزت۔ جس مذہب یا آئین کے مدلرج نفسانی ہیں جو آئین نفس پرستی کیواسطے دوسرے جاندار کی بے حرمتی یا تباہی سکھلاتا ہے جو قانون یا شریعت نفسانی لذات کا دائرہ وسیع کرتا ہے اس کو ہمیشہ حقیر اور کم ظرف ٹھہرانا پڑیگا۔ جہاں اپنا پیٹ پالنے کی خاطر دوسروں کی عذاب دہی لازمی ٹھہرائی جاتی ہے۔ وہاں اس بد اعمالی کا نتیجہ بھی جلدی ہی عیاں ہوجاتا ہے۔ یہ قدرت اس قسم کی غلاظت سے جو مرض پیدا کرتی ہے۔ اس کا علاج دنیا میں کوئی حکیم نہ آجتک کر سکا ہے اور نہ ہی کر سکے گا۔ یہ مرض ہمیشہ تباہی میں انجام دیتا ہے۔ اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واسطے جہاں مدارج زندگی محض عارضی معاہدات کی پابندی میں محدود کئے جاتے ہیں وہاں ہر ایک قسم کی بداخلاقی یقیناً اور شرطاً وقوع میں آتی ہے۔

مدارج سسٹم کیا ہیں

ہندو رشیوں کی خوش اسلوب سسٹم کو دنیا آجکل خواہ غفلت یا لاپرواہی کی نظر سے دیکھے مگر زمانہ آئیگا کہ اس سسٹم کی عمدگی کے تمام انسان قائل ہونگے اور اس گوہر نہاں کی اصلی قیمت پانے والے جوہری دنیا میں پیدا ہوں گے۔ آریہ ورت اس سسٹم کی بدولت لاکھوں برسوں تک دنیا کا سرتاج رہا۔ جو لوگ اپنے زعم میں یہہ خیال کئے بیٹھے ہیں کہ بھارت کے مدارج زندگی اب ہمیشہ کے واسطے دنیا سے گم ہو چکے وہ یاد رکھیں کہ رفتار آسمانی ہمیشہ بجانب صداقت ہے اور تمام کائنات کا روح رواں یہی صداقت ہے۔ جب اس کو کچلا جاتا ہے تو یہ سمندروں اور پہاڑوں کو چیر کر نکلتی ہے۔ اس کے غضب کے سامنے کوئی انسانی طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ تمام فریب۔ ریاکاری اور شیطانیت کا نام ونشان معدوم ہوتا ہے۔ رشی آئین کثیر الازدواجی کو پاپ ٹھہراتا ہے۔ البتہ اولاد نہ پیدا ہونے کی صورت میں گرو یا اچاریہ کی اجازت سے۔ برادری کے حسب منشا دوسری شادی کرنے کا حق ہمیشہ حاصل رہا ہے۔ مگر اس صورت میں پہلی عورت کی رضامندی ہمیشہ ضروری ہوتی ہے۔ یہ سب باتیں خالص عیش پرستی کی مانع نہیں۔ اگر کوئی عیاش راجہ اپنی نفس پرستی کے باعث اس سسٹم پر عمل کرنے سے انحراف کرے تو یہ اس کا قصور ہے نہ کہ قانون کی عظمت پر کوئی دال ہے۔

(۵) دیگر مذاہب اور اقوام میں پتنی لوک کے حصول کا خیال ناپید ہے۔ شادی عموماً ایک معاہدہ ہے جس کی شرائط شریعت خود مقرر کرتی ہے۔ عدالت ان شرائط کی حفاظت کرتی ہے۔ موسائی۔ عیسائی اور محمدی آئین اس معاہدہ کے قائل ہیں۔ خاوند کی پسندیدگی میں عورت کو پورا اختیار ہے۔ مگر بعد از شادی طلاق خاوند کے منشا وتلون پر موقوف ہے خاوند اور عورت فرط محبت میں ملتے ہیں مگر اس فرط محبت کی قائمی اور صحت کا ذمہ دار کون ہے۔ اس امر کا فیصلہ یہ مذاہب دونوں کے باہمی اشتیاق اور منشا پر چھوڑتے ہیں جس کا قائم رکھنا یا فسخ کر دینا دونوں میں سے کسی کی مرضی پر منحصر ہے معاہدہ عموماً کسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

خاص رقم کی ادائگی پر قرار پاتا ہے جس کو اہل اسلام میں ترمہر بولا جاتا ہے۔

ان معاہدات کا جو نتیجہ ہوتا ہے وہ اہل بصارت سے پوشیدہ نہیں ہے۔ مگر کم سے کم

دیگر اقوام میں شادی معاہدہ ہے

اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ یہ معاہدات مرد کو اپنے معاملات میں عیش آزادانہ عیاشی کا مجاز سمجھتے ہیں۔ بعض دفعہ نتیجہ اور بھی خوفناک ظہور ات دکھلاتا ہے چنانچہ مرد اور عورتیں ان معاہدات شادی میں ایک دوسرے کی خاطر محض جسمانیت کی بنیاد پر منسلک ہوتی ہیں مرد کو یقین دلایا جاتا ہے کہ تیری شادی فلاں اعلےٰ خاندان کی عورت سے کیجاوے گی۔ ادہر عورت کو علیحدہ دام میں پھنسایا جاتا ہے۔ غرضکہ ان معاہدات سے طرح طرح کے طلاق کے جھگڑے قضیئے ہمیشہ پیدا ہوتے ہیں مہذب ممالک میں غریب عورتوں کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ اِن کو اپنا پیٹ اور اپنے شیر خوار بچوں کا پیٹ پالنے کی خاطر شبانہ روز کارخانوں میں کام کرنا پڑتا ہے۔ جہاں ان کے تکان کے وہ بچاری دن رات آفت کا نشانہ بنتی ہیں۔ دوسری طرف افواج کی خاطر یا عیش پرست امیروں کی خاطر باضابطہ چکلوں کا انتظام ہوتا ہے۔ اکثر عورتیں بچاری بھوک کی ماری کام کرنے سے لاچار چکلوں میں پناہ گزیں ہوتی ہیں جہاں وہ عیش پرست لوگوں کی بوالہوسی پورا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ یہ عورت کے متبرک جسم کی دُردشا ہے اور اُس مالک کائنات کی اس پاک زمین پر تمام عناصر کے روبرو عورت اور مرد کے باہمی پاک رشتہ کی مٹی پلید ہے

(۸) فاحشہ عورت خالص شیطانیت کی تصویر ہے۔ جو غلاظت وہ دنیا میں پھیلاتی ہے۔ انسان اس کو کسی دوائی یا کیمیائی علاج سے دور نہیں کر سکتے۔ سوزاک۔ آتشک کے لاکھوں نسخے اور ہزاروں اشتہارات اِن امراض کی زیادتی کو ایک رتی بھی کم نہیں کر سکتے۔ یہ جائے حیرت ہے کہ ایک طرف تو بیماری کی گوناگوں ترقی ہوئی ہے دوسری طرف دوائی خانوں اور ہسپتالوں کی تعداد بھی روز افزوں ہوتی ہے۔ یہ جہالت ہے یا کہ مدہوشی ہے کہ انسان ایک مہلک بیماری کا علاج دوسری مرض سے کرنا چاہتے ہیں۔ ادویات اور نسخہ جات کی زیادتی حکیموں کی چاندی کرنے کے واسطے مفید مطلب ہو لیکن خلقت خدا کا اصلی فائدہ اس سے نہایت کم مفہوم ہے۔ بلکہ اِن نسخہ جات کی زیادتی ملکی ادبار اور قومی تنزل کا ضرور کھلا اعلان دیتی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اخلاقی بربادی کا نمایاں ثبوت پیش کرتی ہے۔ یاد رکھو کہ گری ہوئی قوم کا علاج نسخہ جات سے نہیں ہوا کرتا بلکہ اخلاق کی درستی سے۔ ایمان کی مضبوطی سے۔ کدورت دل کی صفائی سے ہوا کرتا ہے۔ ہسپتالوں کی زیادتی اخلاقی صحت کی بربادی کا نشان ہے۔ جہاں ادویات کا استعمال بڑھتا ہے وہاں قدرت اپنے عمل میں عاری ہو بیٹھتی ہے جب تک قدرت اپنے ہر ایک عمل اور فعل کو باسلیقہ رکھتی ہے۔ بیرونی ادویات کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ناول قوم کے مذاق پر کیا اثر ڈالتے ہیں

فحش قصے۔ ناول۔ تصاویر دیکھنے۔ پڑھنے کا اشتیاق اس زمانہ میں ایک غضب ناک ترقی کر رہا ہے۔ یہ ہر ایک نوجوان کا مذاق بن رہا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے دل میں ایک ولولہ نفسانیت پیدا ہوتا ہے۔ جوش عشق بیدار ہوتا ہے۔ دل راغب لذات ہوتا ہے۔ مگر کم فہمی۔ ناعاقبت اندیشی اس رغبت کا انجام سوچنے سے دل و دماغ کے راستہ میں سد راہ بنتی ہے۔ ناظرین اسکے ناپاک اثر کو محسوس نہیں کرتے۔ اپنے فرط جوش میں جبکہ ان کے رگ و ریشہ میں عشق کی آگ شعلہ زن ہو رہی ہے۔ وہ اپنے اندر زہر کی تاثیر کو معلوم نہیں کرتے انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ لذات نفسانی کو اپنی زندگی کا مدعا بناتے ہیں۔ یا تو کسی بازاری رنڈی کے دام میں گرفتار بلا ہوتے ہیں یا گھر کی عورت کو بازاری رنڈی کا بھیس پہنا لیتے ہیں گھر بھی ایک عیاشی کا چکلہ بنتا ہے۔ زن و مرد ایک دوسرے سے بازاری عورتوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ اس کو اپنی لذت و خوشی میں شمار کرتے ہیں۔ عیاش اور نفس پرست والدین کی اولاد نفس پرستی کا روپ پیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے بچے چھوٹی عمر سے ہی افعال شنیعہ کے مرتکب بننے میں لذت محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اکٹھے بیٹھتے اٹھتے انہی باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ برہمچریہ کا خیال ان کے دلوں سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ والدین ان کی ان عادات کو جانتے ہیں مگر خود ناپاک ہونے کی وجہ سے روکنے کے ناقابل ہیں۔ اولاد علم پڑھتی ہے مگر وہ علم بھی ان خیالات کے نقش کو ہرگز مٹا نہیں سکتا۔ اس میں علم اخلاق اور روحانیت کا پرتو سال میں ایک بار بھی حاصل نہیں ہوتا۔ سکول کا استاد امتحان پاس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کروانے کا ذمہ دار ہے۔ موجودہ تعلیم کو اخلاق سے بہت کم تعلق ہے۔ علم حاصل کر نفس پرستی اور بھی زور پکڑتی ہے۔ کھلم کھلا عیاشی سے نزاکت اور نفاست میں تبدیلی ہوتی ہے۔ تعلیم نفس پرستی کے لئے نئے نئے اختراعات کا موجب بنتی ہے۔ شخصیت بڑھتی ہے اولاد بڑی ہو والدین سے تعلق قطع کرتی ہے وہ ساری عمر کی نابعداری کو ہرگز نہیں برداشت کر سکتی۔ والدین بوڑھے ہو خود کمانے کے ناقابل بنتے ہیں۔ ناداری میں یا بیماری میں امداد کے طلب گار بنتے ہیں۔ مگر مایوسانہ جواب پاتے ہیں تب اون کی آنکھوں کے سامنے بچپن کی ساری زندگی کا فوٹو پیش آتا ہے۔ مگر خود کردہ را علاج نیست والا معاملہ بنتا ہے اس طرح ساری قوم بگڑتی ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان قصوں اور ناولوں سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مزاج کی بدکرداری کا نتیجہ دیکھنے سے دوسروں کو نفرت پیدا ہوتی ہے۔ کاش کہ یہ خیال ان کا خیال صحیح بنتا اور نوجوان اپنی بدحرکات سے باز آتے۔ مگر ہم تو عمل کو اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں محض قصوں ناولوں سے عبرت کی امید رکھنا خیال خام ہے۔ عبرت تو آتی آئیگی مگر حسین دلفریب کی جادو بھری تقریریں عشق و محبت کی رنگین دل پر چھری پہلے پھیر لیتی ہیں اور نوجوان کو کسی ندی کی زلف کی دام میں پہلے پھنسا لیتی ہیں۔ جو دل عبرت حاصل کر سکنے قابل بنتا ہے وہ پہلا غلاظتی بھٹی میں اپنی غلاظت دل صاف کروا لیتا ہے ناپاک دل کبھی عبرت حاصل نہیں کر سکتے عاشق مزاج حسین معشوق کی خاطر برباد ہونا بھی فخر سمجھتے ہیں۔ اس بربادی کو عشق کا معراج قرار دیتے ہیں۔ پھر عبرت کا کیا ذکر ہے +

(۹) شاستر بھوگ کو بھوگ کی خاطر اجازت نہیں دیتا ہے۔ عورت کا وجود عیش پرستی کی خاطر ہرگز نہیں ہے وہ بقائے نسل کا متبرک ذریعہ ہے۔ ناپاک والدین سے ناپاک اولاد اور پاکیزہ خاطر والدین سے پاک اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جہاں محض نفس پرستی کے خیال سے مرد اور عورت ملتے ہیں وہاں اولاد بھی اس عیاشی کا بیج لیکر پیدا ہوتی ہے۔ شاستر اولاد پیدا کرنے کی خاطر ضابطہ اور قاعدہ مقرر کرتا ہے جس سے تجاوز کرنا رشی آئیں میں پاپ قرار دیا گیا ہے کم ظرف لوگ جس طرح جانوروں کو اپنے کھانے کی خاطر پیدا شدہ خیال کرتے ہیں اس طرح عورتوں کو اپنے بھوگ کی خاطر سمجھتے ہیں۔ ہندو دھرم عورت کی خاص تعظیم کرتے ہیں منو بھگوان فرماتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تپن کر کے اپنی عورت کی حفاظت کرتا ہوا پُرش اپنی اولاد۔ آچار۔ خاندان۔ دھرم ان سب کی حفاظت کرتا ہے۔ خاوند ویریہ روپ ہو کر اپنی عورت کے گربھ میں داخل ہوتا ہے۔ اور پھر پتر روپ دھارن کر کے اس سے پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے عورت کو جایا بولا جاتا ہے۔ قدیمی ہندوستان میں عورتوں کے حقوق در بارہ شادی پورے طور پر محفوظ تھے۔ ہندو رشی عورت اور مرد کی اخلاقی تکمیل کے نازک سوال کو بخوبی سمجھتے تھے۔

شادی کا مقصد تکمیل اخلاق ہے

شادی اس اخلاقی تکمیل کو اپنا اصلی مقصد ٹھہراتی ہے۔ جہاں عورت اور مرد میں متضاد صفات ہوں۔ متضاد خیالات ہوں۔ متضاد اطوار و رسم ہوں۔ وہاں ہر ایک قسم کا امن مفقود ہوتا ہے۔ زندگی سراسر مایوسی اور بے آرامی میں گذرتی ہے۔ جہاں عورت اور مرد کا میلان مزاج عادات و حرکات ایک دوسرے کے عین مطابق ہوں۔ وہاں ہر ایک سکھ خود بخود پیدا ہوتا ہے۔ اگر مرد میں دھارمک خیالات ہوں نیک عادات ہوں۔ پاک جذبات ہوں۔ تو یہ لازمی شرط ہے کہ عورت کے اندر بھی ویسے ہی خیالات کا صدور ہو۔ عیاش مرد کے ساتھ پاک عورت کا ملاپ عورت کے واسطے موجب تباہی ہے۔ مرد اور عورت کو عمر۔ عادات۔ عقل۔ خیالات۔ محبت۔ مذاق۔ مقصد زندگی کے بارہ میں ایک دوسرے کا پورا رفیق ہونا لازمی ہے۔ ورنہ شادی موجب عافیت ہرگز نہیں ہوسکتی۔ ہندو رشی اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے سوئمبر کی رسم جاری کرتے ہیں۔ اس رسم کا خاص مقصد مرد کی قابلیت کا امتحان قائم کرنا ہے۔ یہ امتحان عورت کی عادات لیاقت خیالات کے حسب منشا رکھا جاتا تھا۔ تمام بھارت اور بھارت کے ماتحت علاقہ جات کے شجاع بہادر۔ نامور فاضل۔ اپنی قابلیت کی جوہر دکھانے کی خاطر حاضر ہوتے تھے۔ کھشتریوں کی لڑکیاں عموماً شجاعت کا امتحان مقرر کرتی تھیں۔ برہمنوں کی لڑکیاں ودیا کا امتحان لیتی تھیں۔ غرضکہ ہر ایک قسم اور پیشے کے آدمی اپنی قابلیت کے مطابق ہنر دکھلانے کا موقع رکھتے تھے۔ ایسے ملاپ کا نتیجہ ہمیشہ نیک۔ شجاع۔ ودوان اولاد ہوتا تھا۔ ان امتحانات میں استری اپنے خاوند کی عادات۔ حرکات کا معائنہ اپنی آنکھوں سے کر لیتی تھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

قیافہ شناسی کا علم اس زمانہ میں چھپا موجود تھا۔ ہزاروں برسوں تک دنیا میں اس کا صدور رہا ہے۔ بہت فاضل اس علم میں اچھی دسترس رکھتے تھے۔ موجودہ زمانے کے بڑے بڑے سائنٹسٹ داں اس کی ابجد خوانی میں ابھی ماہر نہیں ہوئے ہیں۔ اس علم کی بدولت تھا کہ استری اور مرد کے باہمی ملاپ کے نازک سوال کو بخوبی طے کیا جاتا تھا۔ اور شادی آجکل کی طرح عیاشی۔ نفس پرستی۔ دھوکہ بازی۔ ریاکاری اور معاہدہ گیری کے تنگ خیالات کا شکار نہیں بنی تھی۔ دوسرا علم جو اس شادی کے تعلقات کو ہمیشہ باسلیقہ رکھتا تھا۔ علم جوتش تھا۔ اس علم کی بدولت عورت اور مرد کی آئندہ زندگی کے حالات کا امتحان کیا جاتا تھا۔ جہاں حالات کی غیر مطابقت کا خیال ظاہر ہوتا تھا۔ شادی کی مزاحمت کیجاتی تھی۔ علم جوتش سے انسان کی اندرونی حالت کا تعلق سیارگان سے تلاش کیا جاتا ہے۔ یہ تمام قدرت انسان کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور اس قدرت کے حقیقی رازدان ہندو رشی انسان کا تعلق اس کے ہر ایک حکمہ سے پورے طور پر معلوم کرتے تھے۔ ان علوم کی کم فہمی اور بداعتقادی نے آج بھارت کو ہر ایک قسم کی تکالیف کا شکار بنا رکھا ہے۔ بیحد جائے افسوس ہے کہ لوگ بجائے کسی علم کی ماہیت کو بعد از سالہا سال برا بھلا کہنے کے اس کی بیہودگی کا فتوے پہلے ہی صادر کرتے ہیں۔ اور ہندو رشیوں کی لاکھوں برسوں کی تحقیقات پر محض ایک لفظ بے ہودہ سے پانی پھیر دیتے ہیں۔ کیا ایسے لوگ اس کائنات میں کسی قسم کی ترقی یا بہبودی حاصل کرنے کی امید رکھ سکتے ہیں؟

ہم نے اس کتاب میں عورتوں کی آزادی کا ذکر کیا ہے۔ اس آزادی سے یہ ہرگز (رسومات کی ودینی) مراد نہیں ہے کہ عورتوں کو بے مہار زندگی بسر کرنے کی اجازت دی جائے یا شادی سے پہلے نوجوان مردوں اور عورتوں کو باہمی تعلقات نفسانیت پیدا کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ اور اس عذر پر کہ وہ ایک دوسرے کی عادات سے واقف ہو کر اپنی پسندیدگی شادی کے واسطے کر سکیں۔ یہ دستور جو موجودہ دنیا میں رائج الوقت ہے۔ ہر ایک پہلو سے سخت خطرناک ہے۔ اور قابل مذمت ہے۔ جن ممالک میں یہ رائج ہے وہاں اس کا انجام سخت خوفناک ثابت ہوا ہے۔ یہ عورت کا پورا حق ہے کہ شادی سے پہلے اس کو اپنے خاوند کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

متعلق حالات کا پورا علم ہونا چاہئے۔ مگر اس علم کی واقفیت کی خاطر دو نوجوان اور نوخیز عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھا ملنے جلنے کا موقعہ دینا سخت غلطی ہے۔ پس ان سب معاملات کی تشفی کی خاطر موجودہ حالت سوسائٹی میں زمانہ کے حالات کے مطابق رسم سوئمبر کی کسی شکل کا ایجاد کرنا ضروری ہے۔ جس میں نہ تو وہ خطرہ پیدا ہو سکے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے اور نہ ہی اخلاقی تکمیل کے کسی خیال کے بغیر شادی محض حیوانی جذبہ کی مظہر بن سکے۔ یا مرد ایک نا مطابق عورت سے ساری عمر کے واسطے محض رسم کے ظلم کی بدولت گانٹھ دیا جاوے۔ یہ یاد رکھو کہ پتی برت دہرم یا پتنی برت دہرم کا پورا کرنا انہی صورتوں میں ممکن ہے جہاں عورت اور مرد کے اخلاقی حالات ایک دوسرے کے عین مطابق ہوں۔ عیاش مرد یا عورت جن کے اندر نفس پرستی کا مادہ قدرت سے موجود ہے دنیا میں کسی دہرم کو نہیں پورا کر سکتے اور آخر اپنی بدکرداری کی سزا یا دوسروں کے واسطے محض نمونہ عبرت چھوڑ جاتے ہیں۔ جہاں حالات بالکل متضاد ہوں وہاں کسی قسم کا دہرم پورا نہیں ہو سکتا۔ بھارت آج انہی پاکیزہ اصولوں کی غلط شناسی کی بدولت بدرسومات کا شکار بن رہا ہے۔ سوسائٹی کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ اپنے نوجوانوں کو اپنی بدرسومات سے معرض خطر میں ڈالے۔ اور انسان کو جو اس زمین کو خوبصورت بنانے کے واسطے پیدا ہوا ہے۔ اپنے جور وظلم سے ہزارہا ناگہانی بلاؤں میں جو نامطابق طبائع عورت اور مرد ہر روز پیدا کرتا ہے۔ مبتلا کرے۔

شادی سے پہلے یہ لازمی شرط ہے کہ سوسائٹی عورت اور مرد کے اخلاقی حالات میں باہمی مطابقت کے قانون کی تعمیل پورے طور پر کرے تاکہ دونوں کی زندگی آرام اور نیک نہادی سے میسر ہو سکے۔ والدین کا یہ پاک فرض ہے کہ لڑکے یا لڑکی کی شادی سے پہلے ان کے اخلاقی محسوسات اور حالات کا مطالعہ کریں۔ اور ان کی شادی صرف اس لڑکے یا لڑکی سے قرار دینا منظور کریں جن کے ساتھ ان کی اخلاقی تکمیل پورے طور پر ہو سکے۔

(۱۰) عورت کا دیدار تمام غم و افکار کو دور کرتا ہے۔ اس کے چہرے سے تازگی محبت کا نور برستا ہے۔ اس کی موجودگی میں وحشی سے وحشی ملائم مزاج بنتے ہیں۔ اس کی ہر ایک رمز سے اشتیاق اور محبت ٹپکتی ہے۔ اس کے ہر ایک امر سے بردباری۔ صبر۔ برداشت کلیتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملتا ہے۔ اس کا جسم گھر کو پاکیزہ بناتا ہے۔ وہ گھر بے چراغ ہے۔ جس میں عورت کا پاس نہیں۔ وہ دل سراسر غمناک ہے جس سے کسی پیاری غمخوار کو پیار نہیں۔ عورت زندگی کا پھل ہے۔ جیسے وہ درخت بے سود ہے جس میں پھل نہیں ویسے ہی انسان بے ثمر ہے جس کے ساتھ اس کی نازنین کا وجود نہیں۔ عورت کے بغیر زندگی ایک ریگستان بے آب ہے۔ بے عورت پیچ پیچ آفات کا شکار ہے۔ قدرت اپنی نزاکت اور لطافت عورت پر ختم کرتی ہے۔ تمام اخلاق کا اس سے صدور ہوتا ہے۔ اولاد کے روح کی کنجی ماں ہے۔ خاوند کے روح کی کنجی بیوی ہے۔ مجرد ین کا آنند سراسر خشک ہے۔ بڑے بڑے برہمچاری گرتے ہیں۔ بڑے بڑے تپسوی شہوت کے غلام بنتے ہین۔ عورت بڑے بڑے تپسیوں کے مجردین کو چند ثانیوں مین برباد کر سکتی ہے ایسی مثالین ایک نہیں انیک موجود ہین۔ جو شخص عورت کے جذبہ کی تاب لا سکتا ہے وہ ہی واقعی بہادر ہے۔ دنیا مین پورن بھگت جیسی مثالین نہایت ہی کمیاب ہیں۔ اگرچہ ایسی عورتون کی لاکھوں مثالین موجود ہیں جنہوں نے باوجود ہر ایک قسم کی سمت دل آزاری۔ عذاب ہای جا پلوسی اور فریفتگی کے اپنی عصمت کو ہرگز داغدار نہین ہونے دیا۔

عورت کی عصمت ہی اسکی تمام خوبیون کا مخزن ہے

دولت اور حکومت کی بڑی سے بڑی طاقت کا مقابلہ بڑے استقلال اور ثابت قدمی سے کیا ہے۔ ان عورتون کی ثابت قدمی کے مقابلہ میں بڑے سے بڑے بہادرون کی شجاعت اور اولوالعزمی کے کارنامے ہیچ معلوم ہوتے ہیں۔ آدمی گرتا ہے۔ شہوت کا شکار بنتا ہے۔ دیدہ و دانستہ عورت کے دل سے پر قدرتی حیاداری اور غیرت کی مہر توڑتا ہے۔ اس کو ناچ۔ تماشہ۔ تھیٹر کمپنی کے شہوتناک نظارون کا مشتاق بناتا ہے۔

عام مدہوشی مین مستغرق شہوت پرستی مین غرقاب۔ اپنے اس فعل کا نتیجہ نہین دیکھتا۔ وہ عورت کے نازک دل کی تہ کا معیار نہین لگا سکتا۔ وہ اس نازک پھول کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بربادی کا انجام نہین محسوس کر سکتا۔ اس پھول کو ایک دفعہ پودے سے الگ کر دو اس کی تمام آب دور ہو جاتی ہے۔ عورت کی تمام خوبصورتی اس کے حیا کے ساتھ ہے۔ اس کو ایک دفعہ بے حیا ہونے دو۔ تمام خوبصورتی رفو چکر ہوتی ہے۔ اس کے چہرہ کی تمام رونق۔ اس کے دل کی تمام ملائمت عصمت کے ساتھ وابستہ ہے۔ ایک بار اس کی عصمت کو خراب ہونے دو۔ اس کے جسم کی تمام رونق اور دل کی تمام ملائمت ساتھ ہی معدوم ہوتی ہے۔ بے حیا عورتین کونسا پاپ نہین کرتین۔ دنیا مین کونسا گناہ ہے جو بے عصمت عورت نہین کرتی اور اس کے کرنے مین کسی قسم کا دریغ نہین کرتی۔ عصمت کی معدومیت کے ساتھ ہی تمام محبت۔ ہمدردی۔ نیکی۔ کا فور ہوتی ہے۔ حیاداری تمام نیکی کا مول ہے۔ بے حیائی تمام شیطانیت کا مصدر ہے فاسقہ عورت سے جو گناہ سرزد ہوتے ہین ان کو کوئی قلم تحریر نہین کر سکتی۔ تمام بدمعاشی اس کے جسم۔ ریاکاری اس کے دل مین اپنا چشمہ بناتی ہے۔

(۱۱) عورت کے دل کے وسعت کو کون ماپ سکتا ہے۔ اس کے محبت کے دائرہ کا محیط کون دریافت کر سکتا ہے۔ اس کی بردباری اور ثابت قدمی کو کون جان سکتا ہے۔ یہ دنیا مین لاثانی ہین۔ بے نظیر ہین۔ بڑے بڑے شاعر ان کی ان صفات کو اپنی مشہور اعلےٰ تصنیفات کا مضمون بناتے ہین۔ انگلستان کے مشہور شاعر سکسپیر کے تمام ناٹکوں مین عورت ہی آدمی کے بچاؤ کا اعلےٰ ذریعہ بنتی ہے شیکسپیر ہیروان رکھتا ہے۔ اس کے ہیرو خطا کرتے ہیں۔ اپنی غلطیوں سے۔ اپنی گمراہی سے۔ اپنے اوپر بلا نازل کرتے ہین۔

شاعر عورت کو کیا سمجھتے ہین

اور آخر عورت کی مہربانی۔ وفاداری۔ نیک نہادی سے بچتے ہین اس کے مردون کی زندگی مین عورتون کی نیک صفات ہی قابل پرستش ہین۔ سیکسپیئر مردون کا ثناخوان ہرگز نہین ہے۔ اس کے تمام مرد خطاکار ہین۔ یا گنہگار ہین۔ مگر اس کی تمام عورتین پاکیزہ خاطر۔ نیک سیرت ہین۔ یہی نقشہ سپنسر اور چاسر کی نظم مین دیکھنے مین آتا ہے۔ اعلےٰ ہندو شاعر کالیداس کی مشہور کتاب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شکنتلا کا مضمون جس شخص نے بغور مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے
کہ کالیداس - وفاداری - اخلاقی شجاعت - ثابت قدمی - نیک روی - میں جو تصویر
شکنتلا کے اخلاق کی پیش کرتا ہے - وہ آج تک دنیا میں شاید ہی کسی شاعر نے کھینچی
ہوگی - شکنتلا کی ہر ایک بات حیرت دہ ہے مگر سب سے بڑھکر قابل تعریف اس کی وہ
ثابت قدمی ہے جس سے اس نے اپنے خاوند راجہ دشینت سے ہتک آمیز سلوک کو
برداشت کیا ہے - راجہ شکنتلا کو برسر اجلاس تمام اہل دربار کے روبرو اپنی عورت
ہونے سے انکار کرتا ہے - اور اس کو اپنے گھر پناہ دینے سے ہاتھ کانوں پر دھرتا ہے
اور یہ سب اس صورت میں جبکہ شکنتلا اس راجہ سے حاملہ تھی - ایسے کڑے وقت
مین شکنتلا اپنی والدہ کے گھر کی طرف مراجعت کرتی ہے - مگر راجہ کی اس بدسلوکی
کی ایک بار بھی شکایت نہین کرتی اس اخلاقی شجاعت کی وجہ سے ہی گئے جیسے مشہور
فلسفہ دان شاعر نے شکنتلا کو تمام خوبصورتی زمین و آسمان کا مخزن بیان کیا ہے
یہ اسی نیک بخت عورت کے بطن سے تھا کہ بھرت جیسا دلاور - نیک نہاد - چکرورتی
مہاراجہ پیدا ہوا جس کے نام پر اس دیش کا نام بھارت پڑا -

(۱۲) عورت کا اصلی مقام گھر ہے اسکی اصلی جگہہ دوکان یا کارخانہ یا دربار نہیں ہے -
وہ اس واسطے پیدا نہین ہوئی ہے کہ آدمی کی ہم سری اختیار کرکے دنیا کے تمام کار و
بار مین اس کا مقابلہ کرے - تعلیم و تربیت اس کا حق ہے - واقفیت علوم اس کا فرض
ہے - مگر یہ اس واسطے نہین ہے کہ وہ آدمی کو میدان مقابلہ میں شکست دینے کا قصد
کرے بلکہ اس واسطے ہین کہ وہ تربیت اور انتظام کے کام کو خوش اسلوبی سے انجام دے سکے
صفات کا مشاہدہ کرے آدمی کی رفاقت کے تمام کار و بار کو نیک نہادی سے
طے کرے - گھر ایک متبرک مقام ہے - تمام خطروں سے محفوظ
تمام افکار سے مبرا ہے - اس کی پاک دہلیز پر کسی ناپاک جذبہ
کو دخل نصیب نہین ہو سکتا - اس مین دشمن کا خوف نہین مگر دوست کی ہمیشہ امید ہے
آدمی لڑتا ہے - جنگ و جدل فتح و شکست کا سامنا کرتا ہے مگر عورت کو ان مقام خطروں

(عورت کا اصلی مقام کون ہے)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے محفوظ رکھتا ہے۔ عورت مرد کا ساتھ دیتی ہے۔ مگر رہبر یا موجد نہین بنتی ہے۔ اس کو دوکان۔ کارخانہ یا عدالت مین لیجانا اس کے اصلی منصب کو توڑنا ہے۔ مگر اس کو ان معاملات سے سراسر ناواقف رکھنا۔ قومی حالات یا معاملات سے بے خبر رکھنا اُس کو اپنے اصلی منصب کے فرائض کی ادائیگی کے ناقابل بنانا ہے۔ بلحاظ رفاقت یہ اس کا فرض ہے کہ وہ آدمی کے تمام کاروبار زندگی سے باخبر ہو لیکن ان معاملات کی ادائیگی مین پیشہ زندگی کا اختیار کرنا اس کا اصلی منصب نہین ہے۔ جو شخص عورت کو گھر سے نکال کر اس کے اصلی منصب کو اس کے ہاتھ سے کھونا چاہتے ہین وہ دنیاوی معاملات کی پیچیدگی کو مفہوم نہین کرتے۔ اور اپنی اس شتاب زدگی کا انجام نہیں سوچتے۔ وہ عورت کے اصل منصبی فرائض کی وسعت کا اندازہ نہین لگاتے۔ جو عورت خاوند کی اپنے ہاتھون سے سیوا کرنا معیوب خیال کرتی ہے جو عورت اپنی اولاد کی خبر گیری کے پاک فرائض کو غیرون کے سپرد کرتی ہے۔ جو عورت گھر بار کا کام کاج دوسرون کے حوالہ کر خود دوکان کارخانہ۔ دربار کے معاملات مین مصروفیت اپنا فرض سمجھتی ہے۔ وہ واقعی اپنے اصلی منصب کو توڑتی ہے۔ مگر باین ہمہ وہ ویسے ہی اپنے اصلی منصب سے انحراف کرتی ہے اگر وہ اپنے خاوند کے معاملات دوکان۔ کارخانہ۔ دربار سے بالکل بے خبر پڑی رہتی ہے۔ اس کے فرائض او حقوق کو ایک باریک خط محیط کرتا ہے۔ جس سے تجاوز کرنا موجب زحمت بنتا ہے۔

(۱۳) ہم ذیل مین چند ہدایات متعلق شادی درج کرتے ہین۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان ہدایات سے اغماض کرنا اپنے جسم وجان کو دیدہ و دانستہ بربادی کے نذر کرنا ہے۔ اور انسانی زندگی کو مصدر رنج و عذاب و زحمت بنانا ہے۔ اوّل شادی اس عمر مین ہونی چاہئے۔ جبکہ مرد اور عورت کے قوائے جسم و دل پوری مضبوطی مین ایک دوسرے کے ملاپ کے قابل ہو جاوین۔ اگرچہ عمر اور طاقت کا اندازہ ہر ایک ملک کی آب وہوا۔ غذا۔ وغیرہ پر منحصر ہے تاہم یہ خیال رکھنا چاہئے کہ عورت مین رجوسلا دھرم کا آغاز ہوجانا اس کی جسمانی قابلیت کی لازمی علامت نہین ہے۔ عورت کے جسم کے اندر بعض رگین اور ہڈیان اس قسم

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی ہین کہ وہ سولہ برس کی عمر سے پیشتر اپنی اصلی طاقت حاصل ہرگز نہین کر سکتی ہین۔ اس واسطے اس سے قبل شادی کا خیال کرنا اس کے ناقابل جسم کو اولاد پیدا کرنے کی مشقت سے برباد کرنا ہے۔

جہان چھوٹی عمر مین شادی کیجاتی ہے وہان خوبصورتی اور طاقت دونون جلدی ہدایات متعلق خانہ داری کے ہی غائب ہوتی ہین۔ اور عورت کو قبل از وقت موت کے گھاٹ اترنا پڑتا ہے۔ ویسے ہی آدمی کے اندر بعض رگین پچیس برس یا اٹھائیس برس کی عمر سے پیشتر اپنی اصلی طاقت کا نمود نہیں ظاہر کر سکتی ہیں۔ جہاں لڑکے چھوٹی عمر میں اپنی طاقت کا بدعادات سے ستیاناس کر لیتے ہین۔ وہاں طاقت ور خوبصورت۔ نیک اولاد کا پیدا کرنا ناممکن القیاس ہے۔ اس واسطے مکمل طور پر برہم چاری رہنا نیک اور خوبصورت اولاد پیدا کرنے کیواسطے لازمی شرط ہے۔

دوئم۔ اخلاقی تکمیل کے واسطے لازمی ہے کہ دیانتدار نیک مرد دیانتدار نیک مزاج عورت سے شادی کرے۔ عقلمند آدمی عقلمند عورت سے بیاہ کرے۔ نباتات پر گذران کرنے والی عورت گوشت خوار مرد سے ہرگز شادی نہ کرے۔ نیک خصلت مرد بدسیرت عورت سے ہرگز شادی نہ کرے۔ غرضکہ دونون کا چال چلن حتی الوسع ایک ہی سانچے میں ڈھلا ہو دائمی بیمار اور مریض عورت یا مرد ہرگز شادی کا نام نہ لیوے۔ ایسی شادی کا نتیجہ ہرگز نیک نہین ہو سکتا۔ بوڑھے آدمی کا جوان عورت سے میل یا زیادہ عمر کی عورت کا چھوٹی عمر کے آدمی سے ملاپ طرفین کے واسطے موجب زحمت بنتا ہے۔ ایسے حالات میں جو تکالیف اور نتائج پیدا ہوتے ہین ان کے ملاحظہ کے واسطے عدالتوں کے مقدمات پبلک کے اندر بدنامی۔ بدبخت اولاد۔ روزمرہ کے جھگڑے کافی ثبوت ہیں۔

ایسی عورت سے ہرگز ہرگز شادی کا قصد نہ کرنا چاہئے جو شراب پیتی ہو یا نزدیکی رشتہ میں سے ہو۔ ایسی عورتوں کی اولاد ہرگز اعلی دماغ۔ نیک خیال پیدا نہیں ہو سکتی۔ پاگل لڑکے عموماً ان خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں جہاں شادی نہایت ہی نزدیک رشتہ داروں میں کی جاتی ہے۔ یا جہاں کو صحت کے قوانین کی والدین مطلق پرواہ نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے ہیں۔

سوئم۔ عورت اُس آدمی سے ہرگز شادی کا نام نہ لیوے جو شراب پیتا ہو۔ افیون۔ گانجہ یا چرس کا استعمال کرتا ہو۔ حقہ نوش ہو۔ ایسا آدمی عموماً شہوت کا غلام ہوتا ہے اور عورت کے اندر اپنے ناپاک اجزا داخل کرنے سے اس کے جسم و دل کو بھی ناپاک بناتا ہے۔ ایسی شادی کا ثمرہ عموماً شہوت پرست اولاد پیدا ہوتی ہے۔ جو دہرم اور ایشور کے نام سے بھی منکر ہوتی ہے۔ اور دنیا میں ہر طرح کا عذاب برپا کرتی ہے۔ عورت کے واسطے یہ از حد ضروری ہے کہ اُس آدمی سے ہرگز شادی کا نام نہ لے جو زانی ہو۔ بدمعاش ہو فاحشہ عورتوں کا ہم صحبت ہو۔ جو ریاکار ہو۔ دغاباز ہو۔ سست الوجود ہو۔ والدین سے منحرف۔ اور اون کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا ہو۔ یہ والدین کا پاک فرض ہے کہ ایسے لڑکوں اور مردوں سے اپنی لڑکی کی کسی دنیاوی طمع کی خاطر ہرگز شادی کا نام نہ لیویں۔ ایسی شادی سے دنیا میں ہر قسم کی ضلالت اور عذاب پھیل رہا ہے۔

چہارم۔ لڑکے یا لڑکی کی پیدایش کے واسطے اس وقت تک کوئی خاص اور کلیہ قاعدہ دریافت نہیں ہو سکا ہے۔ تاہم آدمی یا عورت کی قوت ارادہ اس معاملہ میں مدد بنتی ہے حیض کے ایام کے اختتام کے بعد پہلے دور وز سے چھ یوم کے اندر عموماً لڑکی پیدا ہے۔ نور وز اور بارہ یوم کے اندر لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ یعنے دو ہفتوں کے اندر وقفہ کے پہلے ایام مین لڑکی اور باقی ایام مین لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ یہ ڈاکٹر تھوڑہی پروفیسر جینوا کا تجربہ ہے۔

پنجم۔ قوت پیدایش جکو یوگی اوجس کہتے ہیں۔ دماغ میں اپنا قیام رکھتی ہے پچیس اور چالیس سال کے درمیان اپنی پوری وسعت اور طاقت کو حاصل کرتی ہے۔ آدمی کی نسبت عورت میں اس کا زور زیادہ ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے عورت کو قدرت آلہ پیدایش بناتی ہے۔ اس قوت کا امتحان کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ دو عناصر سے مرکب ہے۔ ایک تو تولد نسل کا ذریعہ بنتی ہے۔ دوسرے انسان کے جسم کو باسلیقہ اور باترتیب رکھنے کا وسیلہ ہے جب یہ قوت کنجود کی دماغ سے نکالی گئی ہے۔ تو وہ اُڑنے یا کام کرنیکے بالکل ناقابل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بن گئے ہیں ۔ یہ ڈاکٹر واٹسن صاحب کا تجربہ ہے ۔ بچے کے دماغ کا یہ قوت بلا اور نوجوان پچیس برس کے آدمی کے دماغ میں یہ حصہ بناتی ہے ۔ اس طاقت کی بدولت آدمی جیتا ہے ۔ جب اس کا استعمال بے جا کیا جاتا ہے ۔ تو بڑھاپا اور کم زوری بلاشک وشبہ ہم رکاب ہوتی ہے ۔ عیاشی کے بڑھانے کے واسطے ۔ شراب کباب ۔ گوشت جو غضب ڈھاتے ہیں اور جس قدر عذاب ۔ اور بد معاشی کا حصہ ور یہ انسان کو بناتے ہیں ۔ اس کے ثبوت میں موجودہ دنیا کا اخلاقی نقشہ ہر جگہ عیاں دکھلائی دیتا ہے ۔

ششم ۔ یہ آدمی اور عورت کا پاک فرض ہے ۔ کہ اپنے اس دماغی طاقت کا ہرگز بیجا استعمال نہ کریں ۔ حمل اور تولد نسل کے ایام میں ایک دوسرے سے قطعی پرہیز کریں اور جب تک تولد اولاد کے بعد دوبارہ حیض نمودار نہ ہو تب تک ایک دوسرے سے علیحدگی اختیار رکھیں ۔ یہ نہایت پاکیزہ اصول ہے اور اس کی پیروی میں اگرچہ کسی قدر تکلیف بھی ہو لیکن اس نیک عمل کو ہرگز ہاتھ سے نہیں کھونا چاہئے ۔ والدہ کو چاہئے کہ اپنی اولاد کی آپ پرورش کرے ۔ اگر وہ نہیں کر سکتی تو والدہ بننے کا نام نہ لیوے

ہفتم ۔ شہوت پرستی کے نقصانات حسب ذیل ہیں ۔ جسم کمزور ہوتا ہے ۔ معدہ ضعیف ہوتا ہے ۔ قوت ہاضمہ کی کمزوری سے کئی لا علاج امراض وارد ہوتے ہیں ۔ تپ دق پیدا ہوتا ہے ۔ گنٹھیہ ۔ لقوہ ۔ ادھرنگ آتا ہے ۔ قوت سامعہ ۔ حافظہ ۔ باصرہ غائب ہوتی ہے ۔ قوت ارادہ اور قوت دماغ رفوچکر ہوتی ہے ۔ اخلاق اور مذہب کا ستیاناس ہوتا ہے ۔ طاقت جاتی ہے ۔ بڑھاپا آتا ہے ۔ اولاد کم زور کمیعت البدن پیدا ہوتی ہے اور جلد ہی راہی ملک عدم ہوتی ہے ۔ مقصد قدرت پیدائش اولاد ہے ۔ نہ کہ شہوت پرستی ہے ۔ جو شخص قدرت کے اصول کو توڑتا ہے وہ اس زمین کو گندہ کرتا ہے ۔

ہشتم ۔ مرد کو لازم ہے کہ شراب ۔ افیون ۔ چرس ۔ گانجا ۔ تماکو ۔ گوشت وغیرہ کا ہرگز ہرگز استعمال نہ کرے ۔ ہر روز ورزش کرے ۔ سیر کرے ۔ اگر اس کا پیشہ بیٹھ کر کام کرنے کا ہے تو چار پانچ میل ہر روز سفر کرے ۔ بستر صاف ستھرا ہو ۔ مکان ہوادار اور پاکیزہ ہو ۔ سونے کا وقت رات کے نو بجے اور اٹھنے کا وقت صبح کے چھ بجے یا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سات بجے مقرر کرے۔ صبح اوٹھکر باقاعدہ سیر کرنے کے واسطے باہر جاوے اور اپنی حاجت روائی سے فراغت پاکر ہر روز اشنان کرے۔ بعد اشنان و ہار تک فرائض کو ادا کرے اور اپنی قوت ارادہ کو بڑہانے اور قوی کرنے کا مصمم قصد کرے۔ انسان کی تمام ترقی اور اقبال مندی کا راز یہی قوت ارادہ ہے۔ جو شخص اس کو کمزور اور خراب کرتا ہے وہ اپنا آپ ستیاناس کرتا ہے۔

مفصلہ بالا ہدایات میں سے چند ایک ڈاکٹر کادن کی مشہور کتاب سے لی گئی ہیں۔ ناظرین ان کا مقابلہ منو کی ہدایات دربارہ شادی سے کرسکتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مسرت زندگی محض تکمیل اخلاق اور روح سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ باقی تمام راحتیں بالکل ناقابل اعتبار۔ بے ثبات۔ فانی اور اتفاق پر منحصر ہیں۔ نہایت عمدہ حالات میں بھی وہ جلدی ختم ہو جاتی ہیں۔ اُن کا قائم رکھنا ناممکن ہے۔ اور نہ ہی وہ ہمیشہ ہماری پہنچ کے اندر ہیں۔ دنیا دکھ درد سے بھری ہوئی ہے۔ اگر کوئی اس سے کسیقدر محفوظ ہے تو اس کو عیش و عشرت کا عذاب ستاتا ہے۔ تقدیر جلاد ہے۔ انسان کی حالت قابل رحم ہے۔ اس دنیا میں محض وہ انسان محفوظ ہے جو اپنے اندر خزانہ اخلاق رکھتا ہے۔" شامین ہار۔ زندگی کی دانائی +

"جس قدر ہم خدا کے نزدیک ہوتے ہیں اتنے ہی آگ کے نزدیک ہیں خدا اپنے نیک سپاہیوں کو جنگ کے عین درمیان کھڑا کرتا ہے۔ دنیا کے اعلےٰ مہاتماؤں کے حصہ میں مصیبت سب سے زیادہ آئی ہے۔"

ہندو تہذیب

باب سوئم

فصل اوّل

ودھواؤں کی دُردشا کا علاج

۱۔ اس دنیا میں کوئی نقصان فائدے سے خالی نہیں ہوتا۔ قدرت ہر ایک تباہی (خدا کیا ہے) میں کوئی نہ کوئی راز مفہوم رکھتی ہے۔ خالص بربادی اس کائنات میں کبھی نہیں ہوتی۔ مادہ صورتیں بدلتا رہتا ہے۔ آکاش سے وایو۔ وایو سے اگنی۔ اگنی سے جل۔ جل سے پرتھوی بن کر ہستی ممکن بنتی ہے۔ عناصر ایک دوسرے سے پیدا ہو کر کارخانہ قدرت کو جاری رکھتے ہیں کبھی سوکھشم روپ سے کبھی ستھول روپ سے۔ یہ پانچ عناصر کا کھیل ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ سرشٹی ہمیشہ رہتی ہے کبھی ظاہری صورت میں۔ کبھی مخفی صورت میں۔ پیدائش کا کام کبھی ختم نہیں ہوتا۔ مالک کائنات اس تمام نمائش کا تماشائی ہے وہ ہر ایک روپ میں اپنا روپ تبدیل کر سارے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھیل کو جاری رکھتا ہے جل سرشٹی میں جل روپ ہے وایو سرشٹی میں وایو روپ ہے پرتھوی سرشٹی میں پرتھوی روپ ہے۔ اکاش سرشٹی میں آکاش روپ ہے۔ تیج سرشٹی میں تیج روپ ہے۔ ہر ایک سرشٹی میں موجود اپنے ضابطہ کا نگران ہے۔ مگر خود تبدیلی سے مبرا ہے۔ سرشٹی ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہے مگر سرشٹی کا روح رواں اپنے آنند میں سدیب گن تمام دُکھ سوکھ سے آزاد ہے۔ جو مہاتما ذات پاک سے واقف ہو اپنے آپ کو تبدیلی سے مبرا سمجھ ذات پاک سے اپنا حقیقی تعلق مفہوم کر لیتے ہیں۔ وہ شانتی کا امرت پان کر تمام دو دکھوں کے جنجال سے آزاد ہوتے ہیں دنیا پھر ان کی شانتی کو کوئی تبدیلی دور نہیں کر سکتی سنسار کے پدارتھوں میں وہ عین اسی طرح رہتے ہیں جیسے کہ ذات پاک تمام عناصر میں رہتی ہے۔ دنیا کے تمام کام کرتے ہیں۔ محنت ریاضت کرتے ہیں۔ تمام دھندوں کو پورا نبھاتے ہیں مگر دنیا کی اصلیت سے باخبر رہ کر راحت سے آزاد رہتے ہیں بھارت کے پراچین راج رشی۔ جنک اور بھیشم جیسے گیان وان ہیرو دُنیا کے تمام کام .. .. مدبران زمانہ سے بڑھ کر زیادہ شغل اور استقلال سے انجام دیتے تھے۔ راجہ پاٹ کے تمام امورات کو طے کرتے تھے ادنیٰ سے ادنیٰ معاملہ انکی توجہ حاصل کرتا تھا معمولی سے معمولی بات انکی نظر کے آگے رہتی تھی مقدمات کے فیصلے دیتے میدان جنگ بازی میں لڑتے تھے۔ ہر ایک کام کو پوری محبت اور یگانگت سے ادا کرتے تھے۔ مگر حادثات زمانہ سے ہمیشہ محفوظ تھے بھیشم تیروں کی سیج یعنی بستر پر لیٹا ہوا ہے اسکا تمام جسم زخموں سے گھائل ہے مگر شیر مرد یتی مہابیر تمام تکلیف کو بخوشی چھ ماہ تک برداشت کرتا ہے اسکے دل سے ایکبار بھی آہ نہیں نکلتی۔ اسی حالت میں بھی پانڈوں کو گیان دھرم۔ شانتی کا اپدیش دیتا ہے +

راج رشی جیون

مہاراجہ جنک دنیا کے تمام کام روزمرہ پورے ضابطہ سے ادا کرتے ہیں۔ ملک و مملکت کے ہر ایک ہیئت کی پوری خبر رکھتے ہیں آپ کا دربار بڑے تجمل اور شان کا دربار ہے۔ بڑے بڑے رشی گیانی مہاتما۔ عارفان باکمال راجہ کی ملاقات کے واسطے ہر روز دربار میں تشریف لاتے ہیں۔ راجہ کے انتظام سلطنت کی خوش اسلوبی اور اسکے گیان کی اعلے لیاقت کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ یہی رشی جیون ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انسان کو بسبب مادی جسم رکھنے کے تمام کائناتی طاقتوں کا آسیب و اثر برداشت کرنا پڑتا ہے تمام عناصر اسپر اپنا اثر کرتے ہیں۔ قدرت کسی کا لحاظ نہیں کرتی سورج چانڈال اور مہاتما کے گھر میں یکساں اوجالا کرتا ہے۔ آسمانی بلائیں اپنا اثر سب پر یکساں کرتی ہیں۔ قدرت ہر ایک جاندار کو مفعول بناتی ہے۔ مگر مہاتما اپنی روحانی طاقت سے قدرت کے اثرات کو مغلوب کر لیتے ہیں اپنے اندرونی جذبہ سے بیرونی قدرت پر غالب آتے ہیں۔ نیچر کو اپنے مطیع بناتے ہیں اپنی خوشی اور رنج کو دوسروں کی مہربانی یا ناراضگی پر منحصر نہیں رکھتے اپنے سوکھ کو حادثات یا عارضات پر مبنی نہیں رکھتے اپنے دل کو ذات پاک میں محو کرتے ہیں۔ اور اس محویت میں بشریت کی تمام کمزوریوں سے پاک صاف ہوتے ہیں۔ دنیادار بن کر خواہ دنیا میں رہو۔ سادھو بن کر خواہ جنگل میں ڈیرہ ڈالو۔ سپاہی بن کر خواہ جنگ میں لڑو مزدور بن کر خواہ کارخانہ میں کام کرو۔ استاد بن کر خواہ طلبا کو تعلیم دو۔ راجہ بن کر خواہ ملک کا انتظام کرو سوداگر بن کر خواہ تجارت و بیوپار کرو۔ ملازم بن کر خواہ مالک کی خدمت کرو۔ غرضیکہ کسی حیثیت زندگی میں رہو مگر اس فلسفہ کے ساتھ رہو۔ دوکھ درد نزدیک نہیں آئیگا شاعر سچ کہتا ہے۔ ؎

بہر کارے کہ باشی با خدا باش

پھر شادی میں غمی میں۔ موت میں زندگی میں۔ کامیابی میں ناکامیابی میں غرضیکہ ہر ایک حالت میں تمہاری شانتی میں فرق نہیں آئیگا۔

یہ فلسفہ تھا جس پر بھارت کے مہاتما ہمیشہ کاربند رہے ہے۔ اسی اوتم اپدیش کو شری کرشن بھگوان گیتا کے آخیر میں اپنی تمام فلاسفی کے خلاصہ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ مہاراج فرماتے ہیں:۔

सर्वधर्मान्परित्यज्य मामेकं शरणं व्रज
अहं त्वा सर्वपापेभ्यो मोक्षयिष्यामि मा शुचः

اے ارجن تو تمام اعتقادوں کو بالائے طاق رکھکر میری شرن اختیار کر۔ میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تم کو سب پاپوں سے نجات دلوا دونگا ۔ تو کسی قسم کا فکر مت کر ۔

جب تک بھارت باسی اس مسئلہ پر عامل رہے ان کے تمام کام خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہے جب سے ہری سمرن چھوٹا پاپ نے یہاں ڈیرا جمایا ۔ جہاں ہر ایک کام کی جڑ میں خودغرضی کا بیج ہو وہاں سوکھ کی فصل کی امید رکھنا خیال خام ہے ۔ نفسانیت تمام دکھ کا موجب ہے ۔ قدیمی بھارت میں وہ دوکھ نہیں تھے جو اب گھر گھر ۔ محلہ محلہ میں نظر آتے ہیں ۔ ہماری خودغرضی انہیں دکھوں کی فہرست کو اور بھی زیادہ کر رہی ہے ۔ انسان عالم مدہوشی میں یہ خیال کرتا ہے کہ یہ قدرت عین اس کی حسب خواہش کام کریگی جب وہ اپنی غلطی کو معلوم کرتا ہے اور اپنی ناکامیابی کے دکھ کو محسوس کرتا ہے تو حالت وحشت طاری ہوتی ہے ۔ بعضوں پر خودکشی تک نوبت آتی ہے کئی اپنی زندگی دوالیہ پن میں گذارتے ہیں بعضے عیاشی کی زیادتی سے اور بعضے مارے غم و الم کے جان دیتے ہیں ۔ آسمانی آفتوں کو برداشت کرنے کے ناقابل اپنے امولک جنم کو کنکروں اور روڑوں کی خاطر برباد کرتے ہیں مادی تہذیب اس مرض کے سامنے حیران و ششدر رہتی ہے ۔ کرے تو کیا کرے ۔ خود کردہ را علاج چیست بھارت پر چاروں طرف اس نفسانیت کی سیاہ گھٹا چھائی ہے ۔ اس کے تمام آب دار موتی و جواہر کی چمک اس تاریکی میں ماند پڑ گئی ہے ۔ نہ کوئی گوہر شناس رہا ہے جو انکی قیمت کا خیال کر انکی حفاظت کی ترکیب نکالے ۔ نہ کوئی پاسبان رہا ہے جو ان کی رکھشا کرے ۔ اندھیرے میں ایک دوسرے کو نہیں پہچانتا بیٹا باپ سے رشتہ ناطہ توڑے بیٹھا ہے ۔ ہائے باپ ہائے باپ پکار رہا ہے باپ کو خبر بھی نہیں بیٹا کہاں رو رہا ہے ۔ استری خاوند کا نام لے کر پکار کر رہی ہے ۔ ہے پتی رکھشا کرو ۔ مگر پتی کو اسکی پرواہ بھی نہیں وہ کہیں علیحدہ اپنے حال پر رو رہا ہے ۔ اس اندھیرے میں ایسی گت بنی ہے ۔ کہ ایک دوسرے کا مددگار نہیں ۔ ہر ایک اپنی اپنی حالت کو رو رہا ہے ۔ جہاں ہے وہاں ٹھہر رہے

نفسانیت تمام دوکھ کا موجب ہے

☆ پچھلے سالوں کی پلیگ اور موجودہ قحط کے دورہ میں یہ حالت پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آگے راستہ گم ہے جائے تو کہاں جائے۔ اس تاریکی میں بھائی بھائی کو ہرگز نہیں جانتا۔ کوئی بیچارہ خیرخواہ وطن۔ دھرم آتما۔ اپنی بلند آواز سے شور مچاتا ہے کہ خبردار ہو جاؤ۔ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اس تاریکی سے نکلنے کی کوشش کرو۔ آگے چل کر مطلع صاف ہو جائیگا۔ مگر یہاں تو نفسا نفسی پڑ رہی ہے ہاتھ کون پکڑے اور کون پکڑوائے ہر ایک کو یہی اندیشہ ہے کہ اس کا دوست آخر اس کو کسی کوئیں میں نہ پھینک ڈالے اس عالم سیاہ تاریکی میں آخر تمام مایوس ہو موت کے منتظر ہوتے ہیں ناگاہ اتفاقاً غیب سے آواز آتی ہے کہ یہ تاریکی تمہاری اپنی جہالت اور نفسانیت کا غبار ہے۔ ذرا دل کو صاف کرو اور ایک دوسرے کا اعتبار کرو۔ ایشور میں وشواس کرو۔ سب دکھ درد ابھی مٹ جاتا ہے +

پس یہی ہمارے دیش کا حال ہے۔ ہمارے ریفارمر جس روز سے ہندوستان میں مشرقی علوم کا رواج گم ہوا ہے۔ پکار رہے ہیں۔ کہ ودھواؤں کی حالت بہت خوفناک ہے۔ افلاس زدہ ملک میں جہاں آدمیوں کو کھانے کو نصیب نہیں ہوتا۔ بیچاری عورتیں جو دن رات گھر کی چار دیواری میں بند رہتی ہیں اپنے خاوند کے مرنے پر اپنی گذران کا کیا انتظام کریں۔ رام موہن کے زمانے سے آج تک ہندو سوشیل ریفارمر اس مسئلہ کے حقیقت کو سوچ رہے ہیں۔ مگر آج تک اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکے ہیں۔ البتہ مغربی تہذیب کے رنگ میں ایک الٹی کھلی ایجاد ان کو آخر سوجھی ہے کہ ان ودھواؤں کی شادی کر دو۔ اس سے تمام عذاب دور ہو جاویگا۔ ترکیب تو آسان ہے مگر اس کا انجام سخت پرخطر ہے جس سے سوشیل ریفارمر شاید پورے طور پر آگاہ نہیں ہوئے ہیں +

ڈاکٹر کاؤن صاحب اپنی دلچسپ کتاب میں فرماتے ہیں :-

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

That marriage fails in this, its divine character, is lamentably the case :—

Yet in so failing, is it right that the union should be continued or a separation take place or a divorce be granted. The question, I think, is not difficult of solution. If a man and woman enter state of matrimony and after a time discover that through deceit hypocrisy, intrigue or force, one or other develops qualities that tend to debase, degrade and make miserable a human life instead of elevating ennobling and making happy and perfect two human lives then it is nought but right that a divorce be granted or at least a separation take palce. I hold that anything that is an obstacle to the individual's attainment of perfection and happiness in this life should be avoided or removed when it does not conflict with the right of others, and that therefore a wife who although doing all that her best nature can do to make her married existence one of enjoyment and perfection is nevertheless abused, maltreated or wronged in any of the many ways that sordid, licentious, brutal or covetous husbands may demonstrate is perfectly justified by the laws of nature if not by the laws of man in separating or being divorced from such a husband. The same argument applies with equal force to the man where wife is the transgressor yet, although I hold divorce to be a necessity under these circumstances I do not allow that it is right for either thedivorced or separated man or woman to marry again. It savours too much of uncleanliness, adultery, fornication. It runs contra to all that is pure, clean and chaste that a separated or divorced man should again marry. Besides such men and women are apt to make precisely the same mistakes in forming new unions and repeating the same role of mismated miseries separation, divorce and making the institution that should be divine in its nature and observance, a mockery and a farce.

PAGE 386 and 387.

Cowan's Science of new life

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈاکٹر کاون شادی کو ایک الٰہی تعلق مابین عورت اور مرد قرار دیتا ہے جہاں
اس الٰہی تعلق کی انسان لاپرواہی کرتے ہیں۔ اور فریقین کی صفات اور
سیرت کا کوئی خیال نہیں رکھتے ہیں وہ بہتر خیال کرتا ہے۔ کہ ایسی شادی فسخ
کر دی جاوے اور طلاق قرار دیا جاوے۔ مگر بعد از طلاق عورت یا خاوند کو ہرگز
ہرگز دوبارہ شادی کی اجازت نہ دی جاوے۔ طلاق یا علیحدگی کے بعد شادی
کرنا گویا شیطانیت اور خاص زناکاری کا دنیا میں پرچار کرنا ہے۔ یہ تمام پاکیزگی
پرہیزگاری کو برباد کرنا ہے کہ ایسی شادی کو دنیا میں روا رکھا جاوے +

ہندو دھرم طلاق کا قایل نہیں ہے۔ مگر چونکہ طلاق کے بعد یا ایک خاوند
کی موت کے بعد دوسرے خاوند سے شادی کی اجازت دینا ایک ہی اصول پر
بنی ہے اور دونوں صورتوں میں ایک ہی اصول ٹوٹتا ہے۔ اس لئے ہم نے
ڈاکٹر کاون صاحب کی رائے یہاں بیان کی ہے +

ایک گری ہوئی قوم کو ریاضت اور جفاکشی سکھلانے کی بجائے نفسانیت
کا اپدیش کرنا ہرگز قرین مصلحت نہیں ہے۔ یہ اسکے اندر بجائے زندگی کا جلوہ عود آ
کرنے کے اس کو زیادہ کمزور۔ کاہل۔ شہوت پرست بنانے میں مددگار رہتا ہے
جس کا انجام قوم کی منتقین بربادی اور غارت گری ہے۔ اگر عورت ایک
خاوند سے اپنے نفسانی جذبات کی تسکین نہیں حاصل کر سکی تو یہ کس طرح
گمان ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے خاوند پر اکتفا کریگی۔ عورت کی ذات کو
ایک دفعہ اس کی عصمت سے باہر ہونے دو۔ پھر اُس کی نفس پرستی کی حدود
قائم کرنا محال ہو جاتا ہے۔ جہاں ان کی اس عادت کی سوسائٹی خود حوصلہ افزائی
کرے وہاں بیوچار کا کھلم کھلا پرچار چند ایام کا سوال رہجاتا ہے جیسے آگ
زیادہ گھی ڈالنے سے اور بھی تیزی سے شعلہ زن ہوتی ہے۔ ویسے ہی نفسانی
جذبات ان کی سیری سے اور بھی بڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اپنے عامل کو بالکل غارت گری
کے ساحل پر لا کھڑا کرتے ہیں۔ جو اصحاب ہر ایک بیوہ عورت کو خاوند دینا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لازمی خیال کرتے ہیں وہ ملک کی نازک حالت پر سارے پہلوؤں ہیں دچار نہیں کرتے معلوم ہوتے۔ دوبارہ شادی بیوگان کی مصیبت کا علاج نہیں ہے بلکہ ایک مرض کا دوسری مرض سے تبادلہ ہے جو شاید پہلی بیماری سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ حالت بیوگی میں عورتیں جو دکھ سہتی ہیں اس کی سختی سے کسی بیدار مغز اہل قوم کو انکار نہیں ہو سکتا۔ خاوند کی بے وقت موت روزگار کا قافیہ تنگ کرتی ہے۔ افلاس حیا شرم سب کو توڑتا ہے۔ بھوکے پیٹ کی خاطر جو جو پاپ کرنے پڑتے ہیں اُن سے صرف وہ شخص واقف ہو سکتا ہے جس نے اس مصیبت کو خود محسوس کیا ہے۔ ان سب پر طرہ یہ ہے کہ گھر کے آدمی رشتہ دار۔ قریبی جن سے بیوہ کو نیک سلوک اور امداد کی امید ہو سکتی ہے وہ ہر وقت اس کو طعن۔ تشنیع۔ بدسلوکی اور عذاب دینے میں ساعی رہتے ہیں۔ اور اس کی زندگی کو پر ملال بنانے کی خاطر طرح طرح کے عذاب گھڑتے رہتے ہیں۔ محلہ دار۔ شہر دار اس کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی ظاہر کرنے کی بجائے اس کی عصمت اور پارسائی کو معیوب بنانے میں موقعہ سے فروگذاشت نہیں کرتے بیوہ جائے تو کہاں جائے۔ سسرال کے واسطے اس کی شکل موجب عذاب ہے۔ والدین اس کو دیکھ کر دُکھی ہوتے ہیں۔ مگر کوئی تدبیر رہائی کے واسطے نہیں دیکھتے۔ صغیر سنی کی شادی خانہ بربادی میں عموماً انجام دیتی ہے۔ جہاں دس اور آٹھ برس کی نابالغ بے سمجھ لڑکیاں اور لڑکے خاوند اور عورت کے نازک تعلقات میں وابستہ کئے جاتے ہوں وہاں بیوگاؤں کی زیادتی کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔ ان صغیر سالہ ودھواؤں کی تکالیف۔ ان کی نازک عمر۔ انکی معصومیت کو دیکھ کر کونسا دل ہے جو آنسو نہیں بہاتا۔ اور یہ سب ملکی رسم و رواج کے جبر و ظلم کی بدولت ہے کہ ان بیچاری معصوم کنیاؤں کے اوپر اس طرح چھری رکھی جاتی ہے۔ آدمی تو اپنی نفس پروری میں بلا روک ٹوک جو چاہیں سو کریں مگر عورتوں کو ہر طرح اسیر بندی میں رکھنا لازمی ٹھیرایا جاتا ہے۔ بھارت کی گردشا ہر پہلو میں خوفناک ہے مگر جو سلوک ان بیچاری معصوم کنیاؤں کے ساتھ اس زمانہ میں ہو رہا ہے وہ درحقیقت اس امر کا سخت مقتضی ہے کہ یا تو کوئی تدبیر ان بیواؤں کی تکالیف

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو کم کرنے کی نکالی جاوے ۔ ورنہ اس دیش کی غارتگری فقط چند سال کا سوال ہے جہاں بیوائیں اور یتیم بچے لاوارث تنتّے تکالیف کا شکار ہوں اس دیش کی بربادی بالکل لاکلام ہے ۔

(۲) ہم نے عرض کیا کہ بیواؤں کی دوبارہ شادی ان کی تکالیف کا کافی اور شافی علاج نہیں ہے ۔ اگر عورت کو ایک خاوند کی موت کے بعد دوسرا خاوند دینا مباح ہے تو دوسرے کی موت کے بعد تیسرے خاوند کی اجازت دینا کیا ویسے ہی مباح ہے یا جو عورت ایک خاوند سے خوش نہیں ہوئی تو وہ دوسرے کی خواہش کرتی ہے تو وہ اسکی موت کے بعد تیسرے کی بھی خواہش کریگی اگر پہلا میل بالکل نامناسب تھا ۔ بلحاظ صفات اور سیرت کے دونوں کا باہمی رابطہ بالکل غیر موزوں تھا ۔ تو ایک کی موت کے بعد دوسرے خاوند کی صفات اور سیرت اخلاق کی موزونی کی بابت کس طرح ذمہ واری ہو سکتی ہے ۔ تو بس اس طرح یہ تمام سلسلہ ناپاک بنتا ہے اور شادی کا پاک اور خدائی تعلق فقط نفسانیت کا شکار رہتا ہے ؎

ایک طرف تو مغربی عالم آبادی کی زیادتی کو روکنے کے واسطے تدابیر بتلاتے ہیں ۔ دوسری طرف ہندوستانی ریفارمر بیواؤں کی دوبارہ شادی سے اس آبادی کی ازدیاد کا پرچار کرتے ہیں ۔ یہ عجیب معمہ ہے ۔ اور عجیب تر علاج ہے ۔ آبادی بڑھتی ہے تو انسانی تکالیف کا دائرہ وسیع ہوتا ہے ۔ مغربی عالم سائنس اس زیادتی آبادی کی مزاحمت کی تدابیر کی فکر میں ہیں اور ادھر ہندوستانی ریفارمر دیسی آبادی کو بڑھانے کی تدابیر میں ہمہ تن ساعی ہیں ۔ جس سوسائٹی میں عیاشی کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے اس کی پاکیزگی کا بس پھر خدا ہی حافظ ہے ؎

انسان کا مقصد زندگی کیا ہے

خواہشات ان کے پورا کرنے سے نہیں مٹتیں ۔ نفسانی جذبات ان کے واسطے سامان عیش بہم پہنچانے سے نہیں کم ہوتے ۔ زندگی کا مقصد قدرت کی غلامی نہیں ہے ۔ قدرت کے غلام بنو تو پھر ادھوگتی یا تنزل کی کوئی حد نہیں ہے ایک بدعادت کو اپنے اندر داخل ہونے دو ۔ وہ دس اور بدعادتیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنے ساتھ لے آتی ہے - ایک پہنو میں کمزوری کو بڑھنے دو - تمام اطراف میں ناپاکیز گی کی ہوا پھیل جاتی ہے - جس میں صاف سانس لینا آخر محال ہو جاتا ہے - انہی وجوہات سے شاستر بار بار - ہر ایک امر میں ہر ایک معاملہ میں شم دم - یعنی خود ضبطی کی تاکیدیں کرتا ہے انسان کا مقصد لیت بڑا اعلےٰ ہے اس کا جسم ایشور کا مندر ہے - جس میں تمام دیوتا باس کرتے ہیں - تمام طاقتیں کائنات کی انسان کے آپنے اندر موجود ہیں - تمام علوم و فنون کا یہ خود مخزن ہے - کائنات ہر جگہ انسان کے آتما پر فعل - انفعال کا کام کرتی ہوئی اس کی مختلف طاقتوں کا انکشاف کرتی جاتی ہے - افلاطون مسیح گرو نانک گورانگ سب ہمارے اندر ہیں - وقت وقت پر سب کا انکشاف ہماری خواہشات کے مطابق ہوگا جہاں سمجھا لکھ یا تنجل - بشٹ - بھر گو - کپل پہنچے وہاں ہم سب پہنچینگے کائنات میں ملکیت کسی کی کوئی نہیں ہے سب عارضی وارث ہیں - یہ تمام کائنات خدائی ہے - اس عالم خدائی میں شخصیت محض یا یادہی دکھلاوٹ ہے انسان کھلونوں پر لٹو ہوئے عارضی جھگڑے پیدا کرتے ہیں - اور آپسمیں لڑتے مرتے ہیں - زندگی کا اعلےٰ مقصد ہاتھ سے کھوتے ہیں لذات کے غلام بنے بار بار موت اور پیدائش کے دوکھ اور عذاب کو سہنتے ہیں - مگر مایا کا زور ایسا ہی ہے کہ سترا یا کبھی حقیقت کو آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پھر غافل ہو رہتے ہیں انسان کا آتما اس کائنات کی چابی ہے چابی لگاؤ اور قفل کائنات کھل جاویگا - اور پھر اس نیچر کا تمام علم و مسرت تمہارا ورثہ ٹھہریگا - اس کا تمام دولت و مال - اس کی تمام خوبصورتی آپ کا ہی حق ہوگا - جز کی تلاش سے کل نہیں ملا کرتا - کل کی تلاش کرو - سب جز تمہارے اپنے ہو جاوینگے +

یہی اعلےٰ مشن زندگی تھا جو بھارت کی عورتوں کو ان کے خاوند کی موت کے بعد زندہ رکھتا تھا - زندگی کے اعلےٰ مقصد کو مد نظر رکھتی ہوئیں اپنے جیون کو دیو جیون بناتی ہوئیں یہ پاکیزہ خاطر عورتیں آپنے خاوند کی موت کے بعد دوسرے شخص سے اپنا تعلق پیدا کرنے کی بجائے اپنا جسم اپنے پہلے خاوند کی سمرپن کئے اپنا باقی وقت ایشور سیوا میں صرف کرتی تھیں - مرد بیگانہ کا خیال ان کے دل میں خواب میں بھی پیدا نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتا تھا +

قانون قدرت اور زندگی کیا ہے +

جس جس بھاو کی انسان پوجا کرتا ہے اسی بھاو کو وہ حاصل کرتا ہے۔ جن خیالات اور جن خواہشات کا انسان اپنی نیچر کو عادی بناتا ہے انہی خیالات و خواہشات کا وہ مقید ہوتا جاتا ہے۔ عادت نیچر سے دویم درجہ پر ہے۔ مگر ایک جنم کی عادت دوسرے جنم کی نیچر بن جاتی ہے۔ ایک جنم کے کرم دوسرے جنم کی خاطر سنسکار بن جاتے ہیں۔ اور انسان کو اس قسم کے قالب اور تعلقات میں لا وابستہ کرتے ہیں جن میں وہ سنسکار نشو ونما حاصل کر سکیں۔ کائنات کا کوئی ذرہ نیست و نابود نہیں ہوتا ہے۔ نیستی سے ہستی یا ہستی سے نیستی اس کائنات کے اصول کے مخالف ہے۔ جو کوئی مرتا ہے وہ صرف مایاوی شکل تبدیل کرتا ہے۔ موت دراصل تبدیلی شکل ہے۔ اناج کھایا جانے پر۔ درخت جل جانے پر مرتے ہیں لیکن صرف اپنی شکل کو تبدیل کرتے ہیں۔ یہی حال انسان اور حیوان کا ہے۔ جب قالب حیوان یا انسان قدرت کے اصلی منشا کو پورا کرنے کے ناقابل بن جاتا ہے تو قدرت حیوان یا انسان کو اس قالب سے علیحدہ کر دوسرا موزون قالب تیار کر دیتی ہے۔ تاکہ وہ اس نئے قالب میں قدرت کے اصلی منشا کو پورا کر سکے۔ ہر ایک پیدائش میں نئے اقسام کے تجربات ہر ایک جاندار کے سامنے پیش آتے ہیں۔ ان تجربات سے وہ بالکل نئے سبق سیکھتا ہے جوں جوں اس کا تجربہ بڑھتا جاتا ہے وہ قدرت کے رموز سے باخبر بنتا جاتا ہے۔ اس کے اندر سے نئی طاقتوں کا انکشاف نمودار ہوتا جاتا ہے۔ قدرت اسی طرح سب جانداروں کی تکمیل و ترتیب میں لگی رہتی ہے۔ اس کا اصل منشا ہماری تکمیل ہے۔ جوں جوں آتما ایک قسم کے تجربات سے باخبر بنتا جاتا ہے وہ اپنی آزادی اور مکمل پن سے بھی آگاہ ہوتا جاتا ہے ایک شخص پیدائش سے ہی مہاتما اور سنت پیدا ہوتا ہے اس کا آتما جس منزل پر کھڑا ہے اس منزل کو دوسرے دنیادار ہزاروں برسوں میں بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ اس کی باریک طاقتوں کو دیکھ متحیر ہوتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ ایک دن قدرت ان کو بھی اسی منزل میں لا کھڑا کرے گی۔ آزادی اس قدرت کا اپنا دھرم ہے آپ لاکھ پاپ کئے جاویں۔ قدرت آپ کو ان تمام پاپوں کی سزا دلواتی ہوئی آپ کے پیچھے لگی رہے گی۔ یہ ایک ثانیہ بھی آپ کو آرام سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں بیٹھنے دیگی پاپ اس کائنات میں کسی شئے کی بھی خاصیت نہیں ہے۔ پاپ ایک کمزوری ہے۔ قدرت کا منشا انسان کو تمام کمزوریوں سے پاک صاف کر اس کے اندر نور العالمین کا پرکاش کرنا ہے۔ خواہ کسقدر کوشش کریں کہ ہم اپنی طاقت سے قدرت کے اس منشا کو پورا نہ ہونے دیں گے مگر چونکہ یہ اپنے عمل کی ترتیب میں نکالتی ہے وہ آپ کی کسی کوشش سے ناکامیاب نہیں بن سکتی۔ یہ انسان کو اس کے ہر ایک پاپ کی فرداً فرداً سزا دلوا کر اس کے دل کو صاف کرتی جاتی ہے جب ایک جسم اس صفائی کی خاطر ناقابل بن جاتا ہے یہ فوراً دوسرا قالب دینے کو تیار ہوتی ہے۔ مگر اپنے عمل میں ہرگز خطا نہیں کرتی۔ اس کا ہر ایک کام خطا سے مبرا ہے اور یہی اس کی نیک نہادی اور خوبصورتی کا پورا شاہد ہے۔ جس جس بھاو کی انسان اپنی ساری عمر میں پرستش کرتا ہے اسی بھاد کو اپنی موت کے بعد حاصل کرتا ہے۔ جو عادات جو خواہشات انسان کے دل کے گرد حلقہ بن ہو جاتی ہیں وہی اس کے دوسرے جنم میں اس کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں۔ اسی سے ہر ایک اپنی نیچر کو پیدائش سے ہی ساتھ لیکر پیدا ہوتا ہے موت کے بعد وہی گتی ملتی ہے جس کے ہم خواہشمند ہیں۔ حوروں کے خواہشمند حور پرست لوک میں جاتے ہیں جہاں وہ حور پرستی کا مزا دیکھ آیندہ اس سے متنفر ہو دوسرے جنم میں اس عیب سے باز رہنے کی سعی کرتے ہیں۔ دولت پرست لوگ دولت کے لوک میں جاتے ہیں جہاں وہ دولت کے عیوب سے واقف بن آیندہ مایا کے جال سے بچنے کی سعی کرتے ہیں۔ اس طرح ہر ایک لذت نفرت میں آخر ختم ہوتی ہے اور اپنا سبق انسان کے دل پر چھوڑ جاتی ہے۔ مسیح پرست مسیحائی لوک میں جاتے ہیں۔ جہاں وہ مسیح کی اعلےٰ رونق کو اپنی آنکھوں سے صاف صاف ملاحظہ کرتے ہیں۔ کرشن کے بھگت بھگوان کرشن کے لوک میں جاتے ہیں۔ جہاں وہ کرشن بھگتی کا آنند بخوبی حاصل کر سکتے ہیں۔ غرضیکہ عابد اور معبود آخر ملتے ہیں۔ جن کا دل ایک بن چکا ہے وہاں ملاپ فقط چند روز کا سوال رہ جاتا ہے ÷

پتی کا آخرت میں ملاپ

عورت خاوند کی موت پر دن رات اپنے پیارے معبود کو ہمیشہ یاد کرتی ہے۔ اپنے پران ناتھ سے اس سے ملاپ کی التجا کرتی ہے۔ پتی اور پتنی پرلوک میں ضرور ملتے ہیں۔ مگر یہ ملاپ حیوانی جذبات کا مظہر نہیں ہے۔ یہ اخلاقی تکمیل کے واسطے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لازمی شرط ہے۔ قدرت کے مبارک منشا کی تکمیل اس ملاپ کی خاص غرض ہے۔ خاوند اور عورت آخر بنتے ہیں۔ دونوں کا ملاپ نئی زندگی کی امنگ کو تازہ کرتا ہے دیرکا بچھڑا محبت کو اور بھی دو بالا کرتا ہے۔ دونوں مل کر ایشوری جلال کے خواستگار بنتے ہیں۔ دونوں کے اخلاقی صفات ایک دوسرے کی امداد سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہیں۔ پتی لوک کا حصول ایک پاکیزہ خواہش ہے جس عورت میں یہ موجود نہیں وہ خالص حیوانی جذبہ کی غلام ہے جو اس سے منکر ہے وہ حقیقی کافر ہے۔ اور اس پاک زمین کو اپنی ناپاکیزگی سے گندہ کرتی ہے اس کا جنم اس قدرت میں بدبو پھیلاتا ہے۔ جس کا عام نتیجہ اخلاقی پلیگ ہے +

بیوہ کی تکالیف کا علاج

۳۔ پتی برت دھرم اور پتی لوک کا حصول لازم ملزوم ہیں۔ ایک دوسرے کے بغیر ناممکن القیاس ہے۔ جہاں پتی برت دھرم کا اپدیش ہے وہاں پتی لوک کا حصول بھی ساتھ ہے۔ جو عورت خاوند کے ساتھ پتی برت دھرم کے رشتہ ناطہ ہی میں منسلک ہوتی ہے وہ اپنے خاوند کی موت کے بعد اس سلسلہ سے منحرف نہیں ہو سکتی زندگی بھر اسی خاوند کو معبود بنا کر پوجتی ہے اور موت کے بعد اس کے انتر آتما سے جا ملتی ہے یہی سچی عبادت ہے۔ جو سوسائٹی اس فلسفہ کو کچلنا چاہتی ہے وہ گویا عورت اور مرد کے پاک روحانی جذبات کو نفسانیت کے بازار میں نیلام کرنا چاہتی ہے۔ جس کا انجام ہرگز ہرگز نیک نہیں ہو سکتا۔ ہندو رشی پتی برت دھرم کے قائل ہیں اس واسطے ازدواج بیوگان کی تصدیق شاستروں سے تلاش کرنا محض بے سود ہے۔ ہندو شادی کے پاک تعلقات کسی قانونی معاہدہ میں منسلک نہیں ہیں کہ ایک شخص سے معاہدہ فسخ ہوا۔ اب دوسرے سے معاہدہ کیا جاوے + تو پھر بیوگان کی تکالیف کا کیا علاج ہے۔ موجودہ ہندو سوسائٹی کی کمزوری ہندو شاستروں کے اصول یا معراج پر دال نہیں ہے۔ شاستری معراج اپنے پرکاش میں خود بخود منور ہے۔ اگر ہندو سوسائٹی اپنی موجودہ کمزوریوں کے باعث اس معراج کو حاصل کرنے کے ناقابل ہو تو یہ رشیوں کا قصور نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا خالص اور پاک فرض ہے کہ ہم سوسائٹی کے اندر ایسے پاک خیالات کا کرہ ہوائی پیدا کر دیویں جس میں وہ معراج انسانی زندگی میں سپھل بن سکیں۔ ایسی حالت میں نفسانیت کی حتی الوسع مزاحمت کرنا فرض

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اول ہے۔ ہر ایک شخص کو پاک زندگی بسر کرنے کی تاکید کرنا لازمی شرط ہے ٭
پس ہر ایک شخص کو اخلاقی حلف دلواؤ کہ وہ غیروں کی بہو بیٹیوں کو اپنی بہو بیٹی خیال کرے
تو پھر سب طرف پاکیزگی کی ہوا چلتی ہے۔ اور ودھواؤں کی آدھی سے زیادہ تکلیف خود
بخود رفع ہوتی ہے۔ اگر وہ تنگ دستی سے لاچار ہیں تو ان کے گذارہ کا سامان بہم پہنچاؤ
نہ کہ ان کی آبرو اور ننگ و ناموس کا پردہ دری ہوتے دیکھکر خاموش بیٹھے رہو۔ پاپ
کو اپنے سامنے سے آشکارا ہوتے دیکھنا بھی سخت گناہ ہے۔ سعدی کا مصرع ہمیشہ
یاد رکھنے کے لایق ہے۔ چو بینی کہ نابینا و چاہ ہست۔ اگر خاموش بنشینی گناہ ہست۔ بیماری
کی رکاوٹ اس کے علاج سے ہمیشہ بھلی ہے۔

اول اس لئے ودھوا آشرم بناؤ۔ غریب بیکس بے پناہ ودھواؤں کی امداد کے واسطے
صادق مزاج نیک اخلاق مرد یا عورتیں طیار کرو۔ مناسب انتظام سے ان کے اندر رہنے
طریق تمدن اور طرز معاشرت کو داخل کرو۔ ان کو مغربی ہنرات سے باخبر کرو۔ روزی کے
سامان بہم پہنچاؤ۔ مگر عصمت کے ہمیشہ نگاہبان رہو۔ ان ودھوا آشرموں سے وہ پاک جان
نثار دیویاں تمہاری اقبال مندی کی خاطر ہمیشہ دست بدعا ہونگی ٭

دوئم۔ صغر سنی کی شادی کو جہانتک ممکن ہو سکے روکو۔ بیوگی کی یہ پہلی علامت ہے
اس کو دیش سے بدر کرو۔ خوفناک سمدر دلہج کا اپنی تمام طاقت سے مقابلہ کرو۔ عورتوں
کی تعلیم اس معاملہ میں تمہاری مددگار بنیگی۔ تعلیم یافتہ والدہ ہرگز اپنی لڑکی کی شادی چھوٹی
عمر میں کبھی گوارا نہیں کرے گی شادی سے پہلے عورت اور مرد کے صفات اور سیرت
کا ہمیشہ مقابلہ کرو۔ شادی قدرتی تکمیل کے واسطے ہے نہ کہ نفسانی جذبات کی سیری
کے واسطے۔ اس واسطے صفات اخلاق اور سیرت دل کا باہمی مقابلہ لازمی شرط ہے
ہزاروں زندگیاں اس واسطے تباہ ہوتی ہیں کہ عورت اور مرد بالکل مختلف اور مخالف مزاج
کے انسان ہیں۔ اس واسطے دونوں کی باہمی زندگی بجائے کوئی سکھ پیدا کرنے کے
آفت کا بھنڈار بنتی ہے۔ اور آخر ایک دوسرے کی بے وقت موت کا باعث
بنتی ہے ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوئم - بال دھواؤں کو محض اس صورت میں جب انہوں نے محض بواہ سنسکار کیا ہے مگر خاوند کے ساتھ کسی قسم کا سنگ حاصل نہیں ہوا - دوبارہ سنسکار کی اجازت دینا قرین مصلحت ہے اور شاستری رسومات اور احکام کے مخالف نہیں ہے - مگر اس حکم کا ناجائز فائدہ اٹھانا گویا عورتوں کے اندر ایک نفس پرستی کا مادہ پیدا کرنا ہے - اس واسطے حزم واحتیاط لازمی شرط ہے - مگر یہ یاد رہے کہ یہ آپت کال کا دھرم ہے یعنی زمانہ ادبار کا دوچار ہے جس میں اور کوئی دوسری صورت بال دھوا کی حفاظت کی نظر نہ آوے -

ہم ذیل میں منو مہاراج کے احکام عورتوں کی شیوہ زندگی کے متعلق درج کرتے ہیں - ان احکام کے مطالعہ سے ناظرین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہندو رشی عورتوں کو کس قابل قدر وعزت سے دیکھتے تھے اور کس قدر اس بات کے ہمیشہ کوشاں تھے کہ ان کی عصمت اور پاکیزگی میں خاوند کی زیست میں یا اس کے موت کے بعد ہرگز فرق واقع نہ ہووے تاکہ پتی لوک کا حصول مقصد پورا ہو سکے +

بہت کلیان کی خواہش والے - پتا - بھائی - دیوروں سے - عورتیں قابل عزت ہیں - اور قابل قدر ہیں - جہاں عورتیں شوک میں رہتی ہیں وہ خاندان جلدی ناش ہو جاتا ہے اور جہاں وہ شوک میں نہیں رہتی ہیں - وہ خاندان ہمیشہ ترقی پاتا ہے - جہاں دکھی ہو کر عورتیں شاپ دیتی ہیں وہ تمام گھر ناش ہو جاتے ہیں -

اس واسطے یہ عورتیں ہمیشہ زیورات کپڑوں - بھوجن سے قابل قدر ہیں نیک کاموں میں اتسووں میں - ہر طرح ان کی خاطرداری کرنی چاہئے - جس خاندان میں عورت سے خاوند خوش رہتا ہے اور خاوند سے عورت ...... خوش رہتی ہے - وہاں یقیناً کلیان برابت ہوتی ہے - اگر عورت خوش نہ رہے - اور نہ ہی اپنے خاوند کو خوش رکھے تو خاوند کے ناخوش کر دینے سے اولاد نہیں رہتی ہے - استری کے خوش ہونے پر تمام خاندان خوش رہتا ہے - اس کے ناخوش ہونے پر تمام خاندان کی خوشی کافور ہو جاتی ہے +

عورت خواہ لڑکی ہو خواہ جوان ہو خواہ بوڑھی ہو - وہ خودمختیاری کے لائق نہیں ہے - اس کو گھر میں خود رائی سے کوئی کام نہیں کرنا چاہئے - چھوٹی عمر میں والد کے گھر

×- سمرتی کار بال دھواؤں (اکشت یونی) کی صورت میں عموماً اور دیگر دھواؤں کی صورت میں (بہ) خاص حالتوں میں دوبارہ شادی کی اجازت دیتے ہیں" نارد سمرتی بارھواں باب اشلوک ۹۷-۹۶ [illegible]

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں رہے ۔ نوجوانی میں خاوند کے گھر میں ۔ بھرتا کے مرنے پر پوتروں کے گھر میں رہے استری خود مختار کبھی نہ ہونی چاہئے ۔ عورت اپنے والد ۔ خاوند ۔ لڑکوں سے علیحدگی کی کبھی خواہش نہ کرے ۔ ان کی جدائیگی سے وہ دونوں خاندانوں کو بے عزت کر دیتی ہے ۔ ہمیشہ خوش اور گھر کے کاموں میں ہوشیار ۔ اچھے کاموں کے کرنے والی ۔ خرچ میں سمجھ سے کام کرنے والی ۔ یہ صفات عورت کو ہمیشہ قایم رکھنی چاہئے ۔ جس کے ساتھ والد اس کی شادی کر دیوے یا بھائی والد کی رائے کے مطابق شادی کر دیوے جیتے ہوئے اس کی سیوا کرے اور اس کے مرنے پر اس کی ہی بھگتی کرے ۔

رتوکال میں اور رتوکال کے بغیر بھی منتر سنسکار کرنے والا خاوند عورتوں کو اس سنسار میں اور پرلوک میں سوکھ دائی ہوتا ہے ۔ بدخصلت شہوت پرست نیک صفت سے خالی خاوند بھی نیک عورت سے ہمیشہ قابل عزت ہے ÷

عورتوں کے واسطے جدا کوئی یگیہ نہیں ہے ۔ کوئی علیحدہ برت نہیں ہے نہ کوئی اپ واس ہے جو عورت خاوند کی خدمت کرتی ہے وہ ہمیشہ بہشت میں قابل عزت بنتی ہے ÷

نیک سیرت عورت خاوند کی زندگی اور موت کے بعد کسی قسم کی برائی نہ کرے ۔ پتی لوک کے حصول کی خواہشمند خاوند کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہ کرے ÷

اپنے جسم کا پھل ۔ پھول ۔ وغیرہ سے گزارہ کرے ۔ اور اس کی پرورش کا مطلق خیال چھوڑ دے ۔ خاوند کی موت کے بعد دوسرے خاوند کا نام خواب و خیال میں بھی نہ لاوے ÷

موت کے دن تک برداشت کرنے والی ۔ ہمیشہ برہم چارنی بن کر رہے ۔ جو دھرم پتی ورتا استریوں کا ہے ۔ اس سبب سے اعلےٰ دھرم کی خواہش رکھنے والی بنی رہے برہمنوں کے برہم چاری لڑکے ہزاروں ہی بغیر اولاد پیدا کرنے کے سورگ کو حاصل کر سکے ہیں ۔ خاوند کی موت کے بعد جو نیک معاش عورت برہم چریہ میں قائم رہتی ہے وہ بغیر اولاد کے بھی ان برہم چاریوں کی طرح ۔ سورگ کو حاصل کرتی ہے ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سنتان کے لالچ سے جو عورت خاوند کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس جاتی ہے وہ اس دنیا میں بے عزتی حاصل کرتی ہے اور مرنے کے بعد پتی لوک کو ہرگز نہیں پاتی ہے نہ ہی دوسرے شخص سے اولاد پیدا کرنے کا حق ہے اور نہ ہی دوسرے شخص سے شادی کرنا مباح ہے۔

اپنے کمزور خاوند کو چھوڑ کر دوسرے طاقتور مرد کے پاس جو عورت جاتی ہے وہ اس جہان مین قابل مذمت ہے اور اس کو دوہ خاوند رکھنے کا بد خطاب ملتا ہے۔

خاوند کو چھوڑ کر بیوبچار کرنے سے عورت اس جہان مین بدنام ہوتی ہے اور مرکر گیدڑ بنتی ہے اور سخت امراض سے عذاب پاتی ہے۔ من۔ بانی۔ دیہہ کو روک کر جو پتی کو کاہی دھیان رکھتی ہے وہ بھرتا کے لوک کو حاصل کرتی ہے اور نیک مردون سے نیک سیرت کہی جاتی ہے۔

اپنے حواس کو قابو مین رکھکر عورت یہان نیک نام بنتی ہے۔ اور مرکر پتی لوک کو پراپت ہوتی ہے۔ پرتیہ

निन्दन्तु नीतिनिपुणाः यदि वा स्तुवन्तु, लक्ष्मी समा विशतु
गच्छतु वा यथेष्टम् । अद्यैवमरण मस्तु युगान्तरे वा,
न्यायात पथः प्रविचलन्ति पदं न धीरः ॥

باب سوم۔ فصل دوم
عورتون کے کمالات

جب ہم مشرق خصوصاً بھارت کے شاعرانہ اور فلسفانہ کمالات کا جنکی نتائج حالی ہی میں بدیسیوں پر بھی شروع ہوئی ہے۔ بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہم وہاں ایسے عمیق اور گران بہا معلومات کو پاتے ہیں جنکے مقابلہ میں وہ نتائج جو مغربی دانشمندی اور تہذیب حاصل کرسکی ہے بالکل ہیچ معلوم ہونے لگتے ہیں۔ مشرق کے فلسفہ کے سامنے ہم کو اپنا سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے ہم ان امیر زمین میں

(نوٹ) حکمت عملی کے محقق خواہ تعریف کریں خواہ مذمت کریں۔ دولت حاصل ہو یا جس کے پاس جا سے جی چاہے
[illegible] (بھرتری ہری)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہایت اعلےٰ فلسفہ کا دھن پاتے ہیں (ارو کر گزین فرانس) فقط پیٹ کے گورکھ دہندے میں لوگ اپنی امولک زندگی کو ضائع کر رہے ہین۔ کتوے کی طرح صبح سے شام تک بھوجن کی خاطر تگ ودیا کرنے کے سوائے اہل ہند کو اب کوئی دوسرا کام نہین ہے مگر ہائے افسوس۔ اس پر بھی پیٹ نہین بھرتا۔ سینکڑون برسون سے اس دیش کا یہی حال ہو رہا ہے۔ اس کی ودیا گم ہو گئی۔ غیرون کی ودیا اس کو اختیار کرنی پڑی تھی۔ مگر ہند ودھرم اس نے ابھی تک نہین کھویا تھا۔ وہ ابھی تک موجود تھا۔ مگر پچھلے چالیس سال سے ہماری غفلت اور لاپرواہی سے وہ بھی اب جا رہا ہے۔ بھارت کی ودیا دبا گئی۔ اس کے نیک خیال جہاتما اساد ہو گئے۔ ... اس کے یوگی سنیمی مہا پرش بھی ہم سے ناطہ توڑ گئے۔ شستر اور استر ودیا کے عالم اسکے بہادر ... بھارتی سورما اور من چلے بہادر مہا بھارت کے میدان کے بعد دنیا سے غائب ہو گئے۔ ہر ایک بات افسانہ بن گئی۔ اس کی عظمت اور لیاقت پر لوگون کا اعتبار گیا۔ اس کے کمالات پر اب ایمان کون رکہتا ہے۔ بھارت کے یوگیون کے معجزات پر آجکل کی مادی سائنس کے معتقد مذاق اڑاتے ہین۔ بھارت کی استر ودیا کو لوگ اب مداریون کا تماشہ خیال کرتے ہین۔ اس کی کلا کوشل کا کسی کو پتہ ہی نہیں۔ بھارت کے مال کا ذکر تمام ممالک کے دربارون مین ہمیشہ بڑی عزت وفخر سے کیا جاتا تہا۔ یہان کے سوداگر شاہان روما کے دربار سے بڑی حرمت و افتخار کے ساتھ بیش بہا انعام حاصل کر مراجعت کرتے تھے۔

بھارت کے علوم کی معدومی کا سب سے بڑا سبب اہل ہنود کی اپنی غفلت اور نفسانیت ہے۔ جس کے پاس جو علم تھا وہ ساتھ لیکر مر گیا۔ مگر اسکی اشاعت کا خیال اس کے دل میں کبھی پیدا نہ ہوا۔ اسی طرح سارے اعلےٰ علوم یکے بعد دیگرے غائب ہو گئے۔ علم کے ناش ہو جانے پر دہرم کا قائم رہنا ناممکن۔ بلند جاتا ہے پس .... ہندوستانی بیچارے جہالت کے مارے دہرم اور ادہرم مین امتیاز

* مہا بھارت کے جنگ کے بعد ہند وعلوم کا زوال آہستہ آہستہ بڑھتا گیا اور اسلامیہ سلطنت کے ... تک قریباً سب اعلےٰ علوم غائب ہو چکے تھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہین کر سکتے - نیکی و بدی کی تمیز اُن کے دماغ سے بدر ہو چکی ہے - اخلاقی جرأت کرین تو اور بھی آفت آتی ہے - مفلسوں کی آواز کوئی نہین سنتا ہر ایک بیکس سمجھکر ہُو ہُو کا لفظ زبان سے نکالتا ہے - ایسی دُردشا مین بھارت باسیون کو اُن کے بزرگون کے کمالات سنانا اِن کے دُکھی دلکو اور بھی دُکھانا ہے - کہان بھیشم اور ارجن کی شجاعت اور کہان ہماری بزدلی - کہان رام چندر کی سعادت مندی اور کہان ہماری گناہ گاری - کہان ہریشچندر کی وعدہ وفائی - اور کہان ہماری روزمرہ زندگی کی بد دیانتی - کہان اپنشدونکی فلاسفی اور کہان ہماری ادھوگتی - چہ نسبت خاک را با عالم پاک - زمین اور آسمان کا فرق ہے - ہمارے بزرگ جنگلون مین بیٹھکر جو کتابین تصنیف کرتے تھے - وہ آجکل کی مادی سائنس کے متکبر عالم بڑے بڑے ہال کمروں میں جہان موجودہ تہذیب کا ہر ایک سامان موجود - ہر ایک آرایش موجود - ہر ایک ہتھیار اوزار موجود ہے - کبھی خیال و خواب مین نہین لا سکتے - کناد اور بادرائن کی دماغی خیالات کے سامنے یورپ کا تمام فلسفہ بچون کا کھیل ہے - جان سٹوارٹ مل کارلائل - ہیگل - رسکن - ایمرسن کے اعلے سے اعلے خیالات ان مہاتماون کے سامنے طفل مکتب کی ابجد خوانی ہین - ڈارون - سپنسر کے تمام کرشمات نقل و علم اِن رشیون کے خیالات کے سامنے ابتدائی تعلیم کے سبق ہین - اِس جہان مین کوئی شے نہین جس کو رشیون نے نظر انداز کیا ہو - اِس کائنات مین کوئی راز نہین جس کی تحقیقات مین انہون نے کوتاہی کی ہو - آپ خواہ مانین خواہ انکار کرین - ایمان لائین خواہ مصنف کو یاوہ گو ٹھہرائین مگر رشی عظمت کا ثبوت اِن کی ہر ایک رمز سے افشا ہے - قلم مین یارا نہین - دماغ مین اتنی وسعت نہین کہ اِن مہاتماؤں کے کمالات کو اس چھوٹی سی کتاب مین ناظرین کے ذہن نشین کروا دیا جاوے -

مگر جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے - مادی سائنس کو ترقی کرنے دو - علاوہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہند کو بڑھنے دو۔ انسان کی مخفی طاقتوں کو اس دنیا مین افشا ہونے دو۔ آزادی
اور ترقی کا گیت دنیا کو گانے دو۔ آخر وہ زمانہ آئےگا جبکہ رشیون کے معجزات
اہل علم کے قابل یقین ہونگے۔ تب سائینس کے عالم ہند و مہاتماؤں کے کمالات
سے باخبر ہونگے اور ان کی صداقت اور قابلیت کا دنیا مین اعلان دینگے۔ ارسطو
وزیر اور اتالیق سکندر اعظم اہل ہنود کے فلسفہ کا لوہا مان گیا تھا۔ افلاطون برہمنی
علوم کے ذریعہ اُن خیالات روح سے بہرہ ور ہوا تھا۔ جو آجتک اہل غرب کے
نزدیک خاص قابل عزت خیال کئے جاتے ہین خصوصاً غورث کا تمام فلسفہ
ہندوستان کے روحانی فلسفہ کا ایک ادنی جزو تھا۔ اہل مصر ہندوون کی مقناطیسی
کمالات کے ہمیشہ معترف رہے۔ اہل غرب نے یونان سے فلسفہ سیکھکر اہل غرب کو
پہونچایا ہسپانیہ کے مدرسہ جات سے یورپ کے تمام عالم ہندسہ فلسفہ اور علم ہندسہ سے
بہرہ ور ہوئے۔ اسی فلسفہ کی بدولت یورپ کے اندر اس زمانہ مین ایک نئی زندگی
داخل ہوئی۔ جو آخر آجکل کی ترقی کا موجب بنی۔ زمانہ حال مین جرمنی کے اعلےٰ دماغون
مین اس فلسفہ کی بدولت ایک عجیب و غریب حرکت پیدا ہوئی۔ شاپنہار جیسا عالی
دماغ مقنن اور معقولی دنیا مین ایک نئے سکول فلاسفی کا موجد ہند و فلسفہ کی شاگردی
کو اپنی زندگی کا فخر خیال کرتا رہا۔ بارتھ۔ ایمرسن۔ شیلیگل۔ اسی چشمہ زندگی سے
آب حیات پینے کی ساری عمر متلاشی رہے۔ حال مین اسی فلسفہ کی ایک چنگاری سوامی
دویکانند چیلے شری پرم ہنس رام کرشن جی کی معرفت امریکہ مین پہونچی اور تمام مغربی
علما اور فاضل دنگ رہ گئے۔ اسی فلسفہ سے آج جاپان اور چین جیتا ہے۔ اسی کو مہاتما
بدہ دیو نے اپنی تمام تعلیم کا مرکزی اصول ٹھہرایا اسی سے مسیح اور اوس کے دوستون
نے فائدہ اٹھایا۔ اسی سے شمس تبریز۔ حافظ جیسے صوفی۔ عارف باکمال بنے۔
یہی علم سینہ بسینہ ہے۔ یہی مشرق کا شہپر ہے۔ دنیا خواہ مانے خواہ نہ مانے۔
مگر وقت آئےگا کہ تمام متکبر دماغ۔ تمام مغرور دل اس کی قدم بوسی کرین گے
اور براہمن عظمت رشی گورو کی داد دین گے۔ بھارت خستہ حال ہوا۔ رشیون کی عظمت افسانہ

نوٹ۔ تمام عربی اور فارسی کی حساب کی کتابین اہل ہنود کو علم ہندسہ کا موجد ...

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بن گئی۔ مگر وقت آئے گا کہ یہ عظمت دوبارہ روشن ہوگی۔ صداقت کا آفتاب نکلیگا اور تمام تاریکی کو دور کر دیگا۔

بڑے سے بڑے کڑے سے کڑے وقت ٹل گئے جبکہ بھارت دھرم پر چاروں طرف گھنگھور گھٹا

بھارت کا ناسہ

چھا رہی تھی۔ اور سناتن دھرم کو سخت مشکلات کا سامنا تھا۔ ہندو قوم نے ہندو دھرم نہیں کھویا تھا۔ وقتاً فوقتاً ایسے مہاتما سادھو بھارت میں پیدا ہوتے رہے تھے جن کی صدا سے بھارت کے جمے ہوئے خون میں کبھی کبھی زندگی اور تازگی پیدا ہو جاتی تھی۔ مہابھارت اور رامائن کی کتھائیں۔ بھاگوت اور وشنو پران کی بھگتی دیوی بھاگوت کے رزم نامے۔ مارکنڈے پران کے اپدیش۔ بھارت باسیوں کی مردہ دل کو تر و تازہ کر دیتے تھے۔ ہندو علم ادب ہندو قوم کی جان و جگر تھا۔ اس کی بدولت ہم بچے تھے۔ اور اس کی بدولت ہمارا دھرم بچا تھا۔ یوگی اپنی نیک خواہشات سے ہمیں دعائیں دیتے تھے۔ ودیاوان اپنے علم سے ہماری مایوسی اور اداسی کو دور کرتے تھے۔ ست سنگ ہوتا تھا۔ صوفی اور عارف اپنے علوم معرفت سے دنیا داروں کو فیض یاب کرتے تھے۔ ان ہی اسباب کی بدولت سیواجی جیسے دھرم ویر گرو اور برہمن کے محافظ اس زمین میں پیدا ہوئے تھے۔ ان ہی برکتوں کی وجہ سے رانا پرتاپ سنگھ جیسے ویر اس بھومی میں نکلے تھے مگر موجودہ بد اعتقادی کی خوفناک آندھی نے یہ برکتیں بھی بھارت سے گم کر دی ہیں۔ یہ تمام اولڈ فیشن کے نامبارک الفاظ سے منسوب ہوئیں۔ یوگ باطل پرستی اور وہم پرستی بن گیا۔ بھارت کی سب سے اعلے نعمت اول ہی اول مادی سائنس کی ناستکتا کی بھینٹ ہوگی۔ جہاں ہوش و حواس اڑ گئے وہاں ریاضت کہاں قائم رہ سکتی ہے۔ موجودہ زمانے کے سادھوؤں اور ایکدو ہی صدی کے سادھوؤں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ موجودہ زمانے کے سادھو عموماً بھارت کی نحوست کے زندہ نشان ہیں۔ مگر ایک سو برس پیشتر یہ حال نہیں تھا۔ ہر ایک مٹھ کا گرو اپنے قواعد میں اس زمانہ سے بدرجہا زیادہ ہوشیار اور دانا تھا۔ ان مٹھوں سے کئی کئی یوگی۔ مہاتما سادھو نکلتے تھے اور دنیا کو اپنی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اپنی صداقت اور نیک نہادی سے فیض یاب کرتے تھے - اِن مٹھوں میں سے - ہری داس - پرم ہنس جے رام کرشن جی سے مہاتما نکلے تھے - یہ مٹھ بھارت کے زمانہ - اوبار میں دھرم اور موکھش کا چراغ جلتا رکھتے تھے - مگر اب وہ بھی گئے - ہماری موجودہ سوسائٹیاں آپس میں تکرار بازی اور بحث مباحثہ کی خاطر ہزاروں روپے اور بے شمار گھنٹے ضائع کر دیں گی مگر بھارت کی اصلی بہبودی کی جانب ایک بار بھی دھیان نہیں دیتیں جن مٹھوں میں بھارت کی پراچین ودیا کا درس حاصل ہوتا تھا - جہاں گندھرب ودیا جیوتش ودیا - یوگ ودیا - آیوروید کا روز سبق ملتا تھا - وہ مٹھ اب کہاں ہیں - اُن کے مالکوں کی اب کیا حالت ہے - بھارت کے دار العلوم گئے اور بھارت کا بچا کھچا دھن کافور ہو گیا - ہماری پدارتھ ودیا کا اب چرچا کہاں ہے کیا سارے بھارت میں ایک بھی مقام ہے جہاں پراچین بھارت کی پدارتھ ودیا کا علم طالب علم کو سکھایا جا سکے - ہمارے وہ اوزار اور استاد کہاں ہیں جنہوں نے جگن ناتھ الورہ اور اجنٹا کے مندر - روضہ تاج محل - وغیرہ - کی خوبصورت اور عالیشان عمارتیں بنائی تھیں - یہ تمام عمارتیں ایک مردہ تہذیب کی یادگار ہیں - ہمارے اہل وطن اپنے انمول موتی کتب دو نسیا کے کنکر اور روڑے بٹور رہے ہیں پر اپنی اولاد اور اپنے دیش کی انہیں کوئی سدھ نہیں [illegible] گنوادیں کھو اپنے دیش کی قیمتی بیش قیمت خزانوں کو اپنے ہاتھوں سے لٹا چکے ہیں - سارے بھارت میں ایک بھی سوسائٹی ابتک پیدا نہیں ہوئی جو بھارت کی پراچین ودیاؤں کا کھوج لگائے - رشیوں کی استر ودیا - یوگ ودیا - شستر ودیا - گندھرب ودیا پدارتھ ودیا کے پستک تلاش کر کے جمع کرے - ان گراں بہا جواہرات کو اکٹھا کر اپنی پورانی جائداد کو اپنی اولاد کے سپرد کرے -

مغربی ممالک کے لوگ کروڑوں روپے ایسی سوسائٹیوں کی حوصلہ افزائی

بھارت کی پراچین ودیا

میں صرف کر دیتے ہیں اور پھر ناکامیابی پر ہرگز مایوس نہیں ہوتے - مگر بھارت کے ریفارمروں کے دماغ میں خبر نہیں کیا خیال سمایا ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرپا جین دیاؤن کا حصول تو درکنار۔ عمرین باہمی تکذیب اور نندا مین صرف کرڈالتے ہین۔ مغربی ممالک مین آج ایسے آدمی لاکھون ہین جو اپنی قوم کی بھلائی کی خاطر ہر ایک قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہین خواہ اون کا مالی نقصان بھی ہو جائے مگر دیش کا بھلا ہو جاوے۔ بہت قلیل تنخواہون پر مشنری امریکہ اور اسکاٹ لینڈ سے ہندوستان۔ چین مین جا کر ساری عمر کام کرتے ہین کیا اِن لوگون کو دولت اور عہدون کی ضرورت نہین ہے۔ مگر اِن کو عیسائی دھرم اور قومیت سے پیار زیادہ ہے گری ہوئی قوم کی برائیون اور کمزوریون مین دلچسپی حاصل کرنا کسی نیک مرد کا کام نہین ہے۔ اور اس کتاب کا یہ ہرگز منشا نہین ہے کہ بھارت کی کمزوریون کی ایک فہرست تیار کیا دے۔ مگر جو دل اپنی بری دشا کو محسوس نہین کرتا۔ وہ اس کا علاج بھی نہین کرسکتا۔ مرض کے علاج سے پہلے اس کی تشخیص لازمی شرط ہے۔ یاد رکھو کہ مریض قوم دیر تک زندہ نہین رہ سکتی۔ اس واسطے علاج بھی سمجھ کر کرو +

(۲) بھارت کی قدیمی عظمت کے دو بڑے اسباب تھے۔ ایک براہمنون کا پروپکاری جیون۔ دوسرا عورتون کی باعصمت زندگی۔ یہ دونون بھارت کی تمام عالیشان اور خوبصورت عمارت تہذیب کے معمار ہین۔ جب تک بھارت کے براہمن ودیا وان اور پروپکاری رہے اور بھارت کی عورتین پاکیزگی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرتی رہین تمام فرمانروائے دنیا بھارت کی قدمبوسی کرتے رہے۔ جب براہمنون کی دشا مین فتور اور عورتون کی حالت مین جہالت اور تاریکی کو دخل ہوا اس ملک کا ستارہ نحوست مین آیا۔ براہمن ملک کا دماغ تھے کھشتری اسکے بازو تھے۔ ویش سوسائیٹی کے مرکزی ستون تھے۔ شودر اس کے بنیادی پتھر تھے۔ سوسائیٹی کو ہر ایک کی یکسان ضرورت تھی۔ دھارمک سوسائیٹی مین بڑائی اور چھوٹائی کا سوال نہین ہوا کرتا۔ سوسائیٹی مین ہر ایک ممبر قابل عزت ہے البتہ خدمات کی علیحدگی ضرور ہے۔ تاکہ سوسائیٹی کا کام خوش اسلوبی اور ضابطگی سے چلتا رہے۔ جس سوسائیٹی کا مرکزی اصول پروپکار اور ذاتی خود انکاری ہو۔ جو سب سے بڑھکر خود انکاری کرسکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہی سب سے بڑھکر قابل تحسین و آفرین ہے - ہندو سوسائٹی مین ہر ایک ممبر اس
شرط پر داخل ہوتا تھا کہ وہ اپنی زندگی اپنے دیش اور سوسائٹی کی خاطر وقف کر دے
ہندو شاستر پیدائیش سے ہی انسان کو اس خدمت کی خاطر پیدا شدہ خیال کرتے
ہین جون جون خود انکاری کا مادہ انسان مین بڑھتا جاتا تھا قدرت خود اس کو اعلےٰ
منازل مین جگہہ دیتی جاتی تھی - شودر سے ویش اور ویش سے چھتری - چھتری
سے براہمن یہ سب درجے قدرت خود عطا کرتی تھی - جیسے آجکل کے سائنس دان
اس قدرت سے ہر ایک قسم کی عجیب و غریب کام لے رہے ہین - ویسے ہی ہندو
رشی اس قدرت سے انسان کی حسب خواہش پیدائیش کا کام لیتے تھے - مگر روحانی
تہذیب کے معراج آجکل کے مادی علوم کے معتقدوں کی سمجھہ میں ویسے ہی نہیں
آسکتے - جیسے کہ تبت کے کسی جنگل کا باشندہ جس نے ریل - تار کا نام تک
بھی نہیں سنا ہے مغربی طاقت برقی یا سٹیم انجن کے کمالات کو بیہودہ گوئی
خیال کرتا ہے - ہندو سوسائٹی پر پکار کے خط سے محیط تھی خود غرض کو
یہاں کوئی پناہ نہیں تھی - شودر خدمت جبراً نہیں کرتا تھا - ویش دان
جبراً نہیں دیتا تھا - کھشتری دھرم پر بلی دان جبراً نہیں ہوتا تھا - برہمن
ودیا دان جبراً نہیں دیتا تھا - یہ سب فرائض ہر ایک محبت اور تن دہی سے
ادا کرتا تھا - رشی کسی پر جبر نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کر سکتے تھے
ہر ایک اپنے فرض کو عبادت سمجھتا تھا - ہر ایک اپنے منصب کی ادائیگی کو راحت
دارین خیال کرتا تھا - البتہ جتنی ریاضت کوئی ان فرائض کی ادائیگی مین ظاہر کرتا تھا
سوسائٹی اسی کی داد دیتی تھی - ہر ایک ممبر قابل عزت تھا مگر سب سے بڑھکر قابل
عزت وہ شخص تھا جو سب سے بڑھکر خود انکاری ظاہر کرے - شودر خدمت کرتے تھے
مگر اپنا عوضانہ بھی حاصل کرتے تھے - ویش دان دیتے تھے مگر روپیہ پیدا کرنیکے
سامانات بھی ان کو پورے طور پر حاصل تھے کشتری دھرم پر بلی دان ہوتا تھا مگر
راج بھی اسی کی وراثت تھا - براہمن کی ساری عمر ہی خود انکاری مین گذرتی تھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ان کے واسطے نہ تو کوئی معاوضہ خدمت تھا۔ نہ دھن کے پیدا کرنے کے سامانات تھے نہ راج پاٹ مین کوئی حصہ دار تھے۔ ان کی خدمات کے واسطے کوئی صلہ اس دنیا مین موجود نہین تھا۔ تو پھر ان سے بڑھکر خود انکاری کون کرتا تھا۔ نہ کوئی بھوگ ان کو حاصل تھا۔ نہ کوئی سامان عیش و عشرت تھا۔ نہ کوئی دولت ان کے پاس تھی۔ نہ کوئی صلہ خدمت تھا۔ البتہ عزت و حرمت تھی۔ گو اس کے وہ پورے مستحق تھے لیکن براہمن کبھی عزت و حرمت کی پرواہ نہین کرتے تھے۔ دنیا دار ان کی عزت اپنی خاطر کرتے تھے۔ نہ کہ ان کی خاطر۔

ان کی عزت مین ساری سوسائٹی کی عزت تھی۔ ان کی بزرگی مین سب کی بزرگی تھی

ہندو سوسائٹی کے مدارج

راجہ لوگ ہاتھ باندھے دروازون پر کھڑے رہا کرتے تھے کہ کب مہاتما درشن دیوین اور کرتارتھ کرین مگر یہ کیا مہاتما کی خاطر یا کہ راجہ اپنی خاطر کرتے تھے۔ براہمن آجکل کے مدبرون کی طرح عرائض اور درخواستین لیکر راجاؤن کے دربارون مین نہین جاتے تھے کہ ان کی فلان ضرورت پوری کیجائے۔ بلکہ راجے مہاراجے خود ان کی ضروریات زندگی سے سینکڑون گنا سامان ساتھ لیے ان کے دروازون پر موجود کھڑے رہتے تھے۔ راجے مہاراجے اس امر کو فخر سمجھتے تھے کہ فلان رشی نے ان کی خدمت قبول کی۔ مگر یہ ہمیشہ رشی اولے درجے کے قانع تھے۔ وہ ان سب سامانات کو دیکھ انکی مناسب تقسیم کی اجازت دیتے تھے۔ اور اپنی خود انکاری کا مکمل ثبوت دیتے تھے۔ تمام علوم و فنون ان براہمنون کی بدولت دنیا مین زندہ تھے جب اس بھارت سے ان کی قدر و منزلت گئی بھارت کی تمام ودیائین رخصت ہوئین اس زمانہ ادبار مین اگر بھارت کا دھرم اور علم دوبارہ زندہ ہونے کی امید رکھتا ہے تو ان براہمنون کی بدولت ہے۔ اگرچہ یہ بھی بہت گرے ہوئے ہین مگر دوسرے گرے ہوئے فرقون سے ابھی اچھی حالت مین ہین یہ انہین سے ہی ہے کہ پرلے درجہ کی خود انکاری اس زمانہ مین بھی کہین کہین نظر آتی ہے۔ اور سوامی دیانند۔ رام موہن رائے۔ پرم ہنس رام کرشن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رام تیرتھ جیسے جان باز کبھی کبھی نکل آتے ہین - یہ قدرت انسان کی اس وقت تک تابع رہتی ہے جب تک وہ اس کے قوانین کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتا ہے قدرتی اصول سے ایک بار انحراف کرو اور پھر یہی ہمارے دشمن بنا سزا دینے کی جانب راغب ہوتی ہے - جب تک ہماری سوسائیٹی پر دلیکار کے خط سے محیط تھی ہمارا ہر ایک کام عین خوش اسلوبی سے طے ہوتا تھا - قدرت انسان کے حسب منشا اور حسب خیالات کام کرتی تھی - جون جون انسان کے دل مین ویریکا کا مادہ بڑھتا جاتا تھا - قدرت اس کو اعلے منازل ہستی میں لاکر کھڑا کرتی تھی - شودر جسمانی قربانی سے ویش کا جنم حاصل کرتا تھا ویش دھن اور دان کی قربانی سے کہشتری کا جسم پاتا تھا - کہشتری کو اپنے جسم کی قربانی سے براہمن کا قالب ملتا تھا - براہمن ہر ایک قسم کی خود انکاری سے موکش حاصل کرتا تھا - یہ سب ذاتیں بھارت کی عظمت کا باعث تھین - سوسائٹی کو کوئی شخص اپنے قانون سے نہین بناتا ہے - کوئی قانونی کونسل سوسائٹی کی ترتیب نہین کرتی ہے کہ فلان فلان کو فلان فلان ذات مین داخل کر دیا جاوے - سوسائٹی خود بخود بڑھتی ہے - یہ اپنی ترتیب خود کرتی ہے مقنن اس کے ترقی و تنزل کی رفتار کو اپنے معلومات کا مصدر قرار دیتے ہین - اس کی بہبودی اور بربادی سے قوانین اخذ کرتے ہین - منو ہندوستان کا سوشیل مقنن ہے - مگر منو ذات پات کو بناتا نہین ہے - بعض مورخ اصول سے بیخبر منو کو موجد قوانین ذات پات قرار دیتے ہین - منو قوانین ذات پات کی وضاحت کرتا ہے - اس کی خوش اسلوبی اور عمدگی کو بیان کرتا ہے - وہ اس کا موجد نہین ہے - ذات پات بھارت مین منو سے بہت دیر پہلے موجود تھی - منو واضع قوانین تھا -

(۲) اب اس تمام عالیشان سوسائٹی اور خوبصورت تہذیب کا محافظ کون تھا کون اس کے مدارج کو انسانی زندگی مین داخل کرتا تھا - کون اس کے روزمرہ برتاؤ اور استعمال کا ذمہ وار تھا - کون اس کی بھگتی پیدائش سے ہی بچہ کے اندر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

داخل کرتا تہا۔ راجے اور حاکم بیرونی معاملات کے نگاہ بان تھے۔ براہمن طالبعلم
پننے پر ودیا سکھلاتے تھے۔ اگر گھر کی چار دیواری مین جہان تمام اصلی علم اور اصلی
مادہ عقل و فہم انسان کے اندر داخل ہوتا ہے۔ بچہ کی خبر گیری کون کرتا تہا۔ ان
تمام سوالات کے جواب مین ہم بہارت کی عورتون کی عظمت پیش کرتے ہین۔ یہ
انہین کی بدولت تہا کہ یہ تمام تہذیب اپنے روحانی کمالات مین اس قدر
بلندی کو حاصل کر سکی۔ بہارت سے بہارت کی عورتون کو الگ کر دو باقی تمام
اونچے مکان کے کہنڈرات رہجاتے ہین۔ عمارت تمام چکنا چور ہو جاتی ہے۔ ان
عورتون نے ہی بادرائن۔ سنگ دیو۔ کناو۔ گا تائن۔ بھیشم جیسے عارف
باکمال پیدا کئے۔ ان کی بدولت رشی جیون نشو ونما حاصل کر سکا۔ ان کی باعصمت
زندگی نے بہارت کا دہن اور دہرم قائم رکہا۔ انہون نے ہی بہارت کے زمانہ
ادبار مین اپنا جسم آگ کی نذر کر بہارت کی عصمت کی رکہشا کی۔ غرض کہ یہ تمام باغ
انہی کے ہاتہہ سے لگایا گیا تہا۔ یہی بہارت کی تہذیب کی باغبان تہین۔ رشی
اسی وجہ سے عورت کی اس قدر عزت و حرمت کرتے تھے۔ پاکیزہ عورت انسانی
زندگی مین آب حیات ہے۔ ہند علم ادب مین کوئی مذہبی کتاب نکالو۔ اس مین عورت
کی عزت و حرمت کے بارہ مین بار بار تاکیدین موجود ہونگی۔ کیون بہارت مین سیتا
دروپدی جیسی جانباز عورتین پیدا ہوسکین۔ کیون بہارت مین گارگی میتری
جیسی فلسفہ دان استریان پیدا ہوئین۔ کیون بہارت مین سے لیلاوتی۔ ودیاوتی
جیسی باکمال عالم و فاضل عورتین ظاہر ہوئین۔ کیون یہان ہر ایک فلسفہ۔ ہر ایک
علم پر عورت کی بزرگی کی مہر ثبت ہے۔ اس کے دست مبارک نے ہر ایک چیز کو
عین ضابطہ سے دہرا ہے۔ یہ تمام عجوبات اس امر کی خاص اور عام شہادت
دیتے ہین کہ ہندو سوسائٹی مین عورتون کی ہمیشہ خاص عزت رہی ہے۔ سیتا
کی عصمت اور جانبازی کو دیکہو۔ انوسویا کی دانشمندی اور نیک بختی کو ملاحظہ
کرو۔ مندالسا کی لیاقت اور قابلیت پر نگاہ ڈالو۔ مندودری کی حکمت عملی اور ملکی مدبری کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مائیو۔ گارگی۔ اور میتری کے فلسفہ دانی سے افلاطون۔ سپنسر۔ ایمرسن کی نہایت باریک خیالات کا مقابلہ کرو۔

بھارت کی عورتین میدان لیاقت اور امتحان قابلیت مین تمام دنیا کو چیلنج دیتی ہین۔ وفاداری اُن پر ختم ہے۔ ہریشچندر کی تمام قربانیوں مین اسکی عورت کیسی وفاداری سے اس کا ساتھ دیتی ہے۔ اپنے خاوند کا قرضہ ادا کرنے کی خاطر اپنے آپ کو داسی بنانا منظور کرتی ہے۔ آپنے والدین کا راج پاٹ چھوڑ خاوند کی خدمت کی خاطر تمام اقسام کی آفتین سہتی ہے۔ راجہ نل کی استری دمینتی کی قربانیوں کو ملاحظہ کرین۔ راجہ کے ساتھ جنگل مین بن باس منظور کرتی ہے۔ جنگل کی تمام مصیبتین جھیلنا اپنی خوش قسمتی مین شمار کرتی ہے ازان بعد راجہ کے اس کو اکیلے چھوڑ جانے پر سخت مایوسی سے اکیلی اپنے والدین کے گھر کا راستہ لیتی ہے۔ وہان بھی راجہ نل کے دوبارہ بلوانے کی تدبیر نکالتی ہے علم و دانشمندی۔ ودیا اور دھرم مین بھارت کی استریان اپنی نظیر آپ ہین۔ مہارانی لیلاوتی مصنف مشہور کتاب لیلاوتی۔ علم ریاضی مین اعلیٰ باکمال عورت تھی۔ اس کی لیاقت کی طفیل بھارت مین علم سنسکرت کو دوبارہ فروغ ہوا۔ راجہ بھوج کے وقت مین سنسکرت شاعری اور علم ریاضی مین گنت ودیا کو اس کی بابرکت ذات سے جو عروج حاصل ہوا۔ وہ آج تک یادگار زمانہ ہے۔ ہندوؤن کی اعلےٰ ترقی کے زمانہ مین جو کچھ ان روشن ضمیر عورتون سے بن پڑا وہ آجکل کے بڑے بڑے عالمون سے ظہور مین آنا محال ہے۔ لوپامدرا جسنے رگ وید منڈل اول الوواک اٹھارہ کی سنسکرت زبان مین ویاکھیا کی ہے ایلا جسنے رگ وید منڈل اٹھ الوواک اول کی ویاکھیا کی ہے۔

سلبھا جسنے ادھیاتم ودیا کا پرچار تمام بھارت ورش مین کیا (ملاحظہ ہو مہابھارت) دیوہوتی جسکا نام نامی سے بھارت کے تمام عالم و فاضل واقف ہین اس مبارک ذات سے کپل دیو جیسے عالم فلسفہ دان کا ظہور ہوا۔ کوشیلیا جس نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیتی شاستر رچا۔ سومترا جسنے دہرم نیتی بنائی۔ لیشکمی دیوی جسنے منا کھشرا کی
تشریح طیار کی۔ ودیا دہری جسنے شنکر اچاریہ جیسے مشہور و معروف عالم کو ایک
بار نیچا دکھلا دیا۔ ودیوتما زوجہ کالیداس مشہور ملک الشعرا ہندوستان یہ اس
عالم و فاضل عورت کی بدولت تہا کہ کالیداس ایسا نامور شاعر بنا۔ روایت بیان
کرتی ہے کہ کالیداس بڑا مورکہہ ان پڑہ تہا۔ ودیوتما بڑے بڑے ودیاوان
پنڈتوں کو امتحان لیاقت میں ہرا دیا تہا۔ آخر جب اس کی شادی کالیداس سے
ہوگئی تو اس نے اپنے مورکہہ خاوند کو عالم بنانے کا قصد کیا اور اس میں جسقدر
کامیاب ہوئی۔ کالیداس کی شہرت سے بخوبی عیاں ہے۔ ہندوستان کی برہم ودیا سے
تمام ودیاوان پنڈت واقف ہیں۔ اس گیانی استری نے اپنے پتروں کو
پیدائیش سے ہی ایسا گیان سکہلایا کہ اس کی برکت سے تمام لڑکے گیان وان
مہاتما بن گئے۔ غرضکہ ایک کیا انیک نام ہیں جنکی ایک بڑی فہرست طیار
ہوسکتی ہے۔ یہ تمام بھارت کی قدیمی علمی ترقی اور لیاقت کی داد دیتے ہیں۔
نہ صرف علوم میں بلکہ تمام معاملات دنیا میں بھارت کی عورتوں کو بڑی دسترس
حاصل تھی۔ ان کی صلاح سے راجے راج کرتے تھے۔ ان کے مشورہ سے
گرہستی گرہست کے تمام کام کرتے تھے۔ ہر ایک معاملہ کی ان کو خبر تھی۔ ہر
ایک راز سے وہ آگاہ تہیں۔ تعلیم عورت کے واسطے ویسی ہی ضروری تھی
جیسے کہ پتی سیوا لازمی شرط تھی۔

(۴) بھارت میں یہ سب کچھ تہا مگر ایک بات ایسی تھی جو ان سب برکتوں کو
دوبالا کرتی تہی۔ چال چلن علم کا زیور ہے جہاں آچرن ٹھیک نہیں وہاں تمام ودیا
بے فائدہ ہے بلکہ عالم کو آلہ شیطانیت بناتی ہے۔ عالم بے عمل ایک ایسے
خشک درخت کی مانند ہے جس کا نہ کوئی سایہ ہے اور نہ کوئی پہل ہے اور نہ ہی
لکڑی سوائے جلانے کے کسی کار آمد ہے۔ بھارت کی عورتیں عالم تہیں۔ فاضل
تہیں۔ مگر سب سے بڑہکر پتی برتا تہیں۔ یہ پتی برت دہرم آفت اور مصیبت کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زمانے میں جو کمالات دکھلاتا ہے اس کو کوئی قلم تحریر نہیں کر سکتی ہے۔ یہ احاطہ امکان
سے باہر ہے کہ دنیا میں کوئی قوم ان کو دوبارہ روز روشن میں دکھلا سکے۔ ان پتی
برتا استریوں کا نام بھارت کے اجڑے ویرانہ میں بھی کندہ موجود ہے۔ وہ اپنا
جسم اس کی پاک دامنی کی حفاظت میں آگ کی نذر کر گئیں جب تک سورج و چاند رہیگا
لوگ ان کے واقعات پڑھکر مردہ سے زندہ ہونگے۔

ان کی تمام زندگی خود انکاری کی زندگی تھی۔ پتی خواہ کس حال میں ہو وہ اس کا ساتھ
دیتی تھیں۔ ان کے اندر سے نفسانیت کا تمام ...... خیال بدر ہو چکا تھا۔ جس چیز سے
پتی سکھی ہو وہ ہی ان کا سکھ تھا۔ پتی کے عیوب وہ بھی بردباری اور الفت سے
برداشت کرتی تھیں۔ ہمیشہ محبت سے گفتگو کرتی۔ ہمیشہ ہمدردی دل سے کام کرتی
تھیں۔ خانہ داری کے تمام فرائض کو محض فرض سمجھ کر ادا کرتی تھیں۔ دوسرے
آدمیوں کو بھائی یا باپ کے بجائے خیال کر اپنے افلاس کو دوسروں کی دولت
سے ہزار درجہ بہتر خیال کرتی تھیں۔ قناعت سے تونگر۔ محبت سے شاکر۔ محنت
سے صابر۔ خاوند کی رضا پر ان کی خوشنودی کا انحصار تھا۔ ان تمام خدمات کے
صلہ میں خواہ خاوند کی جانب سے محبت ملے یا نفرت حاصل ہو وہ پرواہ نہیں کرتی
تھیں۔ پتی کو معبود سمجھ اس کے ہی دھیان میں جان دینا بھی مباح سمجھتی تھیں۔ دھن
جائے۔ اولاد جائے۔ مگر ننگ و ناموس نہ جائے۔ یہی ان کا دھرم تھا۔ بڑے
بڑے کڑے وقتوں میں جب تمام رشتہ دار دوست آشنا جواب دیدیتے ہیں
عورتیں آخری دم تک ساتھ نباہتی تھیں۔ تمام جوکھوں میں خاوند کے ساتھ رہتی
تھیں جو کچھ خاوند ایمانداری سے کما لائے وہ ہی ان کا دھن تھا۔ جو کچھ وہ ہاتھ سے
کھانے کو دے وہی ان کی غذا تھی۔ ان کا تمام جسم و دل پتی کی خدمت میں
حاضر تھا۔ یہ خدمت گذاری کا معراج تھا جو بھارت کی عورتوں کا عام شیوۂ زندگی
تھا اس کو خاوند پرستی کہیں یا سدا چار کہیں۔ دنیا پرستی کہیں یا دین داری کہیں
مگر خاوند اور عورت کا تعلق قدیم بھارت میں عشق مجازی سے عشق حقیقی میں تبدیل

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہو چکا تہا۔ تشخصیت جس کے مغربی لوگ شتاق ہین۔

بے مہار زندگی جس کے موجودہ آزادی پسند لوگ اس قدر شائق ہین

خدمت گذاری کا معراج

خودرائی جس کی آجکل کی عورتین خاص مداح ہین۔ بہارت کی پتی برتا عورتون کے دل و دماغ سے کوسون دور تھی۔ اپنی خواہش کو وہ خاوند کی نذر کر چکی تہین۔ دل سے دل۔ روح سے روح ملا چکی تہین۔ اس واسطے علیحدگی محال تھی۔ زندگی اور موت مین پتی کا ساتھ لازمی شرط تہا۔ لوک پر لوک مین۔ دنیا اور آخرت مین دونون کی قرابت امر مسلمہ تہا۔ پتی کی موت پر سنسار اندھیرا تہا۔ اس کی تمام برکتین۔ اس کی تمام نعمتیں دوزخ سے بدتر تہین۔ تمام سامان عیش و عشرت تمام لوازمات عافیت موت سے بدتر تہے۔ پتی کے بعد جیون محال تہا۔ دن رات اسی کا دہیان تہا۔ موت کا خوف ان کے بے باک دل سے دور ہو چکا تہا۔ وہ خوشی خوشی چتا پر چڑہتی تہین۔ دنیا کی تمام دولت یا طاقت ان کے طاقت ور دل کو ذرا بھی اپنے مضبوط ارادہ سے ہٹا نہین سکتی تھی۔ چتا کی خوفناک آگ جون جون جسم مین سرایت کرتی تھی اپنے محبوب کے نزدیک جانے کا خیال ان کی طبیعت کو فرحت بخشتا تہا۔ معراج عبادت عجیب طاقت ہے۔ جسم جل کر راکھ ہو جاتا تہا۔ رشتہ دار واپس گہر کی طرف مراجعت کرتے تھے۔ مگر ستی کا مضبوط ارادہ ہر ایک کے دل مین دھرم کی مضبوطی کو ایسا قائم کر دیتا تہا کہ پہر کوئی تلوار۔ حرص یا لالچ اسکو ذرا بھی کمزور نہین کر سکتا تہا۔ لوگ اس مبارک پاک راکھ کو سر پر دہرتے تہے۔ نیک نہاد عورتین ہندوستان مین آجتک ان مقامات کی عبادت کرنا اپنے دہرم کا ایک جزو خیال کرتی ہیں۔ زمانہ بدل گیا۔ ساری بات افسانہ بن گئی۔ عورتین اور مرد ان حکایات کو پڑہ کر اپنے دیش کی گذشتہ جانبازی اور قربانی کو کبھی کبھی یاد کرتے ہین مگر یاد رکھو۔ اگر اس دنیا مین آجتک کبھی دنیا کی معراج انسانی زندگی مین جیرت ہو سکتی ہے تو یہ بہارت کا ہی دیش ہے۔ اور یہ ان نیک نہاد پاک عورتون کی بدولت ہے کہ آجتک اس دہرم مین باوجود بہاری اسقدر تباہی کے جان باقی ہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۵) دھرم خدائی قانون ہے۔ اپنے محافظ کو یہ بچاتا ہے۔ اپنے دشمن کو یہ گراتا
ہے۔ اس کے دوست بنو۔ سب اقسام کی برکتین تمہاری قدم بوسی کرتی ہین
اس کی عداوت مین قدم رکھو۔ زندگی بھی عذاب اور آفت لازم آتی ہے۔ نہ یہ
کسی کا طرفدار ہے نہ کسی کا خاص خیرخواہ ہے۔ جو اس کا بنتے اُس کا یہ بھی بنتا
ہے۔ دنیا مین اس کو کسی سے پیار نہین اور نہ ہی کسی سے خاص عداوت ہے
جو اس سے پیار کرتے ہین اُن کے بچاؤ کی خاطر یہ بھی ہر دم طیار رہتا ہے جو
اس کے مخالف بنتے ہین اُن کی عذاب کے واسطے یہ بھی مسلح ہوتا ہے۔ اس کے
سامان حفاظت اور غارت بھی نرالے ہین ظاہرہ طور پر تو کسی کو نظر آتے نہین
ہر ایک یہی سمجھتا ہے کہ اس کا دوست ضرور فنا ہوگا۔ برباد ہوگا۔ رسوا ہوگا۔ مگر
انّاً فاناً دھرم چپ چاپ طریق سے اپنے دوست کی حفاظت کیواسطے ایسے سامان کر دیتا
کوئی اس کی موجودگی کو پہچان نہین سکتا۔ جب آتا ہے تو پورا مسلح ہو کر آتا ہے
اس کے ہتھیار بھی عجیب ہین۔ یہ دنیا کے دوستون کی طرح اپنے مطلب
برادری کی خاطر کام نہین کرتا ہے۔ اس کی غرض اپنا بچاؤ اور دوست کا بچاؤ ہی
نہین ہے۔ یہ تمام قدرت کی تمام طاقت سے مسلح ہو کر آتا ہے۔ آگ اس کو
جلا نہین سکتی۔ پانی اس کو ڈبا نہین سکتا۔ ہوا اس کو اڑا نہین سکتی۔ تلوار اس
کو کاٹ نہین سکتی۔ کوئی شے اس کو نابود نہین کر سکتی۔ اپنے دوست کی
حفاظت ہی اس کا مقصد نہین ہوتا۔ بلکہ اپنے دشمنون کو گرانا بھی اس کا
ہمیشہ مدعا ہوا کرتا ہے۔ جب یہ طیار ہو کر آتا ہے تو تمام زمین و آسمان کی
طاقتون مین ہل چل مچتی ہے۔ زمین کانپتی ہے۔ ہوا لرزان ہوتی ہے۔ پانی
بھی حد بندی سے دور بھاگتا ہے۔ غرضیکہ قدرت کی تمام طاقتین انسانی گناہون
کا نتیجہ [illegible] ہر ایک انسان کی موت کے بعد اسکے اعمال کا نقشہ دھرم راج کے سامنے پیش
ہوتا ہے دھرم اپنے دوست کو امان بخشتا ہے۔ اس کی نیک نہادی کا اجر دیتا ہے

دھرم کیا طاقت ہے | اب اپنے دشمنون کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور اُن کو بھی [illegible]

* قانون کرم کے مطابق جب کسی فعل بد کی سزا ملنے یا نیکی کے اجر کا موقعہ آتا ہے
تو [illegible]

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتا ہے۔ پاپیو۔ گناہ گارو۔ اپنے پاؤن پر آپ کلہاڑی کیون مارتے ہو وہ
تمام بیرونی اشیا جن کے فخر پر میرے اٹل قانون کو توڑ رہے تھے
اب تم سے علیحدہ ہوئیں۔ گناہ گار خوف اور دہشت سے لرزان ہوتے ہین
دہرم انکے پاپون کو زندہ شکل مین ان کے دل کے روبرو پیش کرتا ہے۔ انکا اندرونی
فوٹو دکھلاتا ہے۔ وہ مارے خوف کے بھاگتے ہیں۔ دہرم اب سزا کی جانب
رجوع کرتا ہے۔ یم راج کے قاصد گناہ گار کو اس کے افعال اور اعمال کے مطابق دوزخ
کے نظارون کی سیر کرواتے ہیں۔ ہر ایک کو اس کے سنسکارون کے مطابق قدرت
مختلف منازل میں لئے پھرتی ہے جہان گناہ گار انکی سیری کے سامان سے محروم
اپنی بدعادات کا حقیقی انجام دیکھتا ہے جیسا پاپی مرجاتا ہے۔ اپنا نمونہ زندگی اور موت پیچھے
چھوڑ جاتا ہے۔ لوگ دونون کو دیکھتے ہین مگر مایا کا جال ایسا زبردست ہے کہ پھر باز نہین
آتے۔ دنیا میں ایسے شہ زور نفس پرور شخص ہمیشہ ہوئے ہیں جنہون نے
پاکیزہ عورتون کی عصمت بگاڑنے پر کمر باندہی ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ پتی برتا
عورت کا جسم آتش خیز پہاڑ ہے جو جس وقت پھٹتا ہے اپنے لاوے سے تمام قرب وجوار
شہر۔ گاؤن۔ جاندار یا بے جان اشیا کو تباہ کر ڈالتا ہے۔ یہ آتش خیز اگرچہ ظاہری
صورت مین بند نظر آتا ہے۔ مگر جب اسکے ساتھ کوئی غیرت کا عنصر ٹکر کہاتا ہے فوراً
غضب مین آتا ہے۔ اور جب یہ شعلہ زن ہوتا ہے۔ تو سب طرف مکمل غارت گری کی
آفت برساتا ہے۔ یہ آتش خیز دنیا مین کئی بار پھٹ چکا ہے۔ اور دنیا کی تاریخ کو کئی بار
پلٹ چکا ہے راون کی عالیشان طاقت راکھش قوم کا تمام اقبال و حشمت لنکا کی تمام دولت
اس آتش خیز کے لاوا کی نذر ہوئی کورون کا تمام کروفر۔ دریودہن کی تمام سلطنت
دہرت راشٹر کی تمام طاقت۔ مہابھارت کی تمام برکت اس کے طوفان سے بہہ
ہوئی علاؤالدین خلجی کی تمام شجاعت۔ خاندان خلجی کی تمام حکمت اسی کی آتش کے
نذر ہوئی نہ راون رہا نہ اس کا تکبر و غرور رہا۔ نہ کورو دریودہن رہا نہ اسکے دوست آشنا رہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہ علاؤالدین خلجی رہا۔ اور نہ اس کا خاندان رہا۔ مگر بھارت کی پاکیزہ عصمت عورتین جنکی بددعائین ان کی بربادی کا موجب بنی آج تک تاریخ دنیا مین سورج اور چاند کی طرح اپنی خوبصورتی اور نیک نہادی کو بھارت کے آسمان پر روشن کر رہی ہیں

(۱) اخلاق ایک کرامت ہے۔ یہی سب سے اعلٰے کرامت اس دنیا مین ہے سب معجزوں کی یہ جڑ ہے سب طاقتون کا یہ مخزن ہے۔ جسکے پاس یہ دولت ہے۔ وہ دنیا مین کسی دوسری دولت کا محتاج نہین۔ جس کے پاس یہ نعمت نہیں ہے اسکے پاس اگر دنیا کی تمام دولت حکومت اور طاقت ہے۔ تو ہیچ ہے۔ آدمی کی حیثیت کا اعلے اور اصلی معیار اسکا اخلاق ہے نہ کہ اسکی بیرونی دولت یا طاقت ہے۔ وہ سخت غلطی کرتے ہین جو آدمی کی حیثیت کو اس کی دولت سے ناپتے ہین۔ یہ مادی تہذیب کا گھمنڈ ہے جسکا نتیجہ دنیا مین ہرطرف عذاب ہے مادی سائنس اسوقت تک اس قدرت کی بیرونی طاقتون کی تحقیقات مین مصروف اسکی اندرونی نعمتون سے بالکل بےخبر ہے۔

دنیا کے اندر اس اندرونی طاقت کا انکشاف شاذونادر اپنا کما حقہ جلوہ دکھاتا ہے جب اس جہان مین مسیح اور بدھ جیسے عارفان باکمال اس اندرونی جلوہ کو ظاہر دکھلانیکا اعلان دیتے ہیں۔ گوار نگ و بو مہاپرشوں جیسے مہاپرش کبھی کبھی اس جہان مین اخلاقی طاقتون کا معجزہ دکھلانے کی منادی کرتے ہین۔ اور دنیاداروں کو اخلاق کی پوشیدہ طاقتون سے باخبر کرتے ہین۔ مگر چونکہ یہ جلوہ شاذونادر ظہور مین آتا ہے دنیادار اسکی خوبصورتی سے انکار کرتے ہین۔ اور عالم بدہوشی مین اسکے اعلیٰ قوانین کو توڑتے ہین۔ کاش کہ اس دنیا مین مسیح اور بدھ جیسے مہاتما ہر ایک زمانہ مین اپنا ظہور دکھلاتے تاکہ دنیادار اخلاق کی کرامت سے واقف رہتے۔ چونکہ ایسے باکمال مہاتما ہر ایک زمانہ مین کھلم کھلا اعلان اخلاقی کرامات کا دینے والے پیدا نہین ہوتے۔ اسواسطے اہل دنیا کا ایمان اخلاقی کرامت مین قائم رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مگر تاہم صداقت ہمیشہ صداقت ہے۔ جو مسیح یا بدھ کر سکا ہے وہ ہر ایک شخص اس اخلاقی منزل پر پہونچکر کر سکتا ہے۔ یاد رکھو کہ یہ تمام قدرت ایک مہاپرش کے سات فرمانبردار بنتی ہے اور یہی تمام نعمتون کو خودبخود حاضر خدمت کرتی ہے۔ اس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

واسطے اخلاق کی ترقی ہی تہذیب کا اصلی مقصد ہے۔ اور اخلاق کے تنزل پر تمام دولت اور حشمت بیکار ٹھہرتی ہے۔ جس زمانہ مین اخلاق ٹھیک ہے۔ اسکو ترقی کا زمانہ شمار کرین اور جب اخلاق بگڑ جاتا ہے اسکو زمانہ تنزل خیال کرین۔ آدمی عجیب کمالات کا مخزن ہے۔ سب طاقتین اسکے اندر نہان موجود ہین۔ اگر آدمی کہین اپنی طاقتون سے باخبر ہوتا تو ہرگز ہرگز پاپ کے نزدیک نہ جاتا۔ مغرب مین آدمی کی چند بیرونی طاقتون کا انکشاف ہوا ہے اور تمام دنیا مادی ترقی کے کرشمات دیکھکر حیران و ششدر ہو رہی ہے۔ ایک دفعہ انسانکی اندرونی طاقتون کا انکشاف ہونے دو۔ دنیادار خود بخود ہندو رشیون کے کمالات کے معتقد بنتے ہین۔ صداقت بین طاقت ہے۔ دنیا مین کسی چیز مین نہین ہے۔ ایک دفعہ آپ سچ بولنے کی پرتگیا کرلیوین اور خواہ جان کیون نہ معرض خطر مین پڑ جائے لیکن جھوٹ بولنے کا نام نہ لیوین۔ نہایت کڑے وقتون مین بھی ثابت قدم رہین۔ قدرت کے ہر ایک قسم کے امتحان مین مستقل مزاج رہین۔ خواہ کسی قسم کا لالچ یا خوف دلایا جاوے۔ لیکن ہمت نہ ہارین پھر دیکھین نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ہر ایک قسم کی عافیت و حشمت۔ طاقت و اقبال خود بخود میسر کاب ہوتا ہے۔ تمام طاقتین اس کائنات کی خود بخود آپکے حکم کی تعمیل کرتی ہین۔ ہم ہندو شاسترون مین تپ کی طاقت کا ذکر بارہا مطالعہ کرتے ہین۔ ہندو رشی اس تپ کی بدولت ہر ایک قسم کا کمال حاصل کرتے تھے۔ راجہ لوگ اس تپ کی بدولت ہر ایک قسم کا اقبال پاتے تھے۔ تپ ناممکن کو ممکن بناتا تھا۔ ہر ایک مشکل کو آسان بناتا تھا یہ بھارت کی تمام تکالیف کا مشکل کشا تھا۔ بھارت مین تپوبن ہر ایک علاقہ مین موجود تھے۔ ناظرین فدا وچارین کہ یہ تپ کیا تھا اور اس کی اسقدر تعریفین بار بار شاسترون مین پورانون مین کیون مندرج ہین۔ بھارت کی تمام ترقی کا راز یہی تپ تھا اسکا مفصل ذکر اور اسکے تمام پہلوؤن پر وچار تو یہان مشکل ہے مگر ہم اسقدر ذکر کر دینا ضروری خیال کرتے ہین۔ کہ یہ تپ اخلاقی تکمیل ہے۔ اخلاقی جلوہ ہے مجسم نیکی و پرہیزگاری ہے اخلاقی فرائض کی صادق ادائیگی ہے دھرم کی نشکام سیوا ہے نہ کسی کو ستائین اور نہ آزار دہی کا خیال دل مین پیدا کرین بدہم چرچہ قائم رکھین دل کو نیک جذبات سے متاثر کرین۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سب کی جانب پریم کی نظر ڈالیں۔ سب کی خدمت کرنے کو طیار رہیں۔ لیکن کسی سے فائدہ کی امید نہ رکھیں۔ یہ تپ ہے۔ اسکو تپکر ایک بار اسکا جلوہ ملاحظہ کریں اگر رشیوں کے کمالات سے پھر معتقد نہ ہوں تو مصنف کو یاوہ گو اور شاستروں کو جھوٹا ٹھہرائیں۔

چونکہ اس اخلاقی تکمیل میں عورت آدمی کیساتھ اعلے حصہ دار ہے اور اسکا اعلی فرض پتی برت دھرم ہے یہی اسکا تپ ہے یہی اسکا دیوتا ہے۔ اسواسطے جو عورت اپنے اس تپ کو پوری محبت سے نبھاتی ہے۔ اسکے اندر عجیب و غریب کرامتوں کا جلوہ نمودار ہوتا ہے اور اس کی زبان اور کلام میں جو طاقت نمودار ہوتی ہے۔ اسکا مقابلہ کوئی انسانی طاقت نہیں کر سکتی۔ یہ پتی برت دھرم کا راز مخفی ہے اور یہی وجہ اسکی تمام عظمت اور بار بار ہدایت کی ہے۔

(۲) ہم نے ذکر کیا کہ اخلاق ایک طاقت ہے۔ یہ محض خوبصورتی نہیں ہے۔ جس سے سوسائٹی آسائش حاصل کر سکے بلکہ ویسی ہی ایک طاقت ہے جیسے بجلی۔ آگ۔ گرمی۔ روشنی وغیرہ ہیں اگر کوئی آگ کو ہاتھ لگاتا ہے تو آگ اسپر کوئی رحم نہیں کرتی۔ اپنے دھرم سے اسکو فوراً باخبر کر دیتی ہے۔ اپنی خاصیت سے اسکو فوراً مطلع کر دیتی ہے۔ ویسے ہی با اخلاق عورت کو جو کوئی آزار دیتا ہے۔ وہ بھی فوراً گرفتار بلا ہوتا ہے۔ قدرت اسپر کوئی رحم ظاہر نہیں کر سکتی تب وہ اخلاق کی طاقت سے باخبر ہوتا ہے۔ جہاں مظلوم بالکل معصوم اور پاکیزہ خاطر ہوتا ہے وہاں سزا بھی بڑی سخت ظہور میں آتی ہے۔ عیاش عالم مدہوشی میں دولت۔ طاقت کے تکبر میں اپنے فعل کی پاداش کو ہرگز ملاحظہ نہیں کرتا۔ اس دلکے اوپر پردہ کدورت ایسا چھا جاتا ہے کہ وہ قدرت کے باضابطہ عمل کو ہرگز خیال میں نہیں لاتا غرض کا غلام شہوت کا خادم ایسا بنتا ہے کہ کوئی نصیحت یا عبرت اس کے دل پر اثر نہیں کرتی۔ پاپی جرم کا مرتکب بنتا ہے۔ وہ عورت کے حقیقی جلوہ سے بالکل بے خبر بنتا ہے وہ نہیں جانتا کہ اس کے اس فعل سے عورت کا سب سے پیارا دھرم۔ سب سے اعلے نعمت برباد ہو جاویگی۔ جس کا نتیجہ شاید عورت کی ساری عمر کی بربادی ہوگا۔ شہوت عیاش کے دل سے تمام نیک جذبات کو بدر کر ڈالتی ہے۔ وہ اپنے عنصر زندگی کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھولتا ہے۔ مگر قدرت اپنے خطاکار کو ہرگز معاف نہیں کر سکتی۔ نہ یہ انسانی جہالت
یا مدہوشی کو ملحوظ رکھتی ہے۔ جو لوگ دوسروں کی عورتوں کی عزت بگاڑتے ہیں
انکے ناپاک جذبات انکی اپنی عورتوں اور اولاد میں متاثر بن انکی عصمت بگاڑنے
کا موجب بنتے ہیں۔ گویا وہ اپنے برگ زندگی کو خود کاٹتے ہیں۔ عیاشی نہ محض
اپنے واسطے موجب عذاب بنتا ہے بلکہ سوسائٹی کے واسطے بُرا
نمونہ قائم کرتا ہے +

اس زمانہ کے لوگ خیال کی طاقت سے واقف نہیں رہے ہیں وہ نہیں
جانتے ہیں کہ ہمارے بدخیال ہمارے واسطے کسقدر زحمت کا موجب
بن سکتے ہیں جب کہ ہمارے نیک خیال ہمارے واسطے کیسی خوبصورت
رہائش گاہ قائم کر دیتے ہیں۔ اسی خیال کی طاقت سے ہم
دوسروں کے واسطے راحت یا عذاب پیدا کر سکتے ہیں تپ کی
تمام کرامت کا مصدر یہی خیال ہے۔ جوں جوں ہم اپنے اندر نیک اور
خوبصورت خیال کو قائم کرتے جاتے ہیں ہم اپنی طاقت کو بڑھاتے جاتے ہیں۔ یہی رشیوں منیوں کے تپ کی حقیقت ہے
اور یہی پتی برت دھرم کی اصلی طاقت کا راز ہے۔ عورت کے پاس صرف ایک شستر ہے لیکن یہ سب
سے خوفناک شستر ہے یہ ایسا ہتھیار ہے کہ کوئی طاقت اس کائنات میں اس ہتیار کی
طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ایک بار عورت کو اس ہتیار کی طاقت سے باخبر کر دو تو
اسکے اندر جلوۂ خدائی نمودار ہوتا ہے۔ اسکی عصمت ہی اسکا ہتھیار ہے۔ یہاں یہ بگڑتی ہے
تمام دنیا بگڑ جاتی ہے۔ عورت کے پاکیزہ جسم کو خراب ہونے دو۔ تمام انتظام سوسائٹی
تمام روحانیت اور تمام اخلاق برباد ہو جاتا ہے۔ عورت کے جسم کو پاکیزہ رکھو تمام سوسائٹی۔
تمام انتظام ملک دنیا میں عمدگی سے چلتا رہتا ہے۔ عصمت نہ صرف انتظام سوسائٹی
کے واسطے مفید ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ اخلاق ایک طاقت ہے یہ عورت کا
سب سے اعلی محافظ ہتھیار ہے۔ اس ہتھیار سے وہ کام نکلتے ہیں۔ جو دنیا کے توپ و
تفنگ۔ نیزہ یا تلوار سے ہرگز نکل نہیں سکتے۔ کوئی بیرونی طاقت اس کے سامنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حقیقت نہیں رکھتی ہے۔ قدرت خود اسکے سامنے سلام کرتی ہے پاکیزہ عورت اس قدرت کا سب سے اعلیٰ اور عمدہ پھول ہے۔ وہ نزاکت اور لطافت کا مکمل ظہور ہے۔ قدرت اسکو نہایت پیاری محبوب خیال کرتی ہے۔ اسلئے اپنی تمام طاقت سے اسکی حفاظت کرتی ہے جو شخص اسکی پردہ دری کی جانب راغب ہوتا ہے۔ وہ قدرت کی تمام طاقت سے آمادہ پرخاش ہوتا ہے۔ اسواسطے سزا بھی نہایت سخت ملتی ہے رشی آئین زنا کی سزا موت دیتا ہے۔ زانی سوسائٹی کا سب سے بڑا مجرم ہے۔

زنا کی سزا

جو شخص دوسروں کی عورتوں کی بے حرمتی کرتا ہے وہ دنیا میں سب سے بڑا گنہ گار ہے۔ اگر وہ دولت مند ہے تو اسکی دولت اسکے واسطے طوق لعنت ہے۔ اگر وہ طاقتور حاکم ہے تو اسکی حکومت اسکے واسطے مصدر شیطانیت ہے۔ اگر وہ ریاکار بدمعاش ہے تو اسکی بدمعاشی اسکے گلے میں زنجیر ہے۔ بالی بانر قوم کا سب سے بڑا بہادر سردار تھا اسکی بہادری ہندوتاریخی دنیا میں ضرب المثل ہے۔ اسکے سامنے راون کی تمام طاقت قابلیت بچپن کا کھیل تھی اپنے زمانہ میں بالی کا نام بہادروں کی فہرست میں نمبر اول تھا اسنے راون کو اپنے گھر میں قید رکھا تھا۔ خادم رکھا تھا۔ مگر اس بہادری نے بالی کے دماغ کو چکر میں لا دیا تھا۔ حکومت اور طاقت کے دباؤ سے اپنے حقیقی بھائی سگریو کی عورت تارابائی کو وہ زبردستی اپنے قابو میں لے آیا تھا۔ رام چندر نے ایام بن باس میں سیتا کی مفارقت میں سگریو سے رابطہ اتحاد قائم کرچکے تھے۔ دونوں کی باہمی مصیبت رشتہ اتحاد قائم کرنے میں ممد بن چکی تھی۔ سگریو نے رام چندر کے فرمان کے مطابق بالی سے لڑائی ٹھانی اس جنگ میں رام چندر نے بالی کو قتل کر ڈالا۔ بالی مقتول اب مہاراج سے سوال کرتا ہے۔ تلسی داس ان سوال وجواب کو اپنی مشہور کتاب تلسی رامائن میں یوں بیان کرتے ہیں۔

धर्म्म हेत अवतरओ गुसाईं
मारयो मोहे ब्याध की न्याईं
मैं बैरी सुग्रीव प्यारा

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

कारण कौन नाथ मोहे मारा

अनुज बधू भगिनी सुत नारी

सुन शठ यह कन्या सम चारी

इन्हें कुदृष्टि बिलोकि जोइ ताहि मारे कछु

पाप न होइ

جواب انوج بہو۔ بھگنی۔ سُت ناری۔ سن سٹھ اے کنیا سم چاری اِنہے کودرِشٹی بلوکے جوہی مارے کچھ دوش نہ ہوئی ہی)۔ بالی سوال کرتا ہے کہ سگریو کو آپنے پیار کیا مجکو قتل کیا میں نے آپکا کیا قصور کیا تھا۔ آپ نے دہرم کی ہت کی خاطر سنسار میں جنم لیا تھا۔ مجکو شکاری بنکر کیوں قتل کیا۔ رام چند جواب دیتے ہیں۔ اپنے بیٹے کی عورت بہن بھائی کی عورت آپکی لڑکی کے برابر ہوتی ہیں ان کی طرف جو شخص نظرِ غیرت سے دیکھتا ہے۔ اس کے قتل کرنے میں کوئی دوش گناہ نہیں ہے۔ یہی رشی آئین تھا۔ رام چندر بسبب راجہ ہونے کے قانونی سزا دینے میں پورے حق بجانب تھے

(۸) بھارت کی عورتوں کی پاک دامنی کے حالات پڑہکر بے رحم سے بے رحم انسان کا بھی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ ان کے ظالموں کا حال پڑہکر چھاتی پر سانپ سا لوٹ جاتا ہے۔ جو شجاعت ان عورتوں نے اپنی پاک دامنی کو اپنے دشمنوں کے پنجے سے بچانے میں ظاہر کی ہے آجتک کوئی جرنیل یا بہادر شاید ہی اس دنیا میں دکھلا سکا ہو جہاں جہاں ان کے حالات پڑہے جاتے ہیں۔ مردہ دل انسان بھی ایکبار زندہ ہوجاتے ہیں سیتا کی بہادری اور اخلاقی شجاعت کو ملاحظہ کریں۔ اسکی محبت اور الفت اسکی جاں بازی اور وفاداری دیکھیں۔ ہر ایک اپنی نظیر آپ ہے۔ روز شادی سے موت کے دن تک سیتا بچاری کو ایک دن بھی دنیاوی آسائش کا شاید ہی نصیب ہوا ہو۔ ایام بلوغت میں شادی اور خاوند کا فکر تھا رام چندر سے بواہ ہونیکے بعد رام چندر کو کیکئی سے مہاراجہ دشرتھ کی وعدہ ایفائی کی خاطر بن باس نصیب ہوا سیتا اس بن باس میں بلا کسی معاہدہ بلا کسی شرط کے محض محبت کے دام میں گرفتار ہو رام چندر کے ساتھ جانے کو طیار ہوتی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رام چندر بہتیر اسمجھاتے ہین مگر وہ پرواہ نہیں کرتی۔ جنگل کی تکالیف کو گہر کے تمام سامان عیش و عشرت پر ترجیح دیتی ہے۔ اپنے خاوند کی قرابت کو محلات کی آسائش پر فوقیت دیتی ہے۔ جنگل ہین جا کر وہان بہی امن نہین ملتا ہے۔ بلکہ دن رات کی فکر و اندیشہ و دکھہ تکلیف سے بہت بڑہکر سیتا بیچاری کو راون کی ریاکاری کا شکار بننا پڑتا ہے۔ جب راون چہل کرکے لے جاتا ہے تو گویا اسکے سامنے سخت اور اصلی آزمائش کا موقعہ آتا ہے مگر سیتا اس امتحان مین پوری کامیاب نکلتی ہے۔ راون کے دام فریب سے بخوبی آگاہ بن۔ دوسری دفعہ اسکے فن و فریب مین نہین پہنستی ہے۔ راون تمام اقسام کے زر و جواہر۔ دولت و حشمت کے سامانات اسکے ترغیب دینے کی خاطر پیش کرتا ہے۔ خوف و دہشت دلاتا ہے۔ قتل و موت کا پیغام سناتا ہے۔ ہر ایک قسم کی آفت و تکلیف سے دوکھی کرتا ہے۔ مگر سیتا کی ثابت قدمی مین ذرا فرق نہین آیا۔ وہ اپنی زبان سے راون کو جواب دیتی ہے۔

नाहमौपयिकी भार्या परभार्या सती तव ।
साधु धर्ममवेक्षस्व साधु साधु व्रतं चर ।
यथा तव तथान्येषां रक्ष्या दारा निशाचर
आत्मानमुपमां कृत्वा स्वेषु दारेषु रम्यताम् ।
अतुष्टं स्वेषु दारेषु चपलं चपलेन्द्रियम् ।
नयन्ति निकृतिप्रज्ञं परदाराः पराभवम् ॥
इह सन्तो न वा सन्ति सतो वा नानुवर्तसे ।
यथा हि विपरीता ते बुद्धिराचारवर्जिता ।
शक्या लोभयितुं नाहमैश्वर्येण धनेन वा ।
अनन्या राघवेणाहं भास्करेण यथा प्रभा ॥

سیتا کی پاک دامنی مین کوئی تیری بناوٹی عورت نہین ہون بین بیگانی عورت ہون۔ اور پتی ورتا ہون۔ تو نیک دہرم کو دیکھ۔ اور نیک برت کو دہارن کر۔ اے نشاچر۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جسطرح تجھکو اپنی عورتون کی رکھشا کرنی جائز ہے۔ اسی طرح دوسرون کو بھی جائز ہے آپنی
مثال لیکر اپنی عورتون پر ہی قناعت کرنی چاہئے۔ جو اپنی عورتون مین خوش نہین ہو سکتا ہے
اور جسکے حواس خمسہ قابو مین نہین ہین۔ اس نفس پرست کو عقل سے خالی انسان کو
بیگانی عورتین بے عزتی کا شکار بناتی ہین۔ یا تو اس جگہ کوئی نیک مرد نہین۔ یا تو انکا کہنا
نہین مانتا۔ کیونکہ تیری عقل آچار سے رہت الٹی ہے شان و شوکت سے یا دولت سے مین
تجھسے للچانے کے قابل نہین ہون۔ رام چندر کے بغیر مین اسیطرح ہون جسطرح سورج کے بغیر
دہوپ ہوتی ہے راون کے قتل کے بعد سیتا مہاراجہ رام چندر کے ساتھ اجودھیا مین واپس
ہوتی ہے رام چندر راج کرتے ہین مگر تھوڑی ہی دیر کے بعد سیتا کو پھر وہی بن باس
نصیب ہوتا ہے۔ حالت حمل مین شیرون اور چیتون کا ساتھ ملتا ہے ایک دہوبی کے
طعن و تشنیع سے جو وہ اپنی عورت کو مخاطب کرکے کہہ رہا تھا۔ رام چندر اپنی نسبت رعایا کے
خیالات کا اندازہ لگاتے ہین اور خود بد نمونہ بننے سے پرہیز کرنا چاہتے ہین۔ ایک طرف سیتا
کی پاک دامنی اور عصمت کا اونکو یور الیقین ہے۔ دوسری طرف رعایا کے اندر اسکی نسبت
بدگمانی پھیلکر ان کے اخلاق کی تباہی کا اندیشہ دامن گیر ہے راجہ قدیمی بھارت مین نمونہ
اخلاق تھا۔ رعایا اس اخلاق کی پیروکار تھی راجہ کے اعمال کی تقلید رعایا ہمیشہ کرتی ہے
راجہ رام چندر اپنی نسبت کسی بدگمانی کو قائم رکھنا ہرگز نہین چاہتے۔ سیتا کو پھر بن
باس ملتا ہے۔ اور یہ مصیبت اس معصوم بے گناہ دیوی پر بلا وجہ آتی ہے۔ پہلے بن باس
مین رام ساتھ تھے۔ اس بن باس مین کوئی سہارا نہین۔ مگر سیتا کا مادہ عجیب و غریب
طاقت کا نہا تھا۔ وہ اپنے دھرم مین ویسی قائم ہے۔ لکشمن چھوڑنے جاتا ہے مگر سیتا
دم نہین مارتی۔ بالمیک رشی اس حالت مین اس بیکس بے گناہ کے مددگار بنتے ہین ان
کے آشرم مین دو کنور نونہال اسکے بطن سے پیدا ہوتے ہین۔ آخر رام چندر کے دربار مین
یہ دونون کنور ایام بلوغت مین ہو اپنی ماتا کے حاضر ہوتے ہین۔ اور سیتا وہان ہی اس دنیا
سے رحلت کرتی ہے۔ رام چندر کا اخلاق عجیب ہے مگر سیتا کا اخلاق عجیب تر ہے
رام چندر کی تمام خوبصورتی اسکی خوبصورتی اخلاق کے روبرو پھیتی معلوم ہوتی ہے رام چندر کر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تمام بہادری اسکی بہادری کے سامنے پوشیدہ ہوتی ہے رامائن کا ہیرو رام چندر ہے اسکے ہیروان ستیا ہے۔ مگر بالیک اخلاقی شجاعت مین بازی ستیا کو دیتے ہین ملا صبح ایک عالی خیال صوفی ہے وہ ستیا کی تعریف مین ارقام کرتا ہے۔ اشعار

بہر کارے کہ او سایہ فتادہ — بنائے قبلۂ عصمت نہادہ
تنش را پیرہن عریاں نہ دیدہ — چو جان اندر تن و تن جاں نہ دیدہ

(۷) تاریخ بہارت مین ستیا کی نظیر موجود تہی مگر دریودھن باز نہ آیا اسکے ریاکار دوستون دغا باز صلاح کارون۔ کم ظرف سیاہ سالارون کی عقل مین ایسا فتور آیا۔ لالچ اور حرص نے انکی آنکھون پر ایسی پٹی باندہی کہ بلا دروپدی کو سبہا مین طلب کئے اوسکی حرمت کو خاک مین ملائے دم نہین لیتے تھے۔ پانڈو راجہ یدھشٹر ملکی رسم و رواج کے عیب کا شکار ہو چکا تھا قمار بازی نے پانڈون کا تمام حشمت و اقبال کورون کے سپرد کر دیا تھا۔ یدھشٹر اور اس کے تمام بہائی سبہا مین موجود تھے۔ وہ اپنا سب کچھ ہار چکے تھے۔ آخر دروپدی بہی ہاری گئی۔ جب وہ دوشاسن کے خونخوار ہاتہون سے پکڑی ہوئی سبہا مین لائی گئی تو اس نے تمام حاضرین جلسہ سے سوال کیا کہ آیا راجہ نے پہلے مجھکو ہارا ہے۔ یا کہ اپنے آپ کو۔ اس قانونی نقطہ کو کوئی بہی حاضرین سے حل نہین کر سکا کہ آیا راجہ کو اپنے ہارنے کے بعد دروپدی کو ہارنے کا حق رہا تھا یا کہ نہین۔ یا بصورت دیگر وہ اسکو اول ہی اول کیسے ہار سکتا تھا۔ اور واقعہ کیا تھا آخر مایوس ہو دروپدی رحم کی ملتجی ہوتی ہے۔ مگر دریودھن لہو و لعب کی آتش سے جل رہا ہے دوشاسن دروپدی کی ننگ و ناموس پر حملہ آور ہوتا ہے۔ کپڑے اتارنے کی خاطر طیار ہوتا ہے دروپدی دہرم کی بدولت بچ نکلتی ہے مگر کورو آپنے اس جرم کی سزا بڑے سخت پاتے ہین۔ مہابہارت کا خوفناک جنگ اسی پاپ کا ثمرہ ہے جسمین دریودھن معہ اپنے تمام رفیقون کے ہلاک ہوتا ہے۔

(۸) حریص ہمیشہ اندہے ہوتے ہین۔ شہوت پرست ہمیشہ خوار ہوتے ہین۔ دوسرونکو خوار کرتے ہین اور آپ بہی خستہ حال ہوتے ہین نہ خود آرام مین بیٹھتے ہین نہ دوسرونکو آرام کرنے دیتے ہین۔ حرص دو طرفہ تلوار ہے۔ جسطرف سے پکڑو کاٹتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عشق و معشوق دونوں گرفتار بلا ہوتے ہین علاءالدین خلجی عالم ضعیفی مین گرویدۂ شہوت بنا ہے جوں جوں عمر ڈھلتی (دیوڑھا) ہوتا ہے حرص جوان ہوتی ہے پدمنی کی خوبصورتی کا کمال سن علاءالدین کے اندر عشق کی خوفناک آگ شعلہ زن ہوتی ہے۔ فوراً حکم بنام راجہ بھیم جاری ہوتا ہے کہ پدمنی کو ہمارے محلات شاہی مین داخل کرو۔ راجہ بھیم پدمنی کا خاوند اس ہتک کو گوارا نہین کر سکتا آخر قید ہو دہلی کے قلعہ مین محبوس کیا جاتا ہے۔ رانی راجہ کو قید سے نکالنے کی تدبیر نکالتی ہے۔ سولہ سو سہیلی کو ساتھ لانے کا بہانہ بنا۔ اجازت شاہی حاصل کرتی ہے

پدمنی کی پاک دامنی

سولہ سو راجپوت سن چلے بہادر ساتھ لے۔ عورتوں کا لباس پہنا۔ دہلی کا رستہ لیتی ہے وہان سے بندی خانہ سے راجہ کو آزاد کر چتوڑ کے شہر کی جانب مراجعت کرتی ہے۔ صبح ہونے پر دربار شاہی مین ساری کیفیت ظاہر ہوتی ہے بادشاہ اپنی تمام فوج کو کوچ کا حکم دیتا ہے۔ چتوڑ کا قلعہ محصور کیا جاتا ہے۔ بھیم اپنے تمام دوستوں۔ رشتہ داروں کے ساتھ اپنے شہر و عزت کی حفاظت مین جان دیتا ہے۔ تمام خاندان سوائے ایک بچہ کے جسکو بھاگنے کی اجازت راجہ خود دیتا ہے۔ تباہ ہوتا ہے۔ اب پدمنی اپنی پاک دامنی کی حفاظت مین تمام رانیون کو ساتھ لے چتا پر چڑھتی ہے۔ آن کی آن مین راکھ کا ڈھیر لگتا ہے فاتح محلات راجہ مین داخل ہوتا ہے۔ پدمنی کا مکان دریافت کرتا ہے۔ مگر سوائے راکھ کے ڈھیر کے کچھ نہین پاتا ہے۔ عجب زمانہ تھا۔ عجب خیالات تھے۔ مگر اس جانبازی کا اثر علاءالدین خلجی کے سخت دل پر کیا ہوتا ہے۔ تمام عمر عذاب مین کٹتی ہے آخر ملک کافور کی تدبیروں سے وہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے۔ اسکی موت کے بعد اسکی اولاد بڑی سخت بے حرمتی سے قتل ہوتی ہے۔ ایک جانشین دوسرے کے ہاتھ سے مرتا ہے۔ تیس برس کے قلیل عرصہ مین خلجی خاندان تاریخ ہندوستان سے رخصت ہوتا ہے۔

خلجی تلوار کو بھارت کی پاکیزہ عورتوں نے کند کر دیا۔ شہوت کی شہ زوری کی تمام طاقت کو ان پاکیزہ عصمت عورتوں کی شجاعت نے کمزور کر دیا۔ نیچر کی اخلاقی طاقت نے نفس تلوار کی غارتگر طاقت کو آخر بالکل مغلوب کر دیا نہ علاءالدین بچا نہ اس کا خاندان بچا مگر بھارت کی پاکیزگی بھارت کو بچا گئی۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

(۹) بھگتی اور گیان مین عورتون کے کمالات خاص طور پر قابل تحسین و آفرین ہین و ہرگز فہم
قدرتاً منبع محبت ہے۔ لاکھ تقصیر کرے وہ معاف کر دیتی ہے۔ اس کی محبت کا۔ خاوند
خاص حدود سے محدود نہین۔ اسکی محبت کی گہرائی کو کوئی پیمانہ ماپ نہین۔ معبود کا رشتہ
الفت بھری نگاہین۔ اولاد۔ خاوند۔ تمام قبیلہ کے درد دکھ کو کافور کر دیتی رابطہ مضبوط
رکے آؤ۔ سارے دن کی تھکاوٹ سے چور ہو کر آؤ۔ عورت کی پاک محبت نے کسی دنیاو
راحت مین تبدیل کر دیتی ہے۔ گھر قبلہ عصمت ہے۔ عورت بذات خود منبع نیکی ہے۔
جو دنیا دار عورت کے اس پاک جذبہ سے محروم ہے وہ واقعی بدبخت ہے عورتین اسکی
تونگری مین تبدیل کر دیتی ہے۔ افلاس کو یہ فیض مآب برکت بنا دیتی۔ بہتری کو دنیا
اور دردکو یہ راحت بنا دیتی ہے۔

عورت کی بے لاگ محبت یہ ہی محبت عشق مجازی سے جب عشق حقیقی ہستی کے شناگرد
ہے تو بڑے بڑے عجوبات صادر کرتی ہے۔ عورت کی محبت ہمیشہ بے لاگ ہے اسکے واسطے نمبرا
وہ اولاد سے اولاد کی خاطر پیار کرتی ہے۔ خاوند سے خاوند کی خاطر محبت کرتی ہے فریادرس
خوشی اور نفسانیت کا اسکے دل مین نام و نشان نہین۔ خودی کو اسمین دخل۔ ان زرو جوا
لائق ہو۔ نالائق ہو۔ خاوند برا ہو بھلا ہو۔ عورت کا پیار رتی بھی کم نہین ہوتا۔ بے بہتر رشتے کی خ
محبت ویسا ہی موجود ہے وہ اپنی اولاد سے فائدہ کی توقع نہین رکھتی مگر پ
سے خاوند ہزار خطا کر کے گھر آتا ہے۔ عورت پھر بھی اسکو پناہ دیتی ہے یہ پتری کے سوا
محبت جب عشق الٰہی مین تبدیل ہوتی ہے۔ تو غضب ڈھاتی ہے۔ میران اصل مقصد
محبت سے گوپیون کے پریم سے سب ہندو واقف ہین۔ مگر اس پرستی یا عیاشی کا
بہت کم لوگ سمجھتے ہیں۔ میران بائی بندرابن کے میدان مین جذبہ محبت عالم گیر ہے
نہ جسم کی خبر ہے نہ اپنی سدھ ہے خبر ملتی ہے کہ بندرابن کے بن مین ایک بڑے
ست نارائن سادہو رہتے ہین۔ کرشن بھگتی مین میران بائی کا پریم اس
بنتا ہے کہ مہاراج کا درشن کیا جائے۔ میران عریضہ ارسال خدمت کر
جواب دیتے ہین کہ ہم نے روز سنیاس لیا ہے آجتک استری کا درشن نہین کیا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ری اسمن ۔ اس جواب کے وصول ہونے پر میران بائی دوسرا خط ارسال کرتی
تھہ ۔ اس بندرابن کے زمین مین مجھکو صرف ایک ہی پُرش نظر آتا ہے۔
ا محبوب کرشن ہے ۔ باقی تمام عورتین ہی عورتین دکھلائی دیتی ہین۔ معلوم
کو پُرش یعنی مردیت کا فخر کسطرح حاصل ہے ۔ اس رقعہ کے وصول ہونے
ن بائی کی قدم بوسی کی خاطر خود حاضر ہوتے ہین اور اپنی زبان مبارک سے
ر پراوتین کو لیتے ہے ۔ جس نے اس جسم مین کرشن مہاراج مین ایسی بھگتی
یرے جیسے شخصون کو باوجود اسقدر ریاضت سخت کے آجتک نصیب
یہ اِن تیرا وشواس اور عمل دونون قابل تحسین ہین ۔ مین تیری زیارت سی
ہ میری خوش قسمتی ہے ۔ عالم وجد مین میران بائی خالص محبت کے
اپنی زبان سے گاتی ہے

یکہ ۔ میرے من رام نام دوسرا نہ کوئی ۔

کاج جگت دیکھہ موہی ۔ پرتھا نردبہ کبھی انت سبے رو لی
بٹھیو بٹیھہ لوک لاج کھوئی ۔ اب تو بات پھیل گئی جانے سب لوئی
لمیا مین نے جتن سے بلوئی ۔ کہن مکھن کاڑھ لیا چھاچھہ پیوے کوئی
در بنیکہ مین نے ملسری کی مالا پوئی ۔ شال دوشالہ چھوڑ اب اودھ لئی لوئی
سئے مل کر کایا دھوئی ۔ من کا میل جبھی گیا نام جبل ملوئی

(میرے من رام نام دوسرا نہ کوئی)

د مدرا پی پی ہو بی ہوماتی ۔ میں مدھو ہو پریم بھٹی کا مست رہون مدماتی
لا کا دورا اور سرت کی باتی ۔ انو بھو جیوتی ایک من مٹھا ٹھیے جگ دن راتی
بسیں بست ہیں نکھ کچھ باتی ۔ میرے پیا میرے گھٹ ماہیں کہن کرت شرماتی
میں تورے رنگ راچی سانورے میں تورے رنگ راچی

عقیدہ کے پاک جذبہ کو نہیں سمجھتے وہ ہمیشہ عورتون کے اندر اس جذبہ
نفس پرستی سے منسوب کرتے ہین ۔ جنکا اپنا اخلاق گندہ ہو جو بیگانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عورتوں کو ہمیشہ نظر غیر سے دیکھنے کے عادی ہوں وہ عابد اور معبود کے پاک تعلق کو ہرگز فہم
نہیں لا سکتے ۔ دہرم کے رموز کو سمجھنے سے پیشتر دل کی صفائی لازمی شرط ہے ۔ خاوند
ساتھ نفسانی جذبہ کے بھوگ ختم ہونے پر عورت اور مرد کے درمیان عابد اور معبود کا رشتہ
قائم ہوتا ہے لذات جسمانی کا خیال فرو ہونے پر صادق محبت اور یگانگت کا ناطہ مضبوط
اور تب شادی کا اصلی مقصد پورا ہونے کا وقت آتا ہے ۔ عورت اور مرد اب کسی دنیاوی
غرض سے وصل نہیں کرتے ۔ اولاد کی تمنا ان کے دلوں سے دور ہو چکی ہے ۔
نفسانیت کا دورہ ختم ہو چکتا ہے ۔ دونوں ملکر مالک کائنات کے حضور میں اسکی
محبت کے لئے دعاگو ہوتے ہیں دیجنا ولکھ اپنی استری میتری کو دنیا
تارک ہونیکے وقت پر سب اقسام کے زر و جواہر پیش کرتا ہے ۔

میتری حکومت اور حفاظت کے واسطے راجہ جنک خود موجود ہیں جو ہمی کے شاگرد
ہیں ۔ گھر میں اولاد ہے ۔ یعنی کاتائنی کا لڑکا کاتائن رشی موجود ہے جو اسکے واسطے نمبر ا
اپنی اولاد کے ہے ۔ مگر میتری ان سب زر و جواہرات کو پرے ہٹاتی ہے خاوند سے فریاد کرتی
ہوتی ہے کہ جب تمام عمر تمہاری خدمت میں گذاری اب کہاں جا سکتی ہوں ۔ ان زر و جواہر
چھوڑ جب آپ جنگل کا رستہ اختیار کرتے ہیں ۔ تو ضرور کسی ان سے بہتر شئے کی [illegible]
جاتے ہیں ۔ پھر مجھے اس شئے سے کیوں محروم چھوڑتے ہو ۔
یجنا و لکیہ قایل ہوتے ہیں ۔ آخر برہم گیان کا اوپدیش شروع ہوتا ہے ۔ رشی کے سوال
و جواب سنکر آج کل کے بڑے بڑے عالم دنگ رہ جاتے ہیں ۔ یہی اصل مقصد
شادی ہے ۔ جہاں یہ [illegible] نہیں ہوا وہاں شادی محض نفس پرستی یا عیاشی کا
دوسرا نام ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہند و تہذیب

ناظرین پر اس کتاب کے مطالعہ سے روشن ہو گیا ہو گا۔ کہ ہند و تہذیب کی اصل
بنیاد روحانیت ہے۔ اس کا تمام فلسفہ اسی روحانیت کی تلاش ہے۔ اس روحانیت
کا مغربی علوم سے ملاپ اس زمانہ کا نادر واقعہ ہے۔ ہمیں یہ خیال رکھنا چاہئے۔
کہ برٹش گورنمنٹ کی اس ملک میں آمد ایک خدائی انتظام تھا۔ مذہبی آزادی
موجودہ تعلیم سائنس اور مغربی علوم کی اشاعت اس حکومت کی اعلیٰ برکت
تھی جس نیکدلی اور کوشش سے برٹش گورنمنٹ نے اپنے اس غرض کو ادا کیا ہے اور
پہلو میں دنیا کی سب سے پرانی قوم یعنی آریہ جاتی کے دوبارہ زندہ کرنے میں امداد دی ہے وہ
یادگار روزگار رہیگی۔ آئندہ زمانہ کی تاریخ میں یہ درحقیقت انگلستان کا فخر ہو گا کہ
اس نے ہم کو موجودہ زمانہ کے علوم سے بہرہ ور کر کے ہمیں اور حالات وقت سے مطابقت دلانے
میں قابل قدر امداد کی ہے جس امداد کے بغیر یہ قطعی ناممکن تھا کہ ہم اپنی ہستی موجودہ زمانہ کی کشمکش
میں قائم رکھ سکتے سوشل رسومات کی اصلاح نیک اور باطل خیالات سے نجات ہی مختلف
فرقوں کا ایک منزل پر اجتہاد اس تعلیم اور آزادی کا اعلےٰ ثمرہ تھا۔

بھارت کا آئندہ مشن اس روحانیت اور مغربی علوم کا یکجا ملاپ ہے مغربی سائنس
اور ہند و فلسفہ کے نیک نتائج سے آئندہ دنیا کو بہرہ ور کرتا ہے۔ مغربی تہذیب کے نیک
اوصاف سے اغماض حماقت ہے مغربی تہذیب نے انسان اور اقوام کو ان کے جداگانہ میدان
زندگی سے نکال کر ایسے تعلقات میں لا وابستہ کیا ہے جنمیں ایک قوم کا امن و آرام
دوسری قوم کی بہبودی میں مشتمل ہے اس تہذیب نے انسانی دنیا کو ایک نئی منزل میں
لا کھڑا کیا ہے جسمیں ہماری اخلاقی اور تمدنی بہبودی مشترکہ ہے اس واسطے
انسانات اور اقوام کے باہمی تعلقات آئندہ زمانہ میں باہمی محبت میں منسلک ہونگے۔
محبت کے جواب میں محبت ہر جگہ موجود ہے قدرت قانون مجسم ہے اس کی صادق
تحقیقات دنیا کے سامنے ایک نیا میدان زندگی اسی طرح کھولدیگی جس طرح موجودہ
سائنس کی آمد نے دنیا میں ایک نیا دورہ آغاز کر دیا تھا مگر اس نئی سائنس کا پیغام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صادق محبت اور روحانیت ہوگا۔ ایک نئی زندگی دنیا میں داخل ہوگی۔ ویدک روحانیت کو اپنا حقیقی جلوہ دکھانے کا موقع حاصل ہوگا۔ باہمی نفرت حسد و کینہ۔ مقابلہ کے ناپاک جذبات دنیا سے بدر ہونگے۔ اس وقت تک سائنس نے علوم قدرت کو محدود کر خود غرضی اور نفسانیت کی عینک لگا کر قدرت کے ہر ایک ظہور کو مطالعہ کیا ہے یہی وجہ دنیا کے مذہبی ادبار اور موجودہ مادہ پرستی کی ہے۔ اس مادہ پرستی نے اہل دنیا کو مذہب کے حقیقی جلوہ سے بالکل بےخبر بنا دیا ہے۔ ادھر اہل ہنود زمانہ کی نیک اوصاف سے غافل اس کی بدعملیوں کو اختیار کر اپنی مصیبتوں کو آپ ادر باد کرتے رہے ہیں۔ قدرت اپنے خطا کار کو دونو جہان میں نہیں چھوڑتی یہ غلط ہے کہ ہم مرنے کے بعد ہی اپنے افعال اور اعمال کی سزا و جزا پاتے ہیں۔ بلکہ دونو جہان میں یکساں معاوضہ حاصل کرتے ہیں نیکی یا سعادت مندی ہمیشہ سکھ روپ ہے جبکہ بدی کے معنی قانون قدرت سے انحراف ہے۔ اسی واسطے دکھ روپ ہے۔

بس آؤ۔ دنیا کو اس نئے صادق مشن کا پیغام دیں حضرت انسان کو اسکے پاک مشن زندگی سے باخبر کریں استری میں پتی بھاؤ اور پتی میں استری بھاو پیدا کریں۔ پتر میں پتری بھاؤ اور بھائیوں میں برادری بھاؤ پیدا کریں تمام انسانوں میں پتر بھاؤ پیدا کریں اور انسانی دنیا کو ان بہشتی نعمتوں کا مژدہ سنائیں جن میں آئندہ کا اوم دان ہوگا جبکہ تمام انسانی دنیا ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتی ہوئی اپنے آسمانی باپ کے روبرو صف آرا کھڑی ہوگی ایسا زمانہ کب آئیگا حضرت انسان تیرے اختیار میں ہے تیرا بہشت اور دوزخ تیرے اپنے ہاتھ میں ہے دل کی آنکھیں کھول اور اس قدرت کو دیکھ یہ شانتی کا روپ ہے مخزن علم و نور ہے۔ اس میں مصیبت و عذاب کا نام و نشان نہیں ہے۔ اسکے صادق قوانین کی تعمیل کرو اور اسکی صادق راحت میں داخل ہو۔ صداقت میں ہی ہم رہتے ہیں صداقت سے ہی ہم بڑھتے ہیں صداقت سے ہم پھلتے پھولتے ہیں + اوم شانتی شانتی شانتی

حصہ اول ختم ہوا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

...atabase

...ature with Date

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar